

دیوانِ یاس (حصہ اول)

تصنیف

کلام میرزا کر حسین یاس لکھنوی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufraanmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

اِنَّ لِلَّهِ كُنُوزًا تَحْتَ الْعَرْشِ وَمَفَاتِيحُهَا لِنَسَبِ الشُّعْرَاءِ

.....

دیوان اول یاس

مستی یہ اسم تاریخی

نظم در دست

۹۲ ۱۲ هـ

از تصنیفات مشہور معنی شناس میرزا کریم صاحب یاس لکھنوی

باہتمام محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و ہتھم پیکام یار

در قومی پریس لکھنؤ نئیو راج طبع آراستہ

طبع اولی چہرہ و جلد (جلد حقون محفوظ این) قیمت فی جلد متولی کاغذ
عدہ کاغذ ہر نسخہ وصول

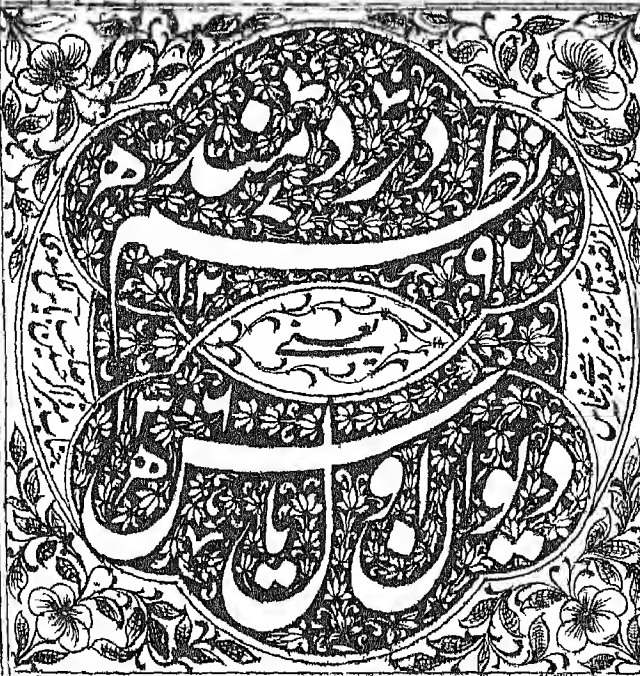
عرض مصحف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد حمد و درود گار و نعت رسول مختار و نعت خلیفہ کرار غیر فرار اہل ہمارا و صاحب انبیاء صلاوات اللہ علیہم
 یہ سیرہ درویشان اول توین انقر الناس الاکریمین یا سیدت ارباب سخن ماہران فن میں عرض کرتا ہے کہ کجا بچہن ہی کی کشت
 شکر گوئی کا شوق و اہارہ تیردیں کے سن سے کچھ کچھ موزون کر لے گا اسکے ساتھ ہی شاید نام کا اثر و اثر سے بڑھے گا فی وقت و
 دوزن برس کے بعد بعض بزرگوں کی فہمائش اور بعض ارباب کی صلاح سے بلبل بن رسا کتاب طوطی کا ارباب جناب
 میر نواب صاحب توشیح فرمائی اعلیٰ شان مقام کا کلمہ اختیار کیا و دونوں اور تذکرہ بالا کی نسبت مغفور و موحوم کی شاکردی
 بہت ہی موزون تھی و سن ابر کا جناب موحوم سے دونوں فنون کو حال کیا فرمایا میں جناب موحوم کی قلمی سی مشہوری کہ بعد ان کے
 انتقال کے پھر مجھے دوسرے استاد کی ضرورت نہیں ہوئی یہاں تک کہ بعد میر صاحب موحوم سے جو دو ایک شریعہ بنے اسکے اوپر سے تو شکر
 کو یہ گمان ہو گیا اب میں میرا تخلص ذکر کرتا ہوں اپنی تجویز سے تو قیر کھا جسیر صاحب مغفور کا شمار دو نوشتہ جناب موحوم عرض
 کیا کہ تیر غلام شریعیہ اور ابی افسوس تجویز فرمائیے کہ جسکے آخرین سین ہوسے ہر کی شاکردی کہ بتائے جناب موحوم نے فرمایا کہ اچھا
 چند لفظ تجویز کر کے لکھ لے میں اوسین سے چند کروں گا۔ چنانچہ بعد غور کے میں ہی لفظ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 میں وقفہ در وقفہ سے میر صاحب تفسیر کا انتقال ہوا یہی سال کسخت دیوان کی ترتیب کا ہے۔ اب بیٹے اپنے تمام پر غور کیا کہ میں
 کسی کی شاکردی کروں یا نہ کروں اور اگر شاکردوں تو کس کا ہوں اپنے نزدیک میری فکر کے مصنف اور صفات کا جو اس شخص
 کے لیے درکار تھیں عرض دانی یا ندانی وغیرہ جناب اوستا ذی اعظم و ملاذی المکرم سرگرم اہل کمال حضرت حکیم میر
 شما سن علی صاحب ہلال لکھنوی دم رکھتا ہوں یا اسکے قبل بھی میری حال پر یہ جناب بیٹے سے شفقت و رفاقت کرتے تھے
 یحییٰ کا شاکرد ہوا اور اس سے زیادہ حکیم صاحب قبل کی شاکردی وغیرہ فی خدا ذکر کر رہا ہوں اور کاسا ہمارا سر رکھے۔ ایک بہت بڑا
 قریبی بہ بھائی کہ میں خود لکھنوی ہوں اور میرے دونوں اوستا بھی لکھنوی ہیں فضل خدا سے کجا اور میر سے اساتذہ کو کبھی کسی قصیدہ و مہم کی ہوا
 بھی نہیں تھی۔ کوئی زبانی شہ جاسے لہان ہوں میں نہیں کر سکتا۔ اسکے علاوہ میں عہد طفولیت سے اس خاندان عالی شان میں مشغول
 پائی اور اوستا جن حضرات کی تربیت اوتھائی کہ جنکی زبان بے شبہ اردو سے ملے سمجھ جاتی ہے اس زمانہ ان شاہی میں جنہی حضرات سے
 ہونے کے جو شکر گوئی کا شوق نہیں رکھتے و نہ بھابھاجون کو اس فن خاص سے پیشی ہے۔ انہیں سے بیشیہ حضرات ایسے ہیں جو علم انبوت
 اوستا دلتے جاتے ہیں۔ یہ میر دیوان اوس زمانے میں نکلتا ہے کہ زبان اردو میں انقلاب عظیم ہو گیا ہے محاورے بدل گئے۔
 صلا حین اور بگمیں۔ انگریزی الفاظ جابجا ہر جگہ ہر دو سی ٹھونس دیے گئے۔ ہمارے چند اساتذہ اور چند معصرون سے پتا
 چلتا ہے کہ ان پر اردو زبان ہے۔ ورنہ اردو کہاں۔ اس زمانے کی زبان تو اور ہی کچھ ہے۔ ہر کوئی و یحییٰ میں کلاس
 طوفان بے تیری سے ہماری زبان محفوظ رہے مگر حتیٰ الوسع حفاظت کرینگے۔ یہ بھی لکھنا ضرور ہے کہ یہ میر اہل دیوان سے
 آسمین و غل بھی ہے جو پہلے چل بیٹے نظم کی تھی علامہ لاہری کے بعد جو خوشنویس کی کہیں و علامہ جمیع بن اور وہ
 دوسرا دیوان تھا اوسکا کچھ بھی انسا ہی ہو گا اس سے زیادہ کیا عجیب ہے جو وہ دیوان اس سے بہرہ۔ انشاء اللہ شاکر
 کرانے نہ ہمت دی تو وہ دیوان بھی جلد چھپے گا۔ اسکے علاوہ ایک غیرہ تاریخوں کا ہے۔ اسکے بھی لکھ چھپانے کا ارادہ ہے۔
 اسی طرح تھا کہ میں اگر نکلے فصل کیا تو وہ بھی علامہ طبع ہو گئے۔ ہر شے سلام رباعیان بھی تجزیت بن سگرا دیکھ چھپوانے کا قصد میں
 ناظرین بامکین کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس چمدان کے کلام کو عیب بینی کی نظر سے نہ ملاحظہ فرمائیں اور اگر کہیں کوئی غلط ہو
 تو دامن غفور سے چھپائیں کہ نہ کہ جو انسان ہے اور کا تجریم و لبس بیان ہے لفظ

راقم آخر۔ ذاکر حسین یاس۔ لکھنوی ۱۰۱۰

از منزل شکر و از منزل نیکو

نشد الحمد که درین آن سرست تو امان یوان قصه عنوان بلاغت اسرارم با سحر



بجس صحت و ایتام تام محمد شاعر حسین نثار لاک هتمن قومی پر بس و پیام

مطبع قومی در و قلم کاران مطبوع

۱۹۱۵
۵
۱۳

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U13051

بسم الله الرحمن الرحيم

رویت

سردیوان لکھا مطلع جو مینے حمد و اور کا
سوا خالق کے کیا جانو کوئی رتبہ عیسیٰ کا
محافظ ہو اگر باغ جہان میں عدل ٹھیکہ کا
تصور سجدہ ام او سکو جو چشم بست حیدر کا
میں دیوانہ ہوں ایدل گیسو مشکین حیدر کا
خیال آجائے دلہین گریخ پر نو حیدر کا
شہاد و نون تری در کے گدہ پہن پہ ریشم کا
کت پائو نالی سے بدر بھی شرمائے کھٹا کر
شاکر تاپوں میں ہر دم لب شیرین حیدر کی
جسے شکلا شاکر زو میں شکر ابھری گئی
نیل کے شیر کا کر نمر و شیرانہ سن یا مین

صریر کلک نے نعرہ کیا اللہ اکبر کا
شاسا مرقضی ہر یا حبیب خاص و اور کا
صبا کیا دخل ہو کر گھیسو سکے دہن گل ترک کا
مراول جام ہو کر یا شراب جوض کو ترک کا
نہ جائیگا قیامت تک کبھی دامنے سر کا
نظر لائے مگر رصاف آئینہ سکندر کا
سلیمان حاکم کیا اوج کیا اس جاسکندر کا
حقیقت کیا بھلا رکھتا آئینہ سکندر کا
زبان کو میری چپکا پڑ گیا قند بکر کا
کتا بون سے گھٹکا حال قلع باب حیر کا
جگمگو آب ہن کا کلیجہ شوق ہو چھپر کا

کیا مہربان کو دیکھ کر ہے پر جبریل بھی کھڑے
 پہنچ جائے جو اوڑھ کر طائر دل و خندہ شہ پر
 اوٹھنا کیون نہ برگ کاو کی صورت و خیر
 علی علی علی تقی علی طیب علی طاهر
 علی انسر علی حیدر علی صفدر علی سرور
 علی عالم علی عامل علی عادل علی باذل
 علی شجاع علی منیع علی ارفع علی مرجع
 علی عابد علی ساجد علی زاهد علی حاسد
 علی مرشد علی مادی علی مولی علی آقا
 علی قانع علی صانع علی سامع علی شارع
 علی دنیا علی عقبی علی حجت علی طوبی
 علی سلطان علی خاقان علی سامان علی احسان

اور سے شہرہ فلک تک کو نہ و ضرب حیدر کا
 پر جبریل سے بڑھ جائے بازو ان تر کا
 علی دست خدا یز و در بازو ہر پیہر کا
 علی نور مجسم علی ساقی ہے کوثر کا
 امیر المومنین ہے اور قاتل فوج اکبر کا
 علی منتقی علی قاضی ہے شہباز و کبوتر کا
 علی کفار کا قاتل ہر مالک مجبر کا
 علی کا دوست داوود علی عاشق ہر داوود کا
 علی فرزند بو طالب علی بھائی عیسیٰ کا
 علی ہر جامع القرآن علی مہنام داوود کا
 علی مشکاک شامی خلق ہر ساقی ہے کوثر کا
 علی حق کا ولی برحق علی تائب ہمیشہ کا

در جست پہ رضوان بگور دے کیا مجال اسکی
 غلام خاص ہر ای یاس تو مولائے شہر کا

بدر ہواے یاس روی پر ضیائے مرخصا
 منزل تو سین او ادنیٰ ہر جائے مرخصا
 گر کبھی زور ید اللہ کی دکھائے مرخصا
 خانہ دل میں ہر میرے بسکہ جائے مرخصا
 مر کے بھی ٹھکون نہ اوس درو تمنا ہے یہی
 ابتدا سے بخشش و رحمت ہر آنکے حال پر
 اگر کیا سائل کوئی محروم جائے وصل کیا
 خار چلو میں بین پر کچھ گل کا کر سکتے نہیں
 گل خدائی کے یہی خمار میں بعد رسول
 جبکہ الفقہ فخری بود بان شاہی ہو کیا
 ابر کا کبر الظر آئے یہ حور شیدہ فلک

لیکہ المعراج ہر حرف رسائے مرخصا
 سر نہ چشم ملک ہر خاک پاے مرخصا
 اس میں ہر سمان کو کھینچ لائے مرخصا
 سانس لیتا ہوں تو اتنی ہر قہر لائے مرخصا
 آنحضرت پر پناہ دے گر مجھو خداے مرخصا
 حق ہوا خود با عیش نشو و نماے مرخصا
 نیند ہو تا ہی نہیں دست تنہائے مرخصا
 یہ بندھی ہر باغ عالم میں ہواے مرخصا
 بل نہیں سکتا ہر ذرہ سبب رضا کے مرخصا
 فرس قافر سے فزون ہر پوریاے مرخصا
 گرا بھی کھل جائے روئی پر تہیہ کے مرخصا

حصن خیر کی بنا اتیک کر باد و خراب
 اسجک اسکندر و جمشید کا کیا ذکر
 بھول جھڑتے ہیں بکلم میں زبان پاک
 جان اپنی موت پر دیا ہوں پرانی نہیں
 یہ لطافت اور یہ خوشبو آسکو اتھالی کہاں
 کچھ مجھے دیا دیا مہاسے آکا نہیں
 جو وعدہ و انکار ہو وہ کا فہم نہیں
 حشر من جام مر کو شکر کی محاکم کیا کمی
 نعامت ہو اس سے بڑھ کر کیا صفت کوئی کر
 آستان پر سجدہ کرتے ہیں ملاک صبح و شام
 بارہا کسی صفت میں نہمک نمی کہا
 جن انسان ملک ہیں تالے فرمان شاہ
 برق کی صورت گذر جائیں صراط حشر
 دوش احمد پر قلی کو دیکھ کر بولے ملک

پھر بنائے کون و سے مسکو مٹائے تضا
 بادشاہ مفت کشور ہو لائے مرتضا
 کھلکھی گل کی کلی جب مسکرائے مرتضا
 کیا دل مضطر کو ہر شوق لقاے مرتضا
 جامہ گل ہو بھی رنگین ہو قباے مرتضا
 بجز عالم سے رکھتی ہو دلا سے مرتضا
 وہ ولی ہو جبکہ دل میں ہو دلاے مرتضا
 ہوں ازل سے مست صبا سے دلاے مرتضا
 لافقا الا علی جب ہو شائے مرتضا
 عرش سے کچھ کم نہیں دو تہا سے مرتضا
 کیون وصی ہو توں احمد کا سواے مرتضا
 سراوٹھائیں کیا عل خیر بھالے مرتضا
 راہ اپنے خادہوں کو گر تباے مرتضا
 لو سر عرش معلے پر ہے پائے مرتضا

قول ہو میری ای یا س شرک ہو وہ شخص
 دوسرے کو جو کوئی سمجھے بجائے مرتضا

گناہگار ہوں روز شمار کیا ہوگا
 تری تو رحمت بید کا کچھ حساب نہیں
 زمین جانتی ہو بو تراب کا ہوں غلام
 کھلی ہوئی ہو مری آنکھ بعد مردن بھی
 جک ہو برق کی دندان یا زین بالکل
 نہو سیکھا مقابل و چشم تیرے مری
 خون گردش کا عالم وہی ابھی تک ہو
 پیوے سلیم کی بھلا میری نعمت سخی کو
 عدم میں چلے معادمان یار کا پوچھ

یہ ڈر ہو اے مرے پروردگار کیا ہوگا
 کریم میرے گنہگار کیا ہوگا
 بھلا مزار میں مجھ پر شمار کیا ہوگا
 اب اس سے بڑھ کے بھلا انتظار کیا ہوگا
 مقابل اسنے ڈر شاہوار کیا ہوگا
 برس پڑے گا جو ابر بہار کیا ہوگا
 پھر انیوالی ہے فصل بہار کیا ہوگا
 چمن میں بلبلین چمکین ہزار کیا ہوگا
 یہ راز چھپے بیان آشکار کیا ہوگا

<p>بدون کے قرب سے نیکو کو خیر ہوگا ہوا ہوا آپ کو جو سیر لالہ زار کا شوق وہاں بھی ساتھ دل بقیار لیکے چلے مگر کاریار کی مضمون نہ ہو سو جیسے گا وہ بہت تو آیا ہوا بدل نہ آئے گا ہرگز</p>	<p>گلوں کے گرد جو رہتے ہیں غبار کیا ہوگا بتائیے یہ دل داعیہ دار کیا ہوگا قرار بھڑہین زیر فرار کیا ہوگا نہاں جو ہو وہ بھلا آشکار کیا ہوگا ترسے ترسے سے او بقیار کیا ہوگا</p>
---	---

سمی خالق کیا ہو وہ امامی یا س
 علی سے بڑھ کے کوئی کا مدار کیا ہوگا

<p>سنگ کو تیر ہوا ون سے ضرر کیا ہوگا رحم عاشق پر کر نیگے تو ضرر کیا ہوگا زاور لکھتے نہیں جاتا ہین سو عدم سٹھن ہون میں کہ شب بھر وہ نہیں جانیگے طفل اشک آنکھ سے نکلے نہ اٹھیں رحم آیا دل بھی ہم مذکور کو لائی ہیں جگر بھی جان بھی وصل کی رات بھی گزری نہ کہی آستے دل ہی پر تارک کو وہ تیر نظر بھٹیتے ہیں میرے سینے سے وہ پسے کو مار کر لو لے تیغ ابرو سے نہ دھمکا مجھ تو اے قاتل وصل کی صبح نہ ہم ہونگے نہ پھر تو ہوگی وصل میں جب نہ کھلا ہم یہ راز یہاں ہم نظر رکھتے ہیں اللہ عیش و شوق میں دیکھ کر وہ دل پر داغ مڑا کہتے ہیں موتی تاثیر محبت میں تو وہ کیوں جاتے</p>	<p>اونکے دلیں مری آہو نکا اثر کیا ہوگا دیکھ لینگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا یہ یہ تیشویش کہ ہنگام سفر کیا ہوگا دیکھوں سو تری اے مرغ سحر کیا ہوگا تو جو ساتھ آیا ہوا ہے نخت جگر کیا ہوگا دیکھنے یار کو منظور نظر کیا ہوگا دل دھڑکتا ہے کہ ہنگام سحر کیا ہوگا مثل سبل جو تیر تیا ہے جگر کیا ہوگا اور اب نخل تمنا کا شہر کیا ہوگا سرکھت جو ہو او سے جان کا ڈر کیا ہوگا تیری دلسوزیوں کی جمع سحر کیا ہوگا دستیاب ہمیں مضمون کمر کیا ہوگا دل بہار بھی جو ہو جائے آدھر کیا ہوگا ایسا بھولا ہوا گلشن میں شجر کیا ہوگا سیرے نالوں میں شب ہمارا اثر کیا ہوگا</p>
---	--

اونکے جانے ہی سے آتا ہے گلیا متھ کو
 نہ ملیگی جو ہمیں یا س خبر کیا ہوگا

<p>ہر جگہ اوس کا کل پیمان کا افسانہ رہا</p>	<p>کوئی مجنون کوئی وحشی کوئی دیوانہ رہا</p>
---	---

<p>باغ عالم میں مثال سبرہ بگیا نہ رہا دل جو اپنا تھا وہی الفت میں بگیا نہ رہا گاہ شمشید گاہ ساغر گاہ سپاس نہ رہا جبکہ مجھے زبان پر ہو کر سچا نہ رہا کون تیرے جلوہ رخ پر نہ دیوانہ رہا بلبلوں میں کچھ دنوں جن عروسا نہ رہا یہ وہ کعبہ ہے ہمیشہ حسین تجا نہ رہا آسیا پھر فی زہی گر ایک بھی دانہ رہا بس بہت اک عمر ان لوگوں میں یار نہ رہا میں رالتی میں لیکن دلیں ویرانہ رہا سید ہی تمت جب ہوئی گرو میں ہیانہ رہا شیشہ خالی ہو گیا لب زریعہ نہ رہا شام و صبح اوں کی ماتھے میں شانا نہ رہا قیس نے تو ہوشیاری کی کہ دیوانہ رہا ایسی کی مینے کہ برسوں جسکا افسانہ رہا</p>	<p>دور سے میں ناظر گلگشت خانانہ رہا واہ ری نقدیر اور دن گرین کیا بگیا دل خیال گرون ساقی چشمست میں چورہن منجوار ایسے وقت زک و عین صد تو ہوتے ہیں و خورشید پیرات دن باغیں جو شاہد گل آئے بن بنڈر دہن جاہوئی کن کن حسینو کی دل آگاہین جسے پوچھو دنا کی حرج نے پیا اوکے اب نہیں بھتی فراق روح تو ہو نیکو خاک ہی اوڑنی رہی ایسی کہ ورت بھری وصل میں اونکو مجھے مینر لائے اوکو جا دل تو اگر ہماری آنکھ میں آنسو بھرے وصل کی شب کیوں اوں میں بہتی ہو تھا شری فرادہ ہی جو مر گیا سر بھوڑ کر یار نے میری خاک کا ذکر خود اکتہ کیا</p>
--	---

شعر کوئی ہے کہی ہو حق ہو یاروں میں کہی
یاس کے دم سے ہمیشہ حشر رندانہ رہا

<p>کوٹھا ہمارا غیرت چرخ برین رہا ہر شخص در پے حسد و بغض و کین رہا وا اشتیاق میں در خلد برین رہا میں عشق میں کہیں دل شیدا کہیں رہا اپنی کتاب نظم کا میں تکتہ چین رہا دل میں کوئی رکھا کوئی دیکھے قرین رہا انکے سوا کوئی نہ دم واپسین رہا پر دلوں دیکھیے کہ وہ ظالم وہین رہا</p>	<p>کل شب کو جلوہ گر جو کوئی نہ چین رہا الفت میں کوئی دوست ہمارا نہیں رہا مگر بھی کوئی یار میں عاشق مکن رہا پہونچا نہ کوئی منزل مقصود تک کہی مستمنون چیدہ خال صنم کے جو بندہ ہے تیرے نگاہ یار ادھر آئے جس قدر ما تم کو حسرتیں مری رونے کو بکیسی ہم اٹھ بھئی تے ہو کے مخا نزم یار تو</p>
--	--

الفت نے اوکی کھو دیا دونوں جان سے
 دل انداز الفت محبوب میں ملا
 اسکو بھاری نرسے حاصل ہوئی خوشی
 تو ان پر حصے کاہن حاصل ہوا ثواب
 بغض و حسد سے دل نہیں جانا کسی کو علم
 فرما دو قیس لیلیٰ شیریں کہاں ہیں لاج
 تاب تو ان ہی تھوڑے کھو ساتھ ہجر میں
 غصے میں اسکو دیکھ کر بھاگے جوں ہو
 اک دن جلیں کو اسکی لیک سول جگر
 کچھ اسکی زندگی نہ جہانیں تھی ای فلک
 کو چھی پراو کو غیر تھا میں فریش خاک پر
 حاصل ہوا نہ مطلب دل کیشب صبا
 دل کی طرح اگر حرکت کی مقام سے
 پر زوی کیے ہیں ہاتھ میں اپنے لپیٹ کر
 سب رفتہ رفتہ حسرت و ارمان بھل گئے
 دلین کسی کے یاد کچھ ایسی سہا گئی
 دونوں میں ایک ہجر میں ہو نچا مار تاک

مشرب کوئی رہا نہ مرا کوئی دین رہا
 میں سارمی عمر صاحب نقش و نگین رہا
 ورنہ ملال میں دل اند و دلین رہا
 پیش نظر اگر وہ خط عین رہا
 خرمین کوئی ہوا تو کوئی خوشہ چین رہا
 عاشق رہی جہان میں نہ کوئی حسین رہا
 اک چشم تر تو اک دل اند و دلین رہا
 ثابت قدم ہو دل کہ جہان تھا وہیں رہا
 افروختہ اگر وہ رخ آتشین رہا
 ہر وقت اپنی مرگ کا جب کو یقین رہا
 ایک آسمان پر ایک بروئے زمین رہا
 محبوب میں او ہر وہ او ہر شرمین رہا
 ایسا ضعیف ہوں کہ جہان تھا وہیں رہا
 دامن مرا خون میں مری آستین رہا
 دل میں خیال یا فقط اک مکیں رہا
 حسرت غریب کا نہ ٹھکانا کہیں رہا
 تاثیر رہ گئی کہیں نالہ کہیں رہا

اے کو یا نس ہم کسی سے بھلا خاک دل کا لین
 اب باد فاجہان میں نہ کوئی حسین رہا

دھیان تیرا جو مجھے لے مہ کامل آیا
 سرکھٹ میں بھی نہیں اس کے مقابل آیا
 جان و دل سے رہی ہم تاج فرمان لیکر
 سوا کیا کیا نہ تیری عشق میں حال مجنون
 جب مجھ کوں نہ دید ویرانہ کیا ہے آباد
 وہ شاد و بہن کہ دو ہاتھ میں اس پار تھیں

ہجر میں منہ کوئی بار مرا دل آیا
 کھینچ کر تیغ اوجب مرا قاتل آیا
 بر سر لطفت و عنایت نہ وہ قاتل آیا
 رحم پر تجھ کو اے صاحب محل آیا
 نجد میں بھرنے کوئی صاحب محل آیا
 بحر غم کا جو کہی سامنے ساحل آیا

<p>آشنا بمرت کا ہوا جو عاشق ظلم جو چاہ وہ کر شوق سے حاضر ہون نظر لطف سے دیکھا بھی نہ اوس نے منہ کی کھانیکا تو آیا کہ دیا ہون بھڑو دنیا میں کہ بھڑو میں جانا سوگا انجے حشت میں گیا دشت بھی سار بھی صاف دھوکا ہوا یہ دل بنیاب فرا</p>	<p>عمر بھر بھرنے کہی وہ لب ساحل آیا اتنوا بجان جہان تجھ مراد آیا سر در بار لیے ہاتھو نیہ میں دل آیا چہرہ یار کے جبر و زمت بل آیا جو تھکا راہ میں نہ جانب منزل آیا جائے محزون سے بھی فدا دے بھی مل آیا جب نظر محکوم ترشا کوئی لسنبل آیا</p>
---	--

دیکھو ہو جاو گے دنیا میں دلیل دوا
ان پریر دیون پر ای یاس اگر دل آیا

<p>تمام رات جو اوس لعل کا خیال رہا ہمیشہ اوس رخ دایر کا بیان خیال رہا کوئی گھڑی نگیا دل سے لطف بوس کنار نہ ساند و ارموا ہنکو عشق و نیا میں وہن کا اونکے معانہ خواب میں ہی کھلا نہ اور وضع پر امرا آسان تھے دیکھا تھار می لعل در او جبین و رخ کا خیال بلا تا غیر کے دھوکے سے لپٹے گمراہ کو ہمیشہ اس فلک کو روش کی گردش سے ضرور بہر جوانی ہر ایک دن پسری تمھاری وصل میں جو کہ لطف اٹھا لیا جنون گھٹانے کہی کم ہوئی پریشانی جو ایک دن بھی کہیں نہ تھو دوست کو لیا</p>	<p>بلا کی شب تھی کہ جتنا بھے و بال رہا جو بدر سامنی سے ہٹ گیا ہلال رہا تمام عمر میں وصل کا خیال رہا ہمیشہ یا سے بخش ہی ہلال رہا ہمیشہ ہنکو اسی بات کا خیال رہا ہمیشہ تیری دورنگی کا ایک حال رہا صبح و شام تو کیا بلکہ ماہ و سال رہا ستم کی چوک ہوئی میں غضب کی چال رہا مثال سبزہ صحرائین پائیاں رہا زوال پہر ہی جو برسوں مجھے کمال رہا اونھیں مزو نکا مہینوں مجھے خیال رہا تمھاری عشق میں اس دل کا ایک حال رہا وہ غم نصیب ان برسوں بھی ہلال رہا</p>
--	---

لگی ہوئی ہر مجھے کر بلا کی دین تو یاس
میں اگلے سال چلو نکا جو اگلے سال رہا

<p>مجاو اوس دشت میں لیکر بہ جنون جا پہنچا</p>	<p>آدمی کیا نہ جہان وہم کیسا پہنچا</p>
---	--

<p>تیرے ہاتھوں سے نہ صدمہ مجھے کیا کیا ہو نچا دل فرشتوں کی بھی تھک گئی اللہ بری اثر اونکی ہاتھوں سے ہوا بچہ مر جان بھی محل جان مجھوں کے تن زار میں آئی قوراً جستجو میں تری یہ خاک اڑائی سینے دم لبوں پر تھا لکڑا کے چلایا اوسنے جیتے ہی تو تو صورت نہ دکھائی ظالم دیکھتے ایسی ہی صورت تھی کیوں صننا</p>	<p>ابتوای جان جان دل کو نہ ایدر اپو نچا میرا مالہ جو سو عالم بالا ہو نچا ناز کی من نہ کسی حور کا ہو نچا ہو نچا داوی بچہ میں جب ناقہ لیلے ہو نچا کبھی کبھی تو تھبی سو گد گلیسا ہو نچا نزع کے وقت مری پاس مسیحا ہو نچا قبر تک چلکے تو عاشق کا جنازا ہو نچا مر گیا آپ کے ہاتھوں سے وہ صدمہ ہو نچا</p>
--	---

کیونکہ قابل ہوں میں اعجاز محمد کا یا اس
وہاں گئے آپ نہ جبریل بھی جس جا ہو نچا

<p>اونکی چھا گل سے بنایا ہر شیون پرانا باٹھکے گلزار قالمین پر یہ کہتا ہے وہ شوخ سر پہ بھی نیا اوی کے جس نے کی اسکی طلب کچھ عجب اوس شوخ کی انگلیوں کی چال ہو سیر کو دنیا کی گر نکلا ہو تو اے ہوشیار جب نہی بالوش ہنری یار خوش رفتا نے آملوں میں خوش و شست سیر آتش بھری تجھ کو سمجھا تو ہنری رفتار کچھ اچھی نہیں پڑ گئی یا تو حنائی میں جو دیکھے نیلاگون اٹھ لڑتے زلف ہو چکی ہو اٹھا لودوش پر</p>	<p>چونک اوجھو کا جسکا آجیا دم فن زیر پا دیکھو ہم اس رنگ سر کہتے ہیں گلشن زیر پا کیسی قارون کی بانی اس گروں زیر پا گاہ اڑتا ہے بھی آتا ہے دامن زیر پا دلیکھ رکھنا قدم لاکوں ہن دشمن زیر پا عاشقوں کو تنہ سے یہ نکلا کہ دشمن زیر پا گھل کے بہ جالی اگر آجاتا ہن زیر پا جانکر لایا نہ کر عاشق کا دامن زیر پا لطف ہو بھولی ہن بان گلہا ہو سن زیر پا کاٹ کہا تی ہو خوب جاتی ہو ناگن زیر پا</p>
--	--

یار کے توسن کی شوخی دید کو قابل ہو یا اس
روند ڈالا گیا جب میرا دم فن زیر پا

<p>وہی دل میں تری محفل کا سان ہو کہ جو تھا یاو کرتے ہن اوس طرح مری سب احباب پھر وہی جس خون پہ وہی شست ہو ہن</p>	<p>سیر گلشن ہو وہی پھر خفقان ہو کہ جو تھا قدروا نون کو وہی لطف زبان ہو کہ جو تھا پھر وہی دل کو ہمارے خفقان ہو کہ جو تھا</p>
---	---

خمر ابروی صنم شکل کمان ہو کہ جو تھا
مکھو سو دایہ او سیطرح گران ہو کہ جو تھا
صورت آنکھ حیران وہ کمان ہو کہ جو تھا
حسن یوسف وہی رسوا کی جان ہو کہ جو تھا
یار او سیطرح ترا مرتبہ دان ہو کہ جو تھا
پھر وہی نام صنم ورد زبان ہو کہ جو تھا
یار او سیطرح مراد دشمن جان ہو کہ جو تھا
کعبہ دل کو وہی شوق تہان ہو کہ جو تھا
دل او سیطرح سو درنگران ہو کہ جو تھا
وصل کا تیرے کو سیطرح سمان ہو کہ جو تھا
اشتیاق آئینکا اونکے وہ کمان ہو کہ جو تھا

بہر نشانہ مراد تیرنگہ کا ہوگا
عشق کو مول نہ لو لگانہ لیا ہو مینے
حسن یا نیچے نظریا کو تھی اور نہ ہے
فانی پر دہانہ ہو اغیرت یوسف کا مرے
کیونکہ لگے ہو یوسف کی تھی کیا قدری
پھر وہی لٹ ہو ہو پھر وہی سو دایہ نیچے
رنج دیر سے نہ باز آئے نہ باز لے گا
کافر عشق او سیطرح ہو کہتے ہیں سب
انتظار آؤ گا اونکے مجھ جی تک ہو وہی
وہی ہونٹوں کو خراپ سو نکایا دانا ہو
آدھی رات آگئی وہ دلی ترپ ہو نہیں

پہلے تو مرے شہزاد نام ہی لیتے تھیں تم
پاس کیوں عشق تمہارا وہ کمان ہو کہ جو تھا

پاس دل بے وفا کو دیجیے کیا
آفت عشق سر پہیجیے کیا
سر پہ سو دایے زلف لیجیے کیا
جان او اس شمعہ و پر دیجیے کیا
کس سے کہیے بیان کیجیے کیا
دے کے دل اونے پھر لیجیے کیا
اے دل او اس سو بڑائی دیجیے کیا
پھر محبت کا نام لیجیے کیا
او اس سے تشبیہ اسکو دیجیے کیا
مفت اک بوسہ اونے لیجیے کیا
دامن زخمنم دل کو لیجیے کیا
ساقیا پھر شراب پیجیے کیا

عشق او اس پر وفا سے دیجیے کیا
دل کو صد سے ہزار دیجیے کیا
شب فرقت میں جان لیجیے کیا
ہکو پر دانہ ہو زرا ایسی
دل بے تاب کی کہانی کو
جو جسے دے دیا نہ مانگا پھر
ہکو معشوق اپنے منہ سے کہا
فشتن سیکڑوں اوٹھائی ہیں
ماہ کو تیرے رنج سے کیا نسبت
نفت دل پہلے دیجیے اپنا
وہ جان اور گئی ہیں حشت میں
بہنو پاس ماہوش اپنا

دل کا سودا نہ آپ سے ہوگا
کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے
جو گران شے ہو اسکو لیجے کیا
حال دل کا بیان کیجیے کیا

زلف کے بیج سے چھین کیونکر
پھنس گئے آبتویاس کیجیے کیا

ہمارے دل کی تڑپ کا جو امتحان ہوگا
نورق میں دلوں میں کیا سترہ رخ یار
ہمارے دل کی خواہش کر حسین کیونکر
یقین ہو ضدی اسو باغبان آجاریگا
یہ ہے تہمتی ہے عمر قلیل بڑہ کر
دل و جگر تو کیے ابرو و مژدہ نے فگار
چمن میں بنبل تر جیسو لوگ کہتے ہیں
ادائیں نفل کرنی جلائی گئی ٹھوکر
بتا دے یار کہ جلوہ کہاں رہے گا ترا
لیگا چین ہو سونا نہ بعد مرون بھی
ہمیں ہو اسے محبت تو انکو بھی ہوگی
عدم کو لوگ چلین میں بھی چلنے والا ہوگا
وہ آسکا مرگہر بھی تو غیر کے ہمراہ
کرچی قتل بہن اسکی جوادا ہوگی

نہ پھر زمین ہی ہوگی نہ آسمان ہوگا
کوئی گرمی ہی کا خیمہ پوش جب کنواں ہوگا
ستارے نیک کا ہر شخص قدردان ہوگا
جواب میں کہیں بلبل کا آشیان ہوگا
تمھارا نام بھی اگر درپے نشان ہوگا
تمھیں تباہ کرے اب کسکا امتحان ہوگا
وہ آہ بلبل ناشاد کا دھوان ہوگا
قیامت آئیگی وہ شوع جب ان ہوگا
مکان دل مرا ہوگا کہ لامکان ہوگا
مرا ضرر اگر زیر آسمان ہوگا
اثر یقین ہے برابر بیان دہان ہوگا
یہ خاکسار پس گرد و کاروان ہوگا
مجھے جلائیگا جب یار مہربان ہوگا
جو کھنکے تیغ تو جھک کر وہ بت کمان ہوگا

کلام یاس کا ہر عیب سے تبرائی
نہ اسے شعر میں ایذا نہ شایگان ہوگا

ہام جب یار تر اطور بجائے ٹھہرا
دیکھنا بہن میں اسو آڑ میں یار اگر
خند بہ الفت نے دکھایا یہ اثر وصل کی شب
دیکھا کرتے ہیں وہ تار مرے رونے کا
تڑپے جاتا تو بہن جب تک وہ بت الیتا
پھر تر اطالب ویدار بھی تڑپے سے ٹھہرا
اوسکا پروا بھی مری آئندہ کا پروا ٹھہرا
سینہ سینے سے ملا جب تو کلیں ٹھہرا
تیلیو نکا مری آنکھوں میں تماشا ٹھہرا
خود بخود دل مرا ٹھہرا بھی تو پھر کیا ٹھہرا

دیکھنا ان جس مخاشاک سے دریا چلا
 لب تک آکر ہو کر نالہ بھی گئی جا سہرا
 ہم بڑے ہو گئے آخر یہی اچھا سہرا
 لکھنؤ کا ہر کو سہرا کوئی صحرا سہرا
 اوٹھ گیا پاس سے جب وہ تو کلیجا سہرا
 بانج کا مہنگو ہوا اونگسا سہرا
 دل تڑپتے لگا حبس وقت کلیجا سہرا
 ہو یہ اعجاز کہ بہت سا ہوا دریا سہرا
 دل مرا کا ہر کو ٹھہرا کوئی رستا سہرا
 جان کا روگ یہ ناحق کا تقاضا سہرا
 ساربان آج درانا قہ لیلے سہرا
 ایک دم گر مری بالین پر سیجا سہرا
 میں تو تڑپا کیا گر دل مرا ٹھہرا سہرا
 حال رخسار صنم آنکھوں کا تارا سہرا
 کشمکش سے نہ تصور بھی ٹھیک سہرا
 اتنے عرصے میں کئی بار یہ تڑپا سہرا
 دیکھ کر محکوم بالین پر سیجا سہرا
 در کی طرح ترا عاشق شیدا سہرا

ایک موقوف ہو کر ملکین ملکین جو مری
 اس قدر ضعف ہوا مجھ کو تب موقوف سے
 غیر سے ملنے پھر واہ مری انسانیت
 جسطرف دیکھو کچھ جمع ہیں دیوانہ شوق
 یار جب تک رہا ہندو میں یہ تڑپا ہی کیا
 کہیں یادوں کی کہیں مرنے کی کہیں قہ کی شبیہ
 چین یا اسی پہلو نہ مجھے فرقت میں
 یار کے آتے ہی رونا مرا موقوف ہوا
 آ کر جاتے ہیں جینوں کے خیالات آسمان
 جب مجھے دیکھتے ہیں ناگتے ہیں دل مجھے
 خاک مچھون کو حیرت کر کہ دہن چھو لے
 مرنے سے فوراً مجھے صحت ہو گی
 یار کہ دیکھ لیا اسے تصور میں کو کیا
 دیکھتا ہوں میں جسے اس کی نظر پڑتی ہے
 تیرے جلوئے مرے دلو غضب تک کیا
 خال لال اتویہ ہو جسے کہ آپ آئے ہیں
 کشتہ ناز وہ ہوں جس کی ہنسن کوئی دوا
 ضعف میں نبض کے مانند چلا جب گھر سے

کیون ہو وید کے قابل ہیں طلسمات جہان
 پاس جو کوئی ہوا محو تماشا سہرا

مثل لیل میں سر میدان تڑپا کر گیا
 دل نکلنے کوڑا تھا پیر یہ اڑو در گیا
 آج ہم تک آئے آتے دور ساغر گیا
 ولین جہرست رہی سینے پر پتھر گیا
 آئینہ اس رنج میں ہو کر مکدر گیا

کھینچ کر قاتل جو تہر قتل خنجر گیا
 آگے شانوں تک جو کیسویں سمیٹ گیا
 گردش مشیم حسین کا دہیان آ کر گیا
 بعد مرنے کے نہ باقی زیور و زر گیا
 سامنے اسکے جو تصویر سکندر مٹ گیا

سب مرنالے گئے کسرو ز گوش یاز تک
 انقلاب عشق تو دیکھو کہ ترم یازین
 تھی بس مجھ کو تنائے ہم آغوشی یار
 آج تھا چھا گل پہنکر یار کا قصد خرام
 زندہ رکھتی ہو بشر کو صنعت اسکی بعد گ
 فاسقہ پڑھنے کو وہ آتی تھے لیکن پھر گئے
 لاش پر مجبور کی اپنے یہ کہتا ہو وہ سوخ
 عشق میں جھست ہوئی پہلے مرتی اب تو ا
 زیت کا باعث ہو اکیسے جانا سخا خیال
 کچھ ہی نہیں اسکو سب عاشق کنار کش ہو
 بیشوا کی کو بڑا تھا یار کی آیا نہ وہ
 میرے ہلو میں تو بیٹھا پر نہ زلفیں چھوڑ دیں
 حال کھلچا آخر امان وہ جو ہوتا باغین
 کشتہ ز قاتل ہو گئے اللہ رے دل
 یہ نشانی ہر تون کے عشق کی بعد فنا
 کیوں نہ پڑ جائی کشا کش میں بجا وقت قتل

کوئی ہو نچا بیٹھیا ٹھکڑ کوئی تھک کر گیا
 گر ہوا سیدھا مقدر دل ولٹ کر گیا
 قبر میں اپنی کفن سے دین لٹ کر گیا
 خیر بر یا ہوتے ہوتے شور محشر رہ گیا
 آئینہ ز روشنی نام سکنہ رہ گیا
 آکے بالین تک ہمارے شور محشر رہ گیا
 آپ اسنے جان دی الزام مجھ پر گیا
 روح بھی پھر حل سی اک جسم لاغر گیا
 رات کو تن میں ہمارا دم اوٹھ کر گیا
 اک در محبوب پر انیا ہی بستر رہ گیا
 کچھ قدم دلے ٹھکڑ شوق باہر رہ گیا
 دل تو لے لیتا مگر یہ چال دلبر رہ گیا
 یہ شگوفہ کہلتے کہلتے اسے صنوبر رہ گیا
 اب ہمارا نام بھی تار و زخم شر رہ گیا
 لوح مرقد کے نہیں چھاتی یہ پتھر رہ گیا
 دلیں کچھ قاتل کھنچا کچھ رک کر پتھر رہ گیا

باتیں اسی کا نام ہے جذب محبت خلق میں
 قتل جب میں ہو چکا قاتل تڑپ کر گیا

جا مان سے بیقراری ملن تجا میں کیا
 زخمی نہ زخم نشتر مرگان کے کھائیں کیا
 ہم کیا کہیں وہ غیر کی جانب جوع ہیں
 پھر دیکھو رسی نہ رہے یہ نگاہ لطفت
 گلشن میں کیوں گلوں کے گریبان چاک ہیں
 مستون کی بڑی حضرت واعظ خموش ہیں
 پہلے ہی اونسے کہدیا سب پو دل کا حال

سینے میں دل تڑپا ہو اسکو دکھائیں کیا
 دکھتے ہوئے جگر کو ہم امی دل کھائیں کیا
 سنتے نہ ہوں تو حال دل و لگو سنائیں کیا
 وہ پوچھتے ہیں حال دل و لگو سنائیں کیا
 دست جنوں ڈھچاڑی میں انکی قبا میں کیا
 یہ خود سنار سے ہیں وہ انکو سنائیں کیا
 جو بات تھی بگڑ گئی اسکو بنائیں کیا

جام و قدح تری نہ نظر میں سما میں کیا
جس شہ کا تجر بہ ہوا سو آرمین کیا
عاشق ہیں جھوٹے کھینچ کر انہیں آرمین کیا
اوروں کی طرح ہم بھی لگائیں جھانک میں کیا
دیکھو تو رنگ لائی ہیں اب یہ جو میں کیا
یہ آسمان میری نظر میں سما میں کیا
آنکھوں میں اپنا حسین پھر سما میں کیا

ساتی کسی کے چلو نہیں سمجھتی ہے سے
تیرا پیو دل تو اونسے ہوا سو ضرور صل
دل لگے اپنے چاہنے والوں سے لئے وہ
یار اہ گرم کھینچنے روئیں آق میں
آہیں جو بھر رہا ہوں تو مہینے دے دل
کیا خاکسار یوں کہ کہانی ہیں نصرت میں
تل بھر بھی اوسکے جلو سے جالی نہیں جگہ

صد سے ہمیشہ پائے حسینوں کے ہاتھ سے
اویاس پھر کسی سے بھلا دل لگائیں کیا

دیکھ پھر نیش زنی کرتا ہے بچھو تیرا
لیلۃ القدر مری حق میں ہو گیسو تیرا
رنگ لائے نہ کہیں نرم میں اچھو تیرا
زہر رکھتا ہو قیامت کا یہ بچھو تیرا
ہے ہمیں تیرے نظر عارضِ خوش بو تیرا
ایک دن چل گیا جس شخص پر تیرا
سہ بھرتا ہے مرا مالہ کو کو تیرا
اک بلا ہو گیا میرے لیے گیسو تیرا
کوئی پہلو نہ ہے کسی پہلو تیرا
صید کرنے لگا اب شیر کو آہو تیرا
غیر بیٹھا ہے دبائے ہوئے پہلو تیرا
شمع بیکار ہے ہر ایک پہ آسو تیرا
زیر سہ غیر کے ہے تکیہ زانو تیرا
آج بس جا بے گا اوٹرا ہوا پہلو تیرا
تیر بھی تو لتا ہے ہو کے ترازو تیرا
عطر کا فور ہے ہر ایک پہ آسو تیرا

پھر مرے دلوں دکھانے لگا ابرو تیرا
بدر سے کم نہیں کی شکستہ روتیرا
اوصرحی کسی میخوار کا گھٹجائے نہ دم
مر گیا وہ جسے ابرو نے تیرے چھڑ دیا
کیا بھلا گل ہو غرض سیر میں کو کیوں جائیں
کو کو خوب کیا تو نے اونسے سرگردن
اک شجر کے لیے یہ شور و فغان کی قمری
دل مرا چین لیا محسوس کیا سودائی
چھان دیکھے وہ تجھے تیرے نظر سے بادل
چشمِ فغان نے تری مار لیا دلوں مرے
کسی پہلو نہ قرار آئیگا عاشق کو ترے
تو نے ٹھنڈا نہ کیا جل ہی گئے پروانے
کیوں شکایت نہ کروں اپنے مفقود کی متن
صبر کرے دل مضطر نہ تڑپ تو اتنا
آزما لیں جو ہر منظور مری اوقا تل
رحمت حق ترار و نا ہے پے عاشق زرا

صبح کو اوتھکے نہ کھوں کبھی خورشید کا منہ یا تو وہ آئین میں ترک کر الفت ایدل تیرمی آنکھوں کی محبت کی کیا دین اثر ہو شروع اسکو جنوں آئی ہو جو فصل بہا قتل پر سے کیا لب ہو جلایا امو دل ایم حسن تر تپا ہو نہیں مچھلی کی طرح بنعین سیر جو کی ہنسنے گل و سنبل کی منقل منقل گنا ہو نہ زرار و توسی	گر رہے پیش نظر آئینہ روتیرا اج ہو جائے یہ قصہ لہین کیسوتیرا چلکيا خانہ آئینہ میں جا دو تیرا سر دہنا کر تہے پھر عاشق کیسوتیرا ہو گیا تجھ کو سیما وہ ہلا کو تیرا یا د آ جاتا ہے جدم کوئی بازو تیرا کہیں عارض نظر آیا کہیں کیسوتیرا نار دوزخ کو کچھا دیا کیسوتیرا
--	---

اب تو آرام سے اویاس بسر ہوتی ہے
بہم نعل رہتا ہے وہ یار پریر و تیرا

جب نظر سلسلہ زلف سیہ فام آیا لاکھ ہونہ جفا صبر و تحمل کرنا دل وحشی مرا بھولا نہ سما یا برین آمد و رفت عدم ہو ہے جان میں بیکان جگر و قلب سے اسکندر و جہش ہوین ابتدا میں ہو خوش نجر و الم پھر دیکھے وصل کی شب ہو وہ لپڑ ہو میں سینہ سے عشق کے ہو جوانی میں مٹایا افسوس آزمایا جگر و دل کو بہت فرقت میں جانفشانی یہ کرے لاکھ مگر کچھ بھی نہیں	منع دل میرا یہ سمجھا کہ تو دوام کیا دل یہ لیکر ترے سر کار کے احکام آیا جام مے لیکے جوہن ساقی گلغام آیا صبح کو ایک گیا ایک سر شام آیا میر کو حصے میں یہ آئینہ تو یہ جام آیا یہ نظر عشق کے آغاز کا انجام آیا دل بتیاب تجھے آج تو آرام آیا عیش کی رات بہن موت کا پیغام آیا وقت بد میں نہ کوئی دوست مر کا کام آیا آیا عاشق پر تو معشوق کا الزام آیا
---	--

دن جوانی کا بھی گزر شب پیری ہو قریب
چونک اویاس کہ خورشید تب بام آیا

وہ قاتل چرگ تن ہی مرے سر کو جدا کرتا اگر میں جان دے عشق کیسویں سا کرتا کشش ہوتی ہے اکثر آہ کی تاثیر سے پیدا	تو رنگین باقہ اوسے خون مرشل خاک کرتا پریشانی سوا ہوتی میں دیوانہ رہا کرتا اگر نالہ کرتا میں شب فرقت تو کیا کرتا
---	---

قیامت چال ہو یا سہ قد پر اس پر کی
بہار آئی ہوا صیاد گل بھوڑا ہین باغوں
بجھا ناگر نہ اب تیغ سے تو آتش دل کو
تو نکا عشق گر موتا تو پھر ایمان کہی ہم
عبیر و عود و عنبر بھی پہنچو اوسکی خوشبو کو
ہزاروں لبتین دین چارہی دلی محبت میں

نہرا قد اور بڑہ جاتا تو پیر محشر بکرتا
چمن کو دیکھتے ہم بھی جو تو ہم کو نہ کرتا
دھوان برسوں ہماری قبر سے ہم اٹھا کرتا
ہماری حق میں آگے چاہتا جو حق خدا کرتا
اگر اوس نہ لے کو میں مشک کشا کیا خطا کرتا
نہیں معلوم آگے یا میری حق میں کیا کرتا

محبت خوب جھوٹی یا اس لیے سمجھتے تھے
نہیں تم نالے کرتے سامنے وہ بت ہنسنا کرتا

اسے پرہی کون تھی لک کا شیدا نہوا
قصر پر اوس بت بہیر کا جلو نہوا
کسکو دنیا میں تری زلف کا سودا نہوا
کونسا راز نہ اوس بت نے چھپایا مجھ سے
دیکھا محفل میں جو تیرا رخ عالم افروز
ہر طرف لیلی و معجون کی طرح شہر ہے
کیا میں قد و قامت کو قیامت نہ لوں
کب بہار آئی چمن میں کہ گریبان نہ بھٹے
وہیکہ آنکھوں سے جلو اتر اتر شک پرہی
تب وقت سے جلا دل ہی جگر ہی برون
رات دن لوگ پس و پیش چلے جاتے ہیں
صفت ہو تو گل آغوشین آیانہ وہ گل
بات کہ پیار کی تو اشا دل میں ہی
بے طلب و تیاہر ہر ایک کو تو ایسا ہی
تیرہ و تار ہو کیا روز فراق مسرور
ذلت و خواری فریخ و الم و رسوائی
امی طیب و مہین کیا کیا نہ دو این میری

کسکو دشت نہونی کسکو یہ سودا نہوا
یار کا باہم بھی طور پہ تجلجا نہوا
کو بکو کون ترے عشق میں رسوا نہوا
کونسی بات تھی جس بات کا پردا نہوا
کبھی دسوز نہ پھر شمع کا پروانہ نہوا
کس جگہ میرے ترے عشق کا چرچا نہوا
کس جگہ حشر تری چال سے برپا نہوا
کونسی فصل میں دو چار کو سودا نہوا
وہ بشر کون تھا جو محو تماشا نہوا
سوز غم پر مرے سینے سے ہویدا نہوا
بند صحرائے عدم کا کہی رستا نہوا
وا کبھی غنچہ دل کا مرے عقد نہوا
ہم سخن یوں وہ ہوا مجھے کہ گویا نہوا
بند دم بھر ہی ترے فیض کا دریا نہوا
اس طرح رنگ کسی شب کا بھی کالا نہوا
ہو گا کیا کیا نہ تری عشق میں کیا کیا نہوا
مرض عشق سے پر مجھ کو افاقا نہوا

چاک ہاتھوں کی مرے دہن صحرانہوا
تیرا ہیسا رہو اجہ کبھی اچھا نہوا
ورودلین ترے ای بلبل شیدا نہوا
تیرا ہیسا رہو ایسا کبھی اچھا نہوا
ارے وحشی تجھے اس بات کا سودا نہوا
دہن جانہ وحشت کبھی میسلا نہوا

اکلی وحشت تو ہونی مجھ کو مگر ضعف رہا
تو سیما تو ہی مشہور مگر فنا نہ کیا
تو ترے گلچین نے ترے سامنے گلہا نہیں
کارگزار و طبیبوں کی دو اکیس ہوتی
ولین لیلی کے نہ کی اپنی جگہ ای محنون
خاک چھانا کیسے ہم بازیہ بیانی میں

یاس دل ویدیا کیوں دس بت ہر جانی کو
وہ مختار بھی نہو گا جو کسی کا نہوا

دیوانہ تھے مجھ کو مری جان بنا دیا
بہرے کو اس کے حق ڈگستان بنا دیا
کس صن سے تر کو زرافشان بنا دیا
بیٹھے بیٹھے مجھ کو پریشان بنا دیا
گردون نے ماہ نو کو گریبان بنا دیا
عشاق نے تمھیں مہر کنعان بنا دیا
دہن کو اپنے ابر کا دامان بنا دیا
عاشق کی شیم تر کو در افشان بنا دیا
وحشت جنوں کو رشک گلستان بنا دیا
نودل کے آئے کو بھی حیران بنا دیا
نوک مرہ کو یار نے پیکان بنا دیا
عاشق کے دل کو حافظ قرآن بنا دیا
روز وصال کو شب حیران بنا دیا

وحشی کیا کبھی کبھی حیران بنا دیا
اوس لاف و خط کو سہیل و ریحان بنا دیا
افشان لگا کے یار نے ماتھے پہ دیکھنا
کچھ کے زلف چاند سے چہرے پہ یار نے
تیار جب ہوا مرے یوسف کا پیر بہن
یوسف کی طرح تم ہوئے مشہور جا بجا
رو کر فراق یار میں دریا بہائے ہیں
فرقت میں یاد کو ہر دندان یار نے
فصل بہار میں مرے اشکو کو فیض نے
وکھلا کے اپنے روی مصفا کو یار نے
زخمی دل اوس کا ہو گیا جہیز نگاہ کی
فرقت میں یاد و صحف زحار یار نے
اندھیر ہو گیا کہ جد اہو کے یار نے

وہ نعمت بیچ ہوں کہ مرے چھوٹے یاس
گلشن میں بلبلوں کو غنہ بخوان بنا دیا

استوار زلی ہے پھر سودا گران ہو جائیگا
ابر سیری آہ سوزان کا دہوان ہو جائیگا

جب کوئی جنس نہر کا قدردان ہو جائیگا
برق کا جب تفراری پر گمان ہو جائیگا

آمد اوس مہر کی ہوئی گھر آسمان ہو جائیگا
 دل جو تڑپے گا مر رہا ہے جہان ہو جائیگا
 میری قسمت میں کسیدہ تو نہ راحت ہو جائیگا
 ہر اچھی کس مگر خوشخواران الفت کی بہن
 فصل گل کے تو دو وشت تو ہو تو مجھے
 کیا خبر تھی کہ پھر جاسیگا غیر فیض دوست
 عقدہ کھلیا گیا با تو نہیں ان تنگ کا
 مثل محبوب ہوئی انکی اپنے عشق کی بھی شہر میں
 وصل اوس گل کار تو ہوا ہو یونہی سر سے
 جستجو اوس شکیوسف کی رہی بعد مرگ
 گریو بہن چند مر رہے گی قوت دست جنوں
 عشق میں تیرا دھوا ہوا ہے صدمہ بوجھ
 نالہ سوزان جو سر پھینے کا مجھ غناک کا
 نقد جان جب نیلے دیواؤں مختار عشق میں
 نرم میں نہ لگیں گے وہ جواہل دروہین
 قمریوں کی جان پر جاسیگی اوسکے بغیر
 ضعف ایسا ہی رہا چند تو سر کا بوجھ کیا
 سر بھی کا تو وفاداری ہماری دیکھ لو
 صورت بلب غرغوان کون ہو گا اس طرح

راستا میرے مکان کا کہستان ہو جائیگا
 یہ زمین اوپر تو نیچے آسمان ہو جائیگا
 دوست تو ہو گا تو دشمن آسمان ہو جائیگا
 قتل ہو گئے سیکڑوں جب وہ جان ہو جائیگا
 دیکھنا سب کا روانہ کاروان ہو جائیگا
 وصل بھی اوسکا نصیب دشمنان ہو جائیگا
 راز نہان اوں کا عاشق پر عیان ہو جائیگا
 رفتہ رفتہ یہ بھی قصہ داستان ہو جائیگا
 ہر درق اسکا گلستان بوستان ہو جائیگا
 خاک ہو کر جسم گرد کاروان ہو جائیگا
 یہ گریبان تابہ اس قہجیان ہو جائیگا
 یہاں تو اسی کو زمانہ یک زبان ہو جائیگا
 آسمان کے پار آہو نکا دیوان ہو جائیگا
 پھر بہت اس لطف کا سودا گراں ہو جائیگا
 ذکر میری نامراویکا جہان ہو جائیگا
 باغ سے وہ سرو قد جسم روان ہو جائیگا
 جائے ہستی بھی اس تن پر گراں ہو جائیگا
 کیا یہ کہتے ہو کہ اک دن امتحان ہو جائیگا
 یاس گلزار جوانی جب خزان ہو جائیگا

خوش کے دن پر سن اعمال ہو گی یاس جب

ہر سر ہو جسم پر اپنے زبان ہو جائیگا

میر کو گھر میں ہی کسی شب جلوہ گر ہو جائیگا
 ایک دن گذرا تو بجک سال بھر ہو جائیگا
 اشک جو آنکھوں سے نکلے گا شہر ہو جائیگا
 توتے آتے تابلہ نالہ شہر ہو جائیگا

مہربان مجھ جو وہ رشک قمر ہو جائیگا
 طول جبرائیل تو نہ مگر مختصر ہو جائیگا
 آتش الفت کا گر ظاہر ہو جائیگا
 سوز دل کا میری آہ میں اثر ہو جائیگا

جوشش گریہ دکھائی گئی ہوں ان کا
تیز ہوتی جاں نگی آتش فراق بار کی
باغبان آئی خزان فصل بہاری گل سی
کم ہو جاں نگی بوسہ نسیم دہشت خشن کی
میرے غم میں خاک لڑائی گئی جیسا ہر دوں
خاک ہو جاں نگی خوشبو و عود و مشک
کیون نہو افتادگی پیرہین انسان کی لیے
وصف ندان میں درخمون تیرے گرد و تیرے
ہچکچان میں جو فرقت میں تو مر جائیگے تم
انکار مضمون بیان یا میں جاں نگی جان
بعد مرئی گئی بھی جاں نگی نہ گردش سخت کی

روتے روتے دیدہ تر تیر ہو جاں نگی
بڑھتے بڑھتے داغ دل میرا شر ہو جاں نگی
بوی گل کے قافلے کا اب سفر ہو جاں نگی
بویے کیا آپکا انہیں ضرر ہو جاں نگی
نخل ماتم باغین ہر اک شجر ہو جاں نگی
تو کراوس زلف مغرب کا اگر ہو جاں نگی
گر ٹری گیا جس گہری نیچتہ غم ہو جاں نگی
مصرع موزون ہر اک سبک گہ ہو جاں نگی
کوس رعلت بکتے ہی اپنا سفر ہو جاں نگی
جادہ ملک عدم ہوئے کمر ہو جاں نگی
کاسہ سر کاسہ دریوزہ گر ہو جاں نگی

وصل ہو گا ایک دن کھڑا رہو یاں کیون
یہ زمانہ حشر جانان کا سر ہو جاں نگی

محبت کا مرقی آخر بڑا انجام ہونا تھا
پھنسا ہر دل مرا اوں گیسو بچا لگو پھندہ میں
مری دل کو مجازی حقیقت ہو گئی حاصل
رہن محروم تھے ست اک جام صبوحی کو
چلے آئے جو روز وصل تھا یہ امر تقدیری
ہو تو دو جا رہی اس برو خدا کے کشتے
اوہ ہر تو نے صدوی وصل کی شب میں اہل
رہینگے قیامت قبر میں ہم یہ نہ سمجھے تھے
بہلایا یلغلم جاتی تھے اپنے عاشق کو
ہو چکا تباہ گیسو جان آخر کوئی اس دل نے
عدم سے لکے دنیا میں اڈھٹا کیسج و غم کیا کیا
نہ یہ مجھتا میں فرقت میں میری جان نگی

تخصیص مشہور ہونا تھا مجھ کو بدنام ہونا تھا
مری تقدیر میں آخر اسیر دام ہونا تھا
یہی اس عشق کے آثار کا انجام ہونا تھا
یہی دوری میں تیرو ساقی گلغام ہونا تھا
تمھارا نام ہونا تھا چار اکام ہونا تھا
تری تلوار سے سفاک قتل عام ہونا تھا
تجھے پر خون مرا از مرغ بے ہنگام ہونا تھا
اسی منزل یہ دنیا کا سفر اتنا دم ہونا تھا
ہمارے اور تمھارے نام نہ و پیغام ہونا تھا
چراغ زندگانی گل قریب شام ہونا تھا
مسافر کو اسی منزل پہ بے آرام ہونا تھا
تمھارا وصل مجھ کو موت کا پیغام ہونا تھا

<p>معیال رخ میں گہرے پونوں اور پونوں کا لکھنا محبت کے ثواب صدیوں پہلے پہلے پیدا کر</p>	<p>یہی ہر صبح ہونا تھا یہی ہر شام ہونا تھا وہ دیرل ہو چکا قسمت میں جو آرام ہونا تھا</p>
<p>کسی جان حزمین جو یاس کی تیری محبت میں اسی میں کام اسکا اے بت خود کام ہونا تھا</p>	<p>تجھے اے دل جو مجھ کو دی آتشاک ہونا تھا تجھے اے شہسوار حسن اگر شفاک ہونا تھا</p>
<p>تو جل جلکے محبت میں کسی کی خاک ہونا تھا تو میری سر کو پہلے رشتہ فترک ہونا تھا تجھے اے تو کون عمر رواں چالاک ہونا تھا تن کا سہیدہ کو اپنی خس و خاشاک ہونا تھا کہہ یاق بھی نہیں اگر تریاک ہونا تھا پھٹا تھا زبان گریبان زبان جگر کو چاک ہونا تھا اسی لیلیٰ ہی کے کوچہ میں شکر خاک ہونا تھا ہمارا نام سٹ سٹ کرتے افلاک ہونا تھا گریبان کو مری بہان جو وجود صلیک ہونا تھا تجھ کو تو ایل ان جگر و نسو بالکل پانک ہونا تھا ہنگامہ ناز کو اور شوخ کچھ بیاک ہونا تھا مٹے پر بھی سب و خم کی تیکو خاک ہونا تھا مقرر اہل زر کو صاحب اساک ہونا تھا مری قسمت سے او ظالم تھے سفاک ہونا تھا</p>	<p>تجھے اے دل جو مجھ کو دی آتشاک ہونا تھا تجھے اے شہسوار حسن اگر شفاک ہونا تھا پڑا رہتا ہی کیوں اس تنگنا کو دہریں برو اگر تقدیر میں جلنا بدلتا عشق جانا نین جلاتا بھی ہیں کشتہ جو کرتو خال لب اوسکے محبت قیس کی لیلیٰ کے دل میں نین انتر کرتی اے گلو کی طرح صوابھو کیوں پھر امجنون محبت میں ہوئی شہرت کا باعث اپنی گنہامی جو فصل گل میں ہے آراستہ کرتے ہیں زلف و نکو خدا کا گھر ہو تو یاد تباں کو کیوں جگہ دی ہو نہیے تجھ کو دراجب تم تو پھر شرم و حیا کیسی اس کہتے ہیں تیری پرستی کے یہ معنی ہیں طبیعت میں ہو جسکے نجل دنیا اوسکی ہوتی ہو محبت کی بھی ہو اور ہی کچھ جان کر تجھے</p>
<p>تیری ہستی کا باعث یاس نہیں کی ذات اقدس ہو زبان پر ہر گہری وصف شہ لولاک ہونا تھا</p>	<p>جناب عشق میں ایسا میں باریاب ہوا وہ گاندھارچن میں جو بنے نقاب ہوا</p>
<p>زبان خلق سے عاشق مرا خطاب ہوا ہر ایک گل کو خجالت ہوئی حجاب ہوا بتوں کا حسن زمانے میں انتخاب ہوا فلک پہ دو جو جگر بھی لکیر سحاب ہوا ہمیں جو دید یا بوسہ تھیں ثواب ہوا</p>	<p>ادوا ناز میں ہر ایک لا جواب ہوا فراق یار میں کھینچی جو آہ آتشبار فقیر کا نہ کیا رسول اے شہ حسن</p>

عجبت سوال ہر تیرا نہ یا نگا بوسہ
دہن کے وصف میں نہ تھا نہ نکستی کی
نکدین چاہو حیدون کی جال ڈال تری
مادم جام پہ ہم جام کی پستی ہیں
سافران عدم کی یہ پہلی منزل ہے
مثال چشم ہوا انہیکے دور سا غرے
لکھی جو فصل کوئی بہنے و صف کیستین
فراق میں ہو عادت ہر کچھ ٹپنے کی

یہ سکو یار کی سرکار سے جواب ہوا
غزل میں شعر ہوا جو وہ انتخاب ہوا
انوکھا حسن نرا لا ترا شباب ہوا
فلک کا دور زمین دور آفتاب ہوا
لحد میں جا رہی جب یہاں سے یا ترا چاہا
شرانے میں کیسا یہ انقلاب ہوا
یہ طول ہو گیا آخر کہ ایک باب ہوا
ہٹے وہ یاس سیا اور دکھو صراط ہوا

ادھے قدم سدا ملک عدم فراق میں یا س
وصال یار کا مضمون نہ دستا ب ہوا

کیا اثر ہوا اس ہی نازک بدن تصویر کا
ہر عیان اتیک شبیہ قدس کی جو شمع خون
میری ولیم سیکڑوں ہی گارخونکا خیال
جب گئی شہر میں کہیں لہنگہ تری رخ کی شبیہ
دیکھ لے شوقی اگر چشم سیاہ یار کی
کلاک مالی سے تیرے کیسوی شکلیں کہیں گئی
نقش یوں لوح دل عاشق پہ تیری شبیہ
میں وہ دیوانہ ہوں اگر تصویر ہی میری صحتی
نقش حیرت ہر شہر یہ بنایا وہ موٹ گیا
حال مجنون یاد آ جا ہا ہر و دیا ہوں میں
ہر غزل میں کہیں کیا عشوق عاشق کی شبیہ
بوسے لب کا زبس انکار رہتا ہے اوسے
جب کیا ولیم تصور سامنے دیکھا تجھے
کھینچ گئی ہر باتھ جو میری اور اس گل کی شبیہ
کس قدر چہرہ ترا رنگین ہوا گلزار حسن

خود بخود ای کل معطر ہر چین تصویر کا
پرزے پرزے جو ہر ماہی ہر چین تصویر کا
ایک آئینے میں محو لا ہر چین تصویر کا
مر گیا وہ ہنسے دیکھا با ملکین تصویر کا
سر جھکا لے شرم کر ماری ہر چین تصویر کا
مول ہر باب حاصل ملک حسن تصویر کا
صنفہ ترطاس کی جلیسے وطن تصویر کا
دجیان اوڑا اوڑ گیا ہے ہر چین تصویر کا
ایک عالم ہے تو چرخ کن تصویر کا
دکھتا ہوں جب کبھی دیوانہ بن تصویر کا
رنگ دکھلا تو ہن ار باب سخن تصویر کا
دیدہ عاشق سی نہان ہر چین تصویر کا
کھینچنا مشکل نہنیں اگر گلبدن تصویر کا
نگاہ ہر بانیہ گی سر ہر چین تصویر کا
ہو گیا ہر آئینہ رشک چین تصویر کا

دور کیا گر اپنی عاشق کی واد کی شبیر
چوم لے تصویر چپکے سے وہ تصویر کا

یاس زکامین بانی شکسب حیرین ہیں
بنگیا ہے مجمع محفل چین تصویر کا

کبھی ستانہ ہو جاتا کبھی دیوانہ ہو جاتا
ابھی لبریز میری عمر کا پیانہ ہو جاتا
شکل امی مشاطہ بہتر تھا جو تیرا شانہ ہو جاتا
تمھاری رافت کو جو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا
سمجھتے ہم حسو اپنا وہی بیکانہ ہو جاتا
یقین کر فیس سے جسے بڑا یارانہ ہو جاتا
جان میں زندہ مشرب بٹھکتا میخانہ ہو جاتا
اگر یہ شہر میں رہتا وہیں ویرانہ ہو جاتا
مراقصہ بھی اور دن کی طرح افسانہ ہو جاتا
دل صد جاک سے میری جو بہن شانہ ہو جاتا
تامل سمین کیا مشرب مرارندانہ ہو جاتا
مکان برباد تو ہمار نصبت جو صا جخانہ ہو جاتا
قلم ہی صفحہ قرطاس پرستانہ ہو جاتا
فقیر و نکاتری سامان ابھی امانہ ہو جاتا
ہمار آتے ہی کل صحن چین میخانہ ہو جاتا
ہر اک آفسو کا قطرہ مجھ کو آب و دانہ ہو جاتا
تو ہر پروانہ شمع رنج کا بے پروانہ ہو جاتا
ابھی تو جامے سے باہر ترا دیوانہ ہو جاتا
جابر و دین شکن پڑتی کمان میں نہ ہو جاتا
جو مجھ والہ و شیدا مرا جانانہ ہو جاتا
ہمارے اور انکے پھر تو اک یار نہ ہو جاتا
یقین ہے پھر فرج اپنا بھی معشوقانہ ہو جاتا

اگر دل میں خوشی ہو گئیو جانانہ ہو جاتا
اگر دلوں خیال نہ کر گئے ستانہ ہو جاتا
نہ بنشین پار کی رافین میں دیوانہ ہو جاتا
نہیں انسانہ کچھ موقوف پر یو کو خون مانا
محبت ہو بری شہر دل جاگ رہی بہر شکایت کیا
سو حرا نکلتا اگر ہم جو شہر حشت میں
نکرفت ہو دلیں چشم کے ساغر چلتے ہیں
جہان نا اور آ خاک مجنون عشق لیلی میں
جھسار کہتا زمین دلیں اگر از محبت کو
لنگ کر اون تک لف سا محشر بیا کرتی
اگر باہر کرتی الفت او کی چشم کیوں کی
نہ رکھنا خالی بنے دلوں اس کے تصویر
غزل کہتے جو ہر اوصاف ساقی میں عجب کیا ہما
رین کو تخت کردی فلک کو تاج اگر الفت
سوس رہتی نہ سیکلی چین غنچہ نظر آتے
نہ کچھ پتیا نہ کچھ کہنا سوار دہنے کو رفت میں
چو اپنا شعلہ رنج آپ کہلاتے نہ محفل میں
لگا آتا تھہر تیری قبا کو عیب محفل میں
نشانہ دل ہو تیا رنیرے تیر فرگان کا
ہرک بیوتی کیفیت عیان یوسف زلیخا کی
سجسٹن کہتے نہ زندون کو اگر واعظ
محبت ان تون کی گر اثر اپنا دکھا دیتی

سمجھتا میں مجھ کو حاصل ہوئی معراج دنیا میں
جو اوکو سے ملے سانسے غیر فکری شرم آتی
جو کر کے جمع معشوق حقیقی و مجازی کو
ستہے اور دن کی الفت کا نہوتا نشہ گزرا
ترقیب آیا ہوئی سب نرم عشرت و نرم و نرم
ہمارے اور محقاری عاشقی کا ذکر اگر چلتا
جب اپنا دل ہی ہو چھوڑ رہا اسکی الفت میں
دل و چشم اپنے کام آتی ہوا توبہ نوشی میں
بناتی خرق کو چشم سیاہ یار سودا کی
پریشان عالی آنیہ دل کی میں کچھ ہی کر لکھتا

جو دم بہر جلوہ گاہ اونکی مرا کاشتا ہو جاتا
دل مخزون ہمارا اونکا خلوت خانہ ہو جاتا
تو دل کعبہ بھی بنتا کبھی تجا نہ ہو جاتا
در ساقی کو شہر بھر تزا میں نہ ہو جاتا
جہاں یہ یوم جاتا اوس جگہ ویرانہ ہو جاتا
حدیثِ نعم کہیں ہوتا کہیں افسانہ ہو جاتا
شکایت کچھ نہ تھی گریہ بھی میگاہ نہ ہو جاتا
صریح کوئی بناتا کوئی پیانہ ہو جاتا
کچھ ایسی گروشنیں تھی کہ یہ دیوانہ ہو جاتا
مری دیوان کو جو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا

اگر کچھ دن یوہن ای یاس مشق شعر رہ جاتی
یقین ہے ہر سخن تیرا ہی اوستادانہ ہو جاتا

امتحان گاہ میں میں ہو کے جہل تڑپا
وہ گئے اونکے جو پہلو سے مراد دل تڑپا
ہے اس حسرت و دیر دکھا دے صورت
ہر جہاں میں ہوا دل ہی جہاں اوس سے
ایکمیچ اوکو کچھ محبوب مجھے اپنی طرف
الفت بر و قائل کی عجب ہے تاثیر
عاشقوں کے جو ترا جلوہ رخ دیکھ لیا
ہر جہاں میں جگر پہلے تو بتیا ب رہا
پاس میں تھا کہ کہیں خون کی چھٹکین ٹپیں
جذب الفت کو دکھایا یہ اثر مقتل میں
ڈھونڈتا پرتا ہون میں جوش شہا میں جگہ
یونہی بتیا ب سیاہی شبِ فرقت سے
جسکو الفت ہو کسی سے اوس پھر تاب کہاں

لوٹنے پر مری دل تہام کو قائل تڑپا
چٹ گیا صاحب محل سے تو محل تڑپا
انے مجنون کو نہ ای صاحب محل تڑپا
انے ہدم کے لیکو کیا ترا بیدل تڑپا
اب مسافر کو نہ ای دوری منزل تڑپا
دل جو تڑپا ہی مرا صورت بسمل تڑپا
مثل پروانے کے ہرک سر محفل تڑپا
یہ تڑپنے سے جو ٹھٹھا تو مراد دل تڑپا
میں ادب سے نہ تڑپنے قائل تڑپا
سر میدان کہیں قائل کہیں بسمل تڑپا
اب نہ مشتاق کو اسے کچھ قائل تڑپا
اس اندھیری میں نہ تو ای مہ کا دل تڑپا
پہلو غیر میں بیٹھے وہ مراد دل تڑپا

خوب ہی ساتھ دیا اسنے مرا الفت میں
جب بین تڑپا کسی امی یا پس مراد ل تڑپا

دیوانہ تھا کہ بستہ زنجیر ہو گیا
کوچے میں یار کے میں زمین گیر ہو گیا
آنکھوں کا حلقہ حلقہ زنجیر ہو گیا
سمجھے اسٹا او دہر سے جو تھریر ہو گیا
یہ طوق ہو گیا تو وہ زنجیر ہو گیا
پیری نہ آنے پانی کہ میں پی ہو گیا
بیوجہ خون عاشق دلیور ہو گیا
تھا آدمی پر اب تو یہ تصویر ہو گیا
سرے کا خط کھینچا تو وہ شیر ہو گیا
جھک جھک کے قدم رانچ شیر ہو گیا
آخر کو خود مٹی ہوئی تفتیر ہو گیا
پہلو میں دل ہی غنچ تصویر ہو گیا
مرنے پہ بھی میں شہرین شیر ہو گیا
یا مال گردن فلک پیر ہو گیا
عالم فریب حسن جہانگیر ہو گیا
پہلو میں دل گرمی ہوئی تعمیر ہو گیا
آخر کو خود دین یار کی تصویر ہو گیا
مجنون کی اک مٹی ہوئی تصویر ہو گیا
اک تار زلف پاؤں کی زنجیر ہو گیا
خود میرا خواب ہی مجھے تعبیر ہو گیا
رہنا کسی کے کوچے میں اکیر ہو گیا
برگشتہ ہو کے وہ مری تقدیر ہو گیا
تجسس بلند اسے فلک پیر ہو گیا

دل جب سے محو زلف گر گیا
اس طرح ضعف پاؤں کی زنجیر ہو گیا
یہ محو وید زلف گر گیا
مکتوب یار کا خط لقتیر ہو گیا
برسون سے عشق ہر دم برود زلف کا
مجموعہ دئے فلک ز جوانی میں ایسے بچ
ترجہی نظر نے مارا تار اتری اسے
خاموش مجھ کو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
اوس تک چشم کا کوئی دیکھے تو بالکین
جو ہر دکھائے اپنی جو پر کیے ضعف نے
ایسا ملایا مجھ کو مقدر تے خاک میں
باغ جہان سے ایسی گئی کج شگفتگی
قاتل نے میری لاش چھرائی مہل گلی
نیرنگ یہ دکھائے مقدر کے پھر نے
میں جس کو دیکھتا ہوں وہ عاشق تیرا کار کا
ایسا بٹھا دیا اسے اشکو نلے جوش نے
مازک وہ تھا تو مجھ کو کیا غم نے نا توان
ایسا جنون نے مجھ کو کیا زار دنا توان
وحشی کی اپنے آپ شرافت تو دیکھے
دیکھا تھا شب کو وصل سحر کو وہ آتے
مرنے کے بعد ہو گئی مٹی مری عنبر
سید ہی کسی طرح نہیں ہوتی نگاہ یار
میرے دل ضعف میں جو آبلہ پڑا

رتبہ ملا شہید کا بسمل بھی ہم ہوئے
حسن اور رخ کا بڑ گیا بن بڑ کی وجہ سے
تو نے جو اپنی یاس بٹھا یا رقیب کو
تو س قنچ کو توڑ گیا میرا تیسرا
حاسد تمام بن گئے پروانے نرم میں
اسد رجبہ سرد نہری محبوب بڑ لگئی

ہونا تھا جو وہ بس دم تک میر ہو گیا
خط مصحف جلال کی تفسیر ہو گیا
برہم مزاج عاشق و لکیر ہو گیا
گردون کے یاد نالہ شہ گمیر ہو گیا
روشن جو میرا شعلہ فقریر ہو گیا
یہ شہر لکھنؤ ہے کشمیر ہو گیا

گھبرا نہ جلد اب تجھے ہو جائے گی شفا
اے یاس فضل حضرت شہ گمیر ہو گیا

ایرو کے عشق نے یہ مجھے ناتوان کیا
اشکون کو دلی یادین ہنزدان کیا
عشق بیان یار نے یہ ناتوان کیا
امیچ پر تجھے ہے عشاق کو گلہ
اکثر ہمارے دل میں ہی ہن محبتیں
دیوانگی میں صدمہ پہ صدمہ دیا مجھے
ظلم و ستم کی اونکے شکایت کرنہیں کیا
لکھ لکھ کے مدح یار کے بام بلند کی
امیچ کج روش تری عادت تو یہ نہتی
کیا استحالہ لکے کیے سوز عشق نے
گلشن میں گنگ ہو گوسار کو گلونکے کان
کتی ہے روح جسم میں و چارون ہون
موبان اپنی چوٹی کا کھولا جو یار نے
دل ہر ہمارے سینوں میں دل میں خیال یا
یہاں کے تونکے خال کیونکر چوٹی لہریں
سونے دیانہ یار کو تا صبح وصل میں
اک ماہر کے عشق کا سودا جو ہو گیا

جو قد کہ مثل تیر تھا اوسکو کمان کیا
یوسف کی جستجو کو روان کاروان کیا
آخر کو رفته رفته مجھے نیچان کیا
اکدن نہ انکے بخت کو تو نے جوان کیا
پہان کیا کیسکو کسی کو عیان کیا
الفت نے کس بلا میں مرا استکان کیا
پیدا مرے خدا نے مجھے بے زبان کیا
تیمنے زمین پست کو بھی آسمان کیا
اونکو ہمارے حال پہ کیوں بہان کیا
مٹی سو آگ سے اوسکو دیوان کیا
بلبل نے یہ بہار میں شور و فغان کیا
خالق نے اس سہرا میں بھی پہان کیا
گردون نے سر پہ رکھ کے اوکو کشتان کیا
الفت نے دیکھ کر مکین کو مکان کیا
خالق نے اس زمین کو سندھوستان کیا
فرقت کا حال طول سے ہم نے بیان کیا
سو لکڑے پیرہن کو مثال کتان کیا

ای عشق یا خوب مجھے مہمان کیا
 ببل نے حالِ دل جو ہمارا بیان کیا
 پر فلکِ ادا بتواو سے نوجوان کیا
 عاشق کے دل کو تنے عبتِ انگن کیا
 فیضِ جنوںِ لُڈشت کو بھی بوستان کیا
 قصے کو طول دیکے مری داستان کیا

کھانے کو غم تو پینے کو خون جگر دیا
 صد گھر گھر گلوں کے جگر پوسے
 بچپن میں سیکڑوں کوہ کرتا تار و قوس
 رہتا ہوا سکے پاس کام آتا اکیدن
 ہر جا پر میری خونِ کفِ پاسی گل گھلے
 بہم زیادہ کوئی قاصد نہ وہ ہوئے

خالق نے لکھنویں کیا ہنگو خلق یا تس
 ہندی زبانوں میں بہن اہل زبان کیا

گلشن مری نگاہ میں عالم ہی خار کا
 کانٹے پہ ہر گمان مرے جسم زار کا
 ہے لامکان مکانِ مِشتِ غمار کا
 میں خاص کو چہ گرد ہوں ملکِ تنار کا
 سنیۃ اولٹ ٹپٹ ہی ہمارے فرار کا
 اندازِ دیکھ لے جو یہ رفتارِ یار کا
 تاروں پہ جبکہ شبہ ہو دندان مار کا
 دامن چور بگیا ہے وہ حصہ ہی خار کا
 گردِ دیکھ لے جمالِ مرے گلزار کا
 دیکھے تو کوئی حُسنِ عروسِ بہار کا
 ہے شامِ زلفِ نامِ مرے سو گوار کا
 میں تو ہوں خوشگوار تر ہی باسی مار کا
 رہتا ہے جیسے باغچین موسمِ بہار کا
 ہنگو تو سر و باغ پہ دیو کا ہے دار کا
 چھوڑا نشان ہی نہ کسی کے فرار کا
 قتبہ بہت بلند ہے جنگے فرار کا
 مرجھا گیا ہے سبرہ ہمارے فرار کا

ہر دم خیال ہے جو کسی گلزار کا
 دیو کا ہر ایک گلپہ ہے رخسارِ یار کا
 اللہ سے ارتقاغ ترے خاکسار کا
 سودا ہی مدح کیسو مشکینِ یار کا
 اللہ سے اضطرابِ دل بے قرار کا
 چال اپنی بھولچائی ابھی حیرتِ بحر و ش
 گردوں پہ کیوں نہ ہوئی سرکشِ ہوگا
 دشت کو تار تار گریبان کا لیسکی
 ریحائے مہم بھلا کے عروسِ بہار بھی
 ہر گل کے رخصتے رنگ چمکتا ہی باغِ مین
 ایسا سیاحِ بخت جہاں سواٹھا ہو مین
 پھر فوق کیا کھد پہ چڑھا دی جو تارِ ہول
 سطحِ چند روز کا مہمان ہے شباب
 دار و مدارِ الفتِ قری اسی پہ ہے
 ایسا فلک نے نامور دن کو مٹ دیا
 مثلِ فقیرِ زیرینِ وہ بھی دفن ہیں
 بعدِ فنا یہ سوزِ درون کا اثر رہا

یہ خالسا ریون دکھائی ہیں نعمتیں
کتنے یہ ٹنڈی سانسین بہرین کی قبر پر
سبا پیو راز کتا ہی مجھے وہ ستارہ حسن
رو تاسیوں اتنی تابہ درمی پر خون میں
آتی ہو زنجیر زلفت تو سر کاٹی ہیں حسین
مارا مٹھ سو مرد مک چشم یار نے
کس سمت کو یہ تو سن عمر روان گیا
رکھ دو تم اپنا ہاتھ تو اسکو سکون ہو
یار بے تنگ ہوں میں دل بقیار سے
جس سمت چاہتا ہو یہ لیجا تا ہے مجھے
دل تو ہمارے پاس نہیں ہو فراق میں
اتنی بڑھی کہ صبح قیامت سے دل گئی
آنکھیں سفید ہو گئیں میری فراق میں
ابرا سمانیہ آئے تو زائد پیسے شراب
مارا ہی مجھ کو گردش چشم میل نے

گنبد ہے آسمان ہمارے فرار کا
جو مجھ گیا چراغ ہمارے فرار کا
پایا پڑا ہوا ہے مرے اعتبار کا
دامن میں ہے رفو مری شکونے تار کا
کم مرتبہ جلب میں ہی مشک تار کا
ہو کن تیر غور وہ زنگی ابلق سوار کا
لٹا نہیں تپا جو ہمارے عبا ر کا
ہے یہ علاج مرے دل بقیار کا
وہ دل ملے کہ ہو جو مرے اختیار کا
کیا اختیار ہے دل بے اختیار کا
پھر کیوں یہ اشتیاق ہو بس کنا ر کا
وہ مجھے تو کوئی طول شب انتظار کا
یار بے سو رو سیاہ شب انتظار کا
ہے انتظار رحمت پروردگار کا
روندا ہوا ہوں ابلق لیل نہار کا

یاس آج مہربان ہے تو بیزار ہو گا کل
کیا اعتبار یار کے اس جاہ پیار کا

تیر کو دیوانہ نہیں جسے ابر پی شائل ہوا
آج میرے قتل پر آمادہ وہ قاتل ہوا
نرم میں خدیاں وہاں تو ابرو قاتل ہوا
بٹپٹے بٹپٹا کر مجھے عاشق کیا اوس ترک پر
عشق کے آزار کو الیکا کیا زار و خمیف
ضعف میں جب میں در محبوب کی جانب چلا
مار ڈالا عاقبت دیوانہ پن کی میری آہ
آہ سوزان زردی رخسار میں میری گواہ

نام مثل قیس و ہنق مجھ کو بھی حاصل ہوا
شکر خالق کا کہ میں ہی یاس اس قاتل ہوا
دل بیان پہلو میں میری طائر سبل ہوا
دل ہی میرا آہ میری جان کا قاتل ہوا
آہ کیسی سانس لینا بھی مجھے مشکل ہوا
فاصلہ اک گام کا بھی مجھ کو اک منزل ہوا
مجھ کو عشق انہی کیسو سم قاتل ہوا
پہلے ناقص تھا مگر اب عشق میں کامل ہوا

شق تیغ ناز ہو پہلے پہل اوس کی
 عشق کی تاثیر سے دلیلیں الیلیں کا کھر
 یہ ہوا ثابت کہ تیشے پر بہاڑا کر گرا
 یار سے کی دوستی پیدا ہوا دشمن مرا
 کیا کہوں کیسا ہوا بھر شہادت ہو خرن
 نقد جان تک کا ہوا نقصان عمر عقیقین
 جب طلب کرتا نہ مین بوسہ تو کتا کو ڈنچہ
 لاغری کو تہ مرا خم ہو گیا مثل ہلال

ہو مبارک اوسکو بسم اللہ میں سہل ہوا
 واہ رمی قسمت کہ مینوں صاحب نخل ہوا
 جب مقابل یار کے ولس ہوا اول ہوا
 دلو جو دعویٰ وفاداریکا تھا باطل ہوا
 تیغ کے پائی میں میرا خون جیشاں ہوا
 ہاں فقط اک سکہ داغ جنوں حاصل ہوا
 لو خدا کی شان تیرا منہ ہی اس قابل ہوا
 بیچ تو یہ ہو عشق ابرو اب مجھ کا مل ہوا

قتل ہو کر یاس میں طوفان غم سے بھٹ گیا
 گھاٹ خنجر کا سمندر کا مجھے ساحل ہوا

وحشت دل ترا چہر چاہو اتھا سو ہوا
 فصل گل میں مجھے سودا ہوا اتھا سو ہوا
 مینے کیوں یار سے عشق اپنا جتایا فوس
 اپنے رخسار بچاتا ہی وہ گل بوسوں سے
 شہروں شہروں گئے دیوانی اپنی ہوئی خا
 رخ روشن پہ نہ بکری تھی کوئی زلف سیا
 پہلے عاشق تھا حسینو کا سوب ہی ہوا دل
 جوش سودی کا کھیراتی تو اب روح مری
 خط ہی آغاز ہوا اور ترگو لیسو بھی بڑھے
 ہجر جانان میں ہر آنکھوں ڈاٹھایا طوفان
 میری نالوں نے کیا شور قیامت برپا
 اوسکے نالو میں یہ سب باغ میں تیرے ہی ہیں
 ہم پریشا نون کو چیت میں تو لائی تھے

مجھ کو اوس زلف کا سودا ہوا اتھا سو ہوا
 اک جہان محو تماشا ہوا اتھا سو ہوا
 راز و کما کہی فشا ہوا اتھا سو ہوا
 دولت حسن کا صر فانا ہوا اتھا سو ہوا
 یار کے حسن کا شہر اٹھا ہوا اتھا سو ہوا
 رنگ دیکھا کہی کالا ہوا اتھا سو ہوا
 شمع دیو نیس یہ پروانہ ہوا اتھا سو ہوا
 موت کلمبہ تقاضا ہوا اتھا سو ہوا
 اس تھریر کہی ہالا ہوا اتھا سو ہوا
 جاری ان چشموں نے دریا ہوا اتھا سو ہوا
 ایک عالم تہ و بالا ہوا اتھا سو ہوا
 گل و بلبل میں یہ جھگڑا ہوا اتھا سو ہوا
 یہ تو اسے زلف چلیا ہوا اتھا سو ہوا

رہ گیا دیکھ کے وہ نور کی صورت سے یاس
 مثل موتی مجھے سکتا ہوا اتھا سو ہوا

ہجر جانان میں دل جو بھرا آیا
 وہ بیان تیرا جو اسے مٹا آیا
 آج وہ ماہ بام پر آیا
 یار کو ٹھٹھے سے جب اوتر آیا
 مصحف رخ کی کچھ نہی ہر شان
 رہ گیا آنکھ سے نکلا رشک
 لوجوان ہو گئے وہ نام خدا
 قہر تک آئے چار کے کا نہ ہے
 چشم جانان پہ ہو گیا مائل
 لاکھ رو کو اسے ہنیں مڑکتا
 تو ہی اسے چشم تر برس اس وقت
 اوسکے دشمن بھی ہو گئے پیدا
 دل جگر دونوں ہو گئے گماں
 ہم فقیر و ن کو کام کیا اس سے
 مشک و عود و عیر ہو گئے خاک
 عاشق اوس بت کا ہو کر سنہل

نہ مجھے چین رات بھرا آیا
 داغ دلمیں مرے او بھرا آیا
 چاندیا چرخ سے اوتر آیا
 بام گردون پہ تب مٹا آیا
 اور مستر آن لو اوتر آیا
 نخل ترکان میں ہی مٹا آیا
 نخل اسید میں مٹا آیا
 تھک گئے جب قریب لکھرا آیا
 دل وحشی مرا کدھرا آیا
 دل جد ہر آ یا بس او دھرا آیا
 دیکھ وہ ابر مجھ کو مٹا آیا
 جس کسی کو کوئی ہنس مٹا آیا
 جب وہ ابرو مجھے منظر لایا
 صاحب تخت و تاج اگر آیا
 نوکر اوس زلف کا اگر آیا
 چاہ میں ڈو بکرا دھبھرا آیا

جمع کرنا اس تر اور افسردہ
 چونک غافل قرین سہرا آیا

یار سے میں سیاک کر آیا
 تیرا بروجد ہر جھجکا تال
 ترک کی رسم دوستی اونسے
 ہو گیا دل ہدف ہمارا ہی
 سیف بڑاں کلام ہے میرا
 واہری زرق برق نالے کی
 ابکی سودا ہو غضب کا مجھے

لور قیہوں کو خاک کر آیا
 عاشقوں کو ہلاک کر آیا
 آج حبس گڑا میں پاک کر آیا
 تیر ترکان ہی تاک کر آیا
 دل حاسد جو چاک کر آیا
 بس پہ ہونچا یہ خاک کر آیا
 دامن دشت چاک کر آیا

سیر و نالے کا ذکر سن لینا
آیا اس سیکر میں حج کوئی بند
جنگلے سر میں غرور تھا اوکو
شب غم جیب صبح کو جا کر

اک نہ اک کو یہ خاک کر گیا
دختر زر کو تاک کر آیا
پیسکر چرخ خاک کر گیا
دست دشت نہ چاک کر گیا

غم فرقت جو اوس کا تھا دشمن

یا کس کو لو ہلاک کر آیا

کھینچا کوئی شبیر روئی پر تویر کیا
زلف کو سوا یونکو چاہیے نصیب کیا
پہر گیا ہے یار ہی اسکی کرون تدبیر کیا
دلین حاسد کو کھسکتی ہے مری تقدیر کیا
درد و غم بچ والہ مجھ زار کی تقدیر کیا
یار نے صورت کہا نے کی ہی کہانی ہو تم
یہ مثل سچ کہ ہو جاتا ہی صحبت کا آخر
ساتھ سفر نے کا تمھارے ہو کو نسخہ مل گیا
طوطیا جو چشم خوبان گر کون تو ہے بجا
عشق میں کس کس کو دیکھو ٹھوکرین کہا نہیں
شام سیر میں نا کر تا ہوں ہ سنتے ہی نہیں
نور کے سانچہ میں ہی ہر عضو ٹٹ ہالا ہوا
ہم نے دیکھا جسکو عاشق یار کا پایا اوس
دل اوکھنڈ زلف سیر کی نکلتے ہی نہیں
ابو عاشق ہو گئی زلف دراز یار کے
دلکی بتائی میں اے قاصد لکھا ہی مئے خط
تیری یکتائی پر کیوں لڑتے ہن شیر نہیں
وہ چلے آئے تڑپتے بے ہلا کو میرے گھر
لوگ کہتے ہیں یہ مجھ وحشی کی صورت ڈھیکر

مائی و ہر اد سے کھینچی تری تصویر کیا
انکی آسائش کو کم ہے خانہ زنجیر کیا
آجکل برگشتہ ہو مجھے مری تقدیر کیا
ہن مری تیغ زبان میں جو ہر شیر کیا
کر دیا ہی کاتب قسمت نے یہ تحریر کیا
یا الہی اب کرون میں وصل کی تدبیر کیا
غل مجاتی ہے ہرک دیو انکی زنجیر کیا
کیا تھوس کی حقیقت صاحب اکسیر کیا
خاک یا یار کے آگے ہلا اکسیر کیا
دیکھیے مجھ کو کہاتی ہے مری تقدیر کیا
آج سیری آہ کی جاتی رہی تاثیر کیا
صانع قدرت نے کھینچی ہی تری تصویر کیا
لوٹ لیگا خلق کو دھسن عالمگیر کیا
قید یوں کو چین سیر کھتی ہے یہ زنجیر کیا
پہنسیگا دل سیر چھٹنے کی کرین بدیر کیا
یہ نہیں معلوم مجھ کو نہیں ہے تحریر کیا
جو حقیقت میں ہو سچ اوسین ہلا تقدیر کیا
آج سیری آہ نے دہلائی ہو تاثیر کیا
صنفہ ہستی پر مجنون کی کھینچی تصویر کیا

<p>خون عاشق سے بنایا ساری میدان گوچن دم نہ مارا چل گیا تیغ زبا نکاح جبہ وار دلہہ عاشق کے اشارے میں ہنر جاتا ہی یہ منفعل یہ ظلم سے اپنے جو بقدر قتل ہے زلف کے آگوش بچور کی کیا اصل ہے صدر نہ فرقت جو دیکھا وصل و لبر ہو گیا مین تر تپا ہون پڑا اسکو خبر طلق نہیں رحم آجاتا ہے قاتل کو کہ ہوتا ہوں قتل تیغ کھینچے ہاتھ میں کیا سوختا ہی ہمدرد کوئی تبتا ہے کوئی بٹتا ہی بیان صبح و شام تذروانی یہ نقطہ اجاب کی و یا اس ہے</p>	<p>رنگ دکھلاتی ہوا قاتل تیری شمشیر کیا صاحب جو ہر گے آگے جو ہر شمشیر کیا خنجر ابرو کے آگے تیری شمشیر کیا کہدیا بسبل کے قاتل سے تہ شمشیر کیا نور رخ کے سامنے خورشید کی تنویر کیا ملکئی ہے مجھ کو ہی اس خواب کی تعبیر کیا موت کے آگے بھلا طفل و جان و میر کیا دیکھو یہاں آج ہوتا ہے دم تکبیر کیا آج میرے قتل میں قاتل کو ہر تاغیر کیا عالم ایجاب دہی ہے عالم تصور کیا کیا سخن مجھ کو زبان کا اور مری تھیر کیا</p>
---	---

یا اس کو روکنے پر اپنے جلد بکوا لیجئے
دیر ہے اسکے لیے یا حضرت شمشیر کیا

<p>قتیل عشق ہوے کوئی حوصلہ نہ رہا ہمارے میں ہی وہ سو دے کا ولولہ نہ رہا ہمیں کو قتل کیا سب سے پہلے رائے میں ہمارے لئے کیا قرب یہ تر احاصل ہمارے جیسے ہی جی بانگین تھا قاتل کا تمام دلی انگین کین شباب کے ساتھ گلاش یار میں بہیم پگتے ہیں آنسو توں کے عشق میں نہ رنج و غم اٹھاؤ</p>	<p>چلو جی خوب ہوا دل کا ولولہ نہ رہا تمھاری زلف سے دلو جو سلسلہ نہ رہا خدا گواہ ہے قاتل سے کچھ گلہ نہ رہا کہ اک کھان کا بھی وہاں سے فاصلہ نہ رہا شکری کا اد سے پر وہ حوصلہ نہ رہا وہ دن گزر گئے وہ دل کا ولولہ نہ رہا کسی مقام پہ تھک کر یہ تافلہ نہ رہا کہ دل لگانے کا اب ہو حوصلہ نہ رہا</p>
---	---

ہمیں جوا برو قاتل سے کرو یا بسبل
شہید ہونے کا ہر یا اس حوصلہ نہ رہا

<p>تبا و یا سن کہ عہد ہمار کیا تھا وہ روز وصل بت گاہ ڈار کیا تھا</p>	<p>گلوں کے عشق میں دل افکار کیا تھا دل خیرین مرا باغ و بہار کیا تھا</p>
---	--

یہ کیوں ہوا تھا گدہ رہا آئسٹ رو
 بہیم تہو باغ میں ہم جس سے صورت بیل
 شب وصال حیرت نہتی مجھ کو ہر پہلو
 کیا تھا آنے کا وعدہ جو اس صبح تو نے
 ہمارے بعد ہی ہوگی ہماری قدیمین
 ہر ایک سے وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہیں
 کہیں جو بزم میں جا کر نہیں تھوڑا کو تم
 لکھی تھی ہنسنے کو توصیف کیسوا جان
 فراق یار میں ٹپا کیا جو میں شب بھر
 خوشی میں وصل کی صد فراق کو بھولے
 علی کے دوست یہ شہر میں پس تو چھینکے

بلند آج حلب میں غبار کیا تھا
 تباہی دل وہ بت گلزار کیا تھا
 قرار سے یہ دل بقیار کیا تھا
 خدا گواہ ہیں انتظار کیا تھا
 جہی کو گے کہ وہ جان تار کیا تھا
 تمھیں تباہ مرا جان تار کیا تھا
 سحر کو آنکھوں میں صاحب حاکم کیا تھا
 غزل میں شعر ہر اک سجدہ کیا تھا
 عذاب مجھ پر اسے کر دگا کیا تھا
 ہمیں خبر نہیں کچھ انتظار کیا تھا
 عذاب کہتے ہیں کس کو فشا کیا تھا

سحر کو وصل کی دہر سے یاس نے یہ کہا
 کہ شب کو لطف سے خوشگوار کیا تھا

اشکِ خوشی و رشکِ گلِ دامن ہوا
 شکر ہے اللہ کا مرنے کے بعد
 ہر گئی آتش و فراق یار کی
 جو وفا داری کی ہر کس سے امید
 کیا تون ہے فراق یار میں
 وادیِ وحشت میں جب رکھا قدم
 دل ہی نے پہلو سے پیدائی خلش
 جلوہ فرما جب ہو کوئی اُدھر
 لے چلا کہو سے مجھ کو سوئے دیر
 خاک یہ چاہی جنوں کے خوشن
 سیکڑوں بیل تڑپتے ہیں ٹپے
 آہیں کرتا ہوں میں ادھرتے بیٹھے

میرا جامہ سرسبز گلشن ہوا
 کوچہ محبوب میں مدفن ہوا
 میرا سینہ ہر دل گلشن ہوا
 دوست دل صاحب دامن ہوا
 دوست جگر چھرا دامن ہوا
 میرا سایہ خود مراد دامن ہوا
 دوست ہم سمجھے جسے دشمن ہوا
 وحشت اپنا دای امین ہوا
 خضر دل سالو مرار نہر ہوا
 دامن صحر ا مراد دامن ہوا
 کوچہ قتال غلام رن ہوا
 درویش انا لہ و شیون ہوا

شب کو دونا ہو گیا حسن قمر
چشم سوزیہ اشک بر سر ہجرین
دلین جامِ حسرت و اندوہ
آدھر چہرہ زلف سے روشن ہوا
یاٹ دریا کا مراد اس ہوا
رخسٹ مایوسی ہمارا تن ہوا

اب رو دریا بار ہے آنکھیں نہیں
رد گئے جب امی یا اس ہم ساون ہوا

ذو بحسین

غرابین ہی ہجرین رویا کیا
کوچہ و بازار میں ترسو کیا
دوست ہی دشمن مری سب گئے
زلف کا تھا کہ کہی رخ کا خیال
یار کے اکثر سے جو روستم
الفتر فرگان کی تھی یہ طیش
یار سے سب کہد یا احوال عشق
ہجرین کد م مجھے آئی وہ نیند
کر دیا مجھ زار کو بیا عشق
حال کوئی مجھے کب دسنے کہا
رعب تھا جس کا بولانا کچھ
وصل میں آنی تھے دونوں کے دل
دل نے سب افشا کیا احوال عشق

چشم سے طوفان یہ اٹھا کیا
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
غیر تھا بس وہ جسے اپنا کیا
دل مرا اس شغل میں بہلا کیا
دل کہی تھنے نہیں میلا کیا
دل میں چراگ خاں سا گھٹکا کیا
دل ہی نے اسے از کو افشا کیا
نخت میری سوئے میں جاگ کیا
حضرت دل آپ نے اچھا کیا
یار نے ہر بات کا پروا کیا
یار کو تا صبح میں دکھایا کیا
وہ مجھے اور میں اوسے دیکھا کیا
دوست فر میرے مجھے رسوا کیا

نرم میں بہتیار با جب تک وہ شوح
دور سے امی یا اس میں دکھایا کیا

عشق زلف یار میں دیکھی شدت دیکھنا
آنکھ سے چلنے کے سیم اشک حسرت دیکھنا
بس تو محبت ہمارے تھے تو ہم ٹھون پر
فصل گل نے تو دو پھر میری شست دیکھنا
شہر میں میری گناہوں پر نہ است دیکھنا
ہاں مشکل ہو گیا اب اوسکی صورت دیکھنا

سیر و گھر اگر وہ دلوں لگنے پہ کھو دیا
 او کی باتوں سے اور ہمارے کیوں خطا عشق کا
 انہیں سینے میں کر شکر قبر سے عاشق تمام
 جانتے ہیں عجب تہم ترک ملاقات ہی ہری
 شام سو مجھ کو خیال نہ لے میں گتہ ہرین پاپ
 اتوں نہ پھیرے ہو جو جاتی ہو بالین سو مری
 میں گنہ ہوا سحر کرتا ہوں اسے پروردگار
 میرا خوش قسمت خزانہ ہوا جس دم حشر میں
 ہر الف بنی تو گیسو لا میم اوسکا دہن
 سامنے آؤ ہی اونٹھے اسکو سلگتا ہو گیا
 آؤ میں وصف دہن میں جو خیالات مگر
 روز وصل بار کتا تھا یہ مجھے دل مرا
 اتوں چند مہر کر لے ان تون کے ظلم پر
 خلق تو اتر گئی پانی کی طرح خنجر کی دمار
 ظلم جو چاہو کر دمنہ سے نہ کچھ بولیں گے ہم
 خاکساری خوب ہی باسیر کشی کیوں نہصفو
 ہو گا عاشق ایک ہی گرام کو ہوں س نہار
 اشک خون روئین گے جب احسا کو ایگیا یاد

میں نے کی فحوت اونہوں کی عداوت دیکھنا
 ہر تک شیریں لب میں حلاوت دیکھنا
 بعد مردن و دست و میری کراست دیکھنا
 کچھ دنوں نبھے جا سکی صاحب است دیکھنا
 مار ڈالیں شہنشاہ ایک فرقت دیکھنا
 آؤ پھر حسرت بہری عاشق کی تربت دیکھنا
 ہو مجھ کو منظور اکلن تیری حیرت دیکھنا
 ہوگی بریا کا قیامت میں قیامت دیکھنا
 شان ہو قرآن کی اوست کی صورت دیکھنا
 امرو دل شفاف آئینہ کی حیرت دیکھنا
 پڑ گئی اک اور بھی وقت میں وقت دیکھنا
 صبح راحت دیکھنا لب ہر شام غرت دیکھنا
 پہرے عشق مجازی کی حقیقت دیکھنا
 کس طرح بدو میں ہم جام شہادت دیکھنا
 عمر ہر لب تلک نہ آئے گی شکایت دیکھنا
 خلق میں کیونکر ہوئی آدم کی خلقت دیکھنا
 پہر نکال بیگی اس کثرت میں حدت دیکھنا
 ظلم اوسکا سیر قاتل کو جسرت دیکھنا

جب منزل پہنچتا ہی یاس اوجھٹا ہر عقل سے عقل
 اسکے شعرون سے پگھلتی ہی فصاحت دیکھنا

مجھے ہر بار سو داہونہ کیونکر کوئی جانا نکلنا
 ماروں بچ ہو گیا میرا بروی جانا نکلنا
 کہوں کیا دلیں گہرا کہاں بروی جانا نکلنا
 یہ چپکا نہ رہنمیں انھی گیسو لئے جانا نکلنا
 بڑھ سکی آبرو گر عشق ہر بروی جانا نکلنا

ازل سے عشق ہو دین گیسو کو جانا نکلنا
 تصور مجھ کو رہتا ہی ہمیشہ روئے جانا نکلنا
 غضب کا کاٹ ہی اس مغربی تلوار میں اسکی
 یقین گم مجھ کو ہو گیا زلفوں کے سود میں
 سپاہی حمین وہ تلوار ہی ہو کام رکتے ہیں

بگر جاتی ہیں تو راک زر ہیات میں سکے
 ہدی کسی خیال بد کہی تا نہیں ہمیں
 نہ دیکھو غور سے اسے ہند موز خم جگر مرا
 ہو جو سو اہان میں دل بھی نہا مفت کہ ہے
 یہ قسمت اپنی اپنی میں پاؤں نقش پاک بھی
 کھلا آخر کو مجھ پر یہی ادنی شاخ ہو اوسکی
 غمش آ یا دیکھ کر نور جال پاک ہوئے کو
 شمیم عطر و گل خاک سے بدتر سمجھتے ہیں
 سپھر جن کا یہ آگ ہلال نوکشہ ہے
 ذرا چوکی نظر سن مارا تو مارا چشم فتن لے
 مجھے رہتا ہے بالائی ہلا کا سامنا ہر دم
 نمایان کب ہوایہ خال پشانی روشن پر
 خداوند اسے وہ چاند سی تصویر کھلا دو
 جمل سے چاند جس سے آب گو ہر پانی پانی ہو
 کہیں عاشق سکتے ہیں کہیں بسمل پڑکتے ہیں

اثر کچھ آگیا میری ہی زمین خوی جانا نکلا
 فقط و لمیں تصور ہی رخ نیکو کو جانا نکلا
 تعجب کیا یہ گھر گہا و ہر برو کو جانا نکلا
 پڑا یہ سچ ہمیر لفت کیسے جانا نکلا
 بنے تعویذ جا کر ول مرا باز و برو جانا نکلا
 مجھے طولی پو دیو کا تھا قد و جو کو جانا نکلا
 ہمدل ہم خاک نظارہ کرینگے رو کو جانا نکلا
 دماغ عاشقان ہر خاص صانع ہو کو جانا نکلا
 کوئی کیا جانتا ہے مرتبہ ابرو کو جانا نکلا
 جسکے ہی پاک کشتہ تھا میں جان دو کو جانا نکلا
 ہوا ہر عشق جب قیامت و کیسے کو جانا نکلا
 ستارہ اوج پر ہو عاشق ابرو کو جانا نکلا
 بہت شتاق ہو عاشق جال و کو جانا نکلا
 خدا کی شان ہو عالم صفائے رو کو جانا نکلا
 پیایہ یاد رکھتا نامہ بر تو کوئے جانا نکلا

یقین سے یائش مجھ کو پھر نہ اوسوں میں قیامت تک
 مرے سر کے تلے تکیہ ہو کر ترا نوئے جانا نکلا

نہو تا فرق پھر گر عشق میں مجھ کو غلو ہوتا
 کلی کوئی صبا کا ہاتھ سے گر چاک ہو جاتی
 محبت پہ نہارے حضرت یعقوب بھی اونسے
 رہیں دو کا مجھ کو جوش تھا فصل بہار میں
 یقین ہو پہر ادا ہوئی مرا سم میری پستی سے
 نہوتی معرفت حاصل لو نکو عند لیبون کی
 نہو تا باعث ایجاد عالم گر کوئی پیدا
 سمجھ کر جن سجدہ کرتے یہ محراب بر وین

جو تو ہوتا وہ میں ہوتا جو میں ہوتا وہ تو ہوتا
 قبا کو گل میں تارا شک بلبل سے رنو ہوتا
 شرف ہوتا نہ یوسف کو اگر کنعان میں تو ہوتا
 گریبان چاک ہو جاتا جو دم میں فو ہوتا
 شرب ناب ہو زہد اگر تیرا وضو ہوتا
 گلون میں گر ترا جلوہ نہ مثل زنگ بو ہوتا
 بشر ہو تو نہ جن ہو فقط اک تو ہی تو ہوتا
 جو تیری عاشقو نکلا آب خنجر وضو ہوتا

سہی پہچان لہو شہر میں اس نسانی سے
 تو گلشن تاباغ میں گروہ شہم خوبی
 تری و دروہ میں ی پتیا جو کوئی گنہگار نہ
 یقین ہو دل کی بتیابی و سب مانگو او دہر جا
 شہید زمین میں ممتاز ہوئی شہادت میں سہن
 پس جادل نہ ہو کر او بیت بر حرم کا ورنہ
 بھلا مینوش تمسکے گئے و ساغر کو کیا بہین
 اثر ملتا جو میری گفتگو میں تیری جانب کر
 جو ہوتا عشق صادق حضرت یوسفؑ کی بجائی
 تقرب ہو جو اس محبوب سے مانند شہرگ کے
 گھر کی طرح تو اسکو چھپاتا ساتھ پر دہین
 محبت او سکی ہو جانی اگر اربع عناصر میں
 مجھے دشوار ہوئی زیست کدم کے زمین
 تیرے کو عشق میں دل قیون کی مسکیت کیا

گر سان گیر او قاتل اگر میرا لہو ہوتا
 چٹکتا کوئی غنچہ ہی تو شور و طوفان ہوتا
 تیرے آگ سینو میں مرے در دگو ہوتا
 مری زخم جگر میں یا کیسیا ہی زخمو ہوتا
 ہمارے خون سے گر قاتل کا بھر سبز ہو ہوتا
 مری نالوں کے سہرے کا کلیجہ بھی لہو ہوتا
 بہت سوشیے ہوئی کوئی طم ہو ماسو ہوتا
 وہ خود مداح ہو جاتا جو کوئی عیب جو ہوتا
 تری جاہت کا شہر ای زلیخا کو بگو ہوتا
 ہمارا دل نہ ہو کر یونکر مقام آرزو ہوتا
 تجھے غافل کر لے لے ہی خیال آبرو ہوتا
 مری ہی عشق کا چرچا یقین ہو چارو ہوتا
 نہ میری حال پر گر مہربان وہ مند خو ہوتا
 تعجب کیا جو اسجا دوست بھی اپنا حد ہوتا

ترانے کے تیری بلبلین بھی بند ہو جان
 اگر ای یا اس تو گلشن میں صرف گفتگو ہوتا

ما صبح جو عشق گیسو جانا نہ ہو گیا
 اس شمع نوح کو دیکھ کے پروانہ ہو گیا
 بچتا ہوا دم زلف کے بھند و نر دل مرا
 الفت میں چشم یار کی چنیا محال ہے
 افسوس ہو کہ دل سننے ہی نہیں وفانہ کی
 ملو ہر قلب دیدہ سیکون کو عشق سے
 اشد سے میری دل کی تون فرا جیاں
 یل کہان کی قیس کو تہا و اقی جنون
 سو دہوایہ الفت گیسو سے یار میں

سن لیجو کہ یا شہنشاہی دیوانہ ہو گیا
 بوسو گھٹتے ہی زلف کی دیوانہ ہو گیا
 ہشیا رے پری ترا دیوانہ ہو گیا
 لہر تیری غم سر کا پیا نہ ہو گیا
 اپنا جسے کیا وہی بیگانہ ہو گیا
 یہ جام اسی شراب کا پیا نہ ہو گیا
 اپنا کبھی ہوا کبھی بیگانہ ہو گیا
 ہم کو کسی کی زلف کا سووانہ ہو گیا
 صد چاک ہو کے قلب مرا شانہ ہو گیا

کیفیت شرب تہی فصل بہار تک
ہم نقد جان پہ لچکے الفت کو لہی
کرتا نہ رکھ دیا دیکھا جو یار کو
دل یار لے گیا میرا پہلو اوڑھ گیا
ساتی کی آنکھ پھٹے ہی ہم بھی مٹے
کیفیتیں تمام یہ ساتی کے دم کی ہین
آیا ہیر بکے دیہن سیر دیکھنے
یا خدا سے دل تو تونکے خیال سے
تھنے جو سر کو معرکہ عشق میں دیا
دیوانگان عشق کی شاہی ملی مجھے
صحبت ہو گرم شام سے صبح بھرتین
آئی بہار دشت میں بستر ہوا مرا
ہم نہ پہ تیغ ابرو قاتل کے چڑھ گئے
پہلو سے دل تڑپ کے ہمارا نکل پڑا

بس ختم دور ساغر و پیمانہ ہو گیا
دل پہلے دیدیا ہے یہ بجائے ہو گیا
کسجا ادا یہ مجھ سے نہ شکر نہ ہو گیا
آباد جو مقام تھا دیرانہ ہو گیا
کیا انقلاب گردش پیمانہ ہو گیا
جلسہ جان مجاہدین میخانہ ہو گیا
عاشق کا عرس شبن عروسانہ ہو گیا
کعبہ کبھی بنا کبھی بچانہ ہو گیا
گردون شاربہت مروانہ ہو گیا
صحرائے سندھ میرا جلو خانہ ہو گیا
دل سے خیال یار سے یارانہ ہو گیا
سبرے کی طرح نطق سے بگائے ہو گیا
یہ کام آج ہم سے دلیانہ ہو گیا
جائے سے باہر آپ کا دیوانہ ہو گیا

اویاس عشق کا کل مشکین یار سے
روشن ہے دل ہمارا سیہ خانہ ہو گیا

مری گہرائی کو ٹھوسے جو وہ رشک لڑا
عدم ہی سے ہو نہیں بھر جان میں نومہ گرایا
عدم ہی دہر میں مجھ کو کوئی بے ہنر آیا
کبھی بیٹائی دلتے جو انکے در پہ جاتا ہوں
یقین ہو میں ہی گم ہو جاؤں کی طرح باج کر
مری نالے کو نہ کہ وہ جو آئے مضطرب کر
عدوت کا لٹو سے چرخ دونوں کو ہوتی ہو
خدا کی دولت دنیا تو اسکو صرف کر ڈالو
ہلا کر قبر میں شانہ ہی بابا کہتے ہیں

ہو ثابت کہ گویا چرخ ہر اک چاند آویزا
جباب آسا ہو کیج و غم سے خیم تر آیا
کیسے بنی پوچھا تو کہاں آیا کہ ہر آیا
تو فرمائی ہین ہنس کر یہ تو بتلا تو کہ ہر آیا
گیا جو رہ گیا پھر نہ کوئی نامہ بر آیا
کہا مٹنے کہ اتبو سیر می آہو نہیں اثر آیا
جہان میں بے نشان اسکو کیا جو نامور آیا
کسی کو کیا جو غنچے کی طرح ٹھٹی میں زر آیا
زر اہ شیار ہو آنکھ میں تو کہو لو دیکھو گہرا

<p>سنبھل اب نبھی ارا اولیٰ دان کہ ہر آیا مکان خالی جو پایا یار سول اور ہر آیا جگر کی مست دل آیا تو سو دل جگر آیا</p>	<p>سو اے رنج کچھ اونکی محبت میں پائیگا لے وہ انوکھ میں خوابی ہاں تک کر آیا ہو یا یہ انقلاب اس شوخ کی ایک ٹکھڑی ہے</p>
<p>سپیدی آئی بالون میں نو وچ پیری ہے آنکھو ای یاس اب اوٹھو کہ ہنگام سفلہ آیا</p>	<p>سپیدی آئی بالون میں نو وچ پیری ہے آنکھو ای یاس اب اوٹھو کہ ہنگام سفلہ آیا</p>
<p>آج اک بہکو نظر دل کا خریدار آیا ولسے میں جنس شہادت کا خریدار آیا لو ہزارو کہ سزا اوٹھنا سزا وار آیا + جب نظر اسکو ترپتا کوئی سبب ار آیا طور پر کیا کوئی پھر طالب دیدار آیا ایک دو ہاتھ میں اوس پارسی ار آیا تیر کو گھر لیکے عیث طالع بیدار آیا جب نظر یار تراطرہ طسار آیا خواب میں شب جو نظر ابر و خمدار آیا کیا نہیں ہی ہمیں اس بات کا اقرار آیا اسکے سر پر جو بھی سایہ دیوار آیا اوسکے در پر جو نظر مجمع انجبار آیا زندہ ہونے کو تراکشتہ زقار آیا نظر اونکو بھی نہ عاشق کا تن زار آیا نہ مرے کام کہی مرہم زنگار آیا سمیا سلیقہ تجھے او چرخ ستگار آیا ہجر میں ایک مرے پاس یہ غمخوار آیا دل مری پاس جو آیا ہی تو بیکار آیا صلح کے وقت بھی باندھی ہو کر تلو ار آیا جب نظر اونکو مرے آسو و بختا ر آیا</p>	<p>ماہ تیارہ جو تر الیسو حمد ار آیا سیر متلی پہ دہرے رو بر دیار آیا دل تمھیں جسے دیا تھا وہ گنہگار آیا اور اوس شوخ شکر نے دکھائیں کہ میں آج پہر کو زندگی ہے برقی تجھے موٹے آشنا بھر محبت کا ہوا میں دم میں وصل میں شام کی باصرہ را خوابین میں جوری جاگ کر مرو دکھو اوصاف نقین صبح کو دکھو ترپتے ہو کر پایا سہنے ہم سمجھتے نہیں قرآن تمھارے رنج کو ای پر پی بڑھ گئی وحشت تر دیوانگی ہو گیا دلہ بہاری بھی هجوم غم و یاس لب جان بخش سوئم کہ تو ابھی جی اٹھے ڈھونڈا کیا کیا ملک الموت ڈلتیر پہ اسے یتیم نیرنگی گردون سے ہوا تھا کشتہ خوش رہا و دین تر کوئی دودن کہی دل ہلچا لچکا اب اوسکے تصور سے مرا لطف جب تھا کہ انہیں لیکے یہ آتا ہمارا وصل میں ہی ہی بردہ شکن قاتل کے ہنسکے بول کہ یہ موتی تر سب جو لے ہیں</p>

دم آخر مجھے الفت نے دکھائی تاثیر	آج روتا ہوا بالین پر مری یار آیا
یا تس اسوجہ سے پری میں جھکا ہوا یار پ	سائے تیرے گناہوں کا لیے بار آیا
<p>ہر خوف ہجر وصل کیسا ہوا تو کیا دنیا میں بھی نہ عشق کا چرچا ہوا تو کیا مشتاق بچ رہ گئے عشاق از حسین و شمن کو اور دوست کو کیساں سمجھتے ہو کیسی امید بوسہ روئے ملیح کی جس بت کی جستجو ہے کسی گہرین و نہیں کرتا ہے زندہ دل کو تہا کو نہ ہم کو قتل جو خاک میں پرے اثر می سے ملا ہوا سینے سے سوئے عشق نہ نکلے گا عمر بھر و دونوں اسیر دام بلا عشق میں ہوئے تسکین اس سے کہ دل بیتاب کو ہوئی سننے بھی قوت فکر سخن ڈھونڈ ہی لیا بدیل وہ ہوں کہ جاتا ہوں مانند بوم گل و دونوں کو آپ ایک نظر دیکھ لیجئے شہ گامہ یہ نہیں مری نا لیسے کچھ فزون ای دل دکھا دو انکو بھی جو چین نہ نہاں جب ہجر کام کر چکا نہ فائدہ ہے وصل آئے سو فم میں شکل نہ دکھائی عمر بھر</p>	<p>سامان عیش کا جو مہیا ہوا تو کیا ایشی ہی شہر میں کوئی ٹرسوا ہوا تو کیا ابر و کی تیغ پر تہا قبضہ ہوا تو کیا کوئی مختار اچا سننے والا ہوا تو کیا انسان کو نکاح کا سہارا ہوا تو کیا کعبہ ہوا تو کیا جو کلیسا ہوا تو کیا قاتل ہوا تو کیا وہ مسیحا ہوا تو کیا اونچا جو آسمان سے وہ نالا ہوا تو کیا یون و یونینے کو جسم جو ٹھنڈا ہوا تو کیا انسان ہوا تو کیا جو فرشتا ہوا تو کیا پوچھا جو یار نے کہ تجھے کیا ہوا تو کیا مضمون وہاں یار کا عنقا ہوا تو کیا صبا و کا چین پر اچارا ہوا تو کیا ناحق دل و جگر میں بکھیرا ہوا تو کیا بالین پہ شور حشر جو برپا ہوا تو کیا آنکھوں سے حسرت تو نکا جو پردا ہوا تو کیا اب کچھ مر لیغ عشق کا چارہ ہوا تو کیا مرنے کے بعد اگر یہ نیتجا ہوا تو کیا</p>
حاصل کی سطر کا نہیں شاعری میں یا اس	اس فن خاص میں جو سلیقت ہوا تو کیا
کٹا چامی ہو ہر سوانح پر عالم ہو جن کا	کٹا چامی ہو ہر سوانح پر عالم ہو جن کا
نکلت میں نہیں ثانی کوئی اس شکر گلشن کا	نکلت میں نہیں ثانی کوئی اس شکر گلشن کا

سوا تھا شوق بھوکا بھوکا جگر کاشن کا
 رہا کرنا تو اسکی زمر میں بھگوان کیون لکھ
 قبا کی یاد کی ہر ہر کلی گل سی ہستی ہے
 رہی ہر ہر تربت میں فقط اعمال ہی اپنے
 او دہر بھیری نظر اسکی او دہر دم پر ہی اپنی
 بلا میں چٹا جب سے لیا دل لے جانے
 صغیفی ہن گری جب ناست میری رو دیا کر
 ہمارے سر سو داتیری کا کل کا نہایگا
 لگا تو ارقا قتل تشنہ جام شہادت ہوں
 نہیں معلوم سو دہن گریاں کیا ہو میرا
 کیا اس گل دے غصے کی نظر کو زرد کرے
 نزاکت کی کہ بند ہو رہا ہو شک نہیں میں
 وہ عاشق ہو جانو وصل پر رضی نہیں ہوتا
 کہ ہمیش ایک مدت ہو عشق دلو رہا ہو
 جو ایسی ہی ہیگی قوت دست ہون چند
 بکر جاناز اسی بات پر تیوری چڑھا لیتا
 ہمارا آئی بڑی یاد میں بڑی عشق کا کل کی
 جنوں میں دیکھتے ہیں ہم دہ جو سی ڈو کیٹا
 فلک معشوق کو کوچہ سی جو بھوکا دھنا ہے
 مری ہلو میں ہر کہ جو اک بر ہی سی گرتی ہو
 قرب کا کل مشکین سارا سا چکتا ہے
 طریقہ اپنی مذہب کا زمانے سے نرالا ہو
 ہر اک شہر دیکھتا ہو نیراونکے خط کا دیوانہ
 کسی نے ایک تہنجا ہی تارا ہے اگر سر سے
 گنہ کی شست دھو کی ندی بہر میںے دور و کر

کیا کرتا ہوں نظارہ کیلور و میروشن کا
 رقیب بروید ای دوستو کا شہر گلشن کا
 وہ گونا گوی کسی گلشن کا جو گوشہ ہر ہن کا
 گر میں کھلیا سب حال ہمیر دوستوں کا
 پڑ پائی پارے تیورنی ہمارا ڈھلیا سب کا
 سبک دینی ہوئی آسان می گردنہ نہن کا
 کیون صدمہ ہو دلو ساتھ جو نا آگین کا
 او ترتا ہن میں جب زہر چربھا تا ہی ناگن کا
 او تر جائے گلے سے گونٹ جلدی آہن کا
 تیا ملتا ہو خاراں میں کچھ میری دہن کا
 چبا کر میوٹ گلشن میں اوڑا یا رنگ سون کا
 کر سو انکی اڑا کر لیتا اونکے دہن کا
 قصہ دلو کا نہیں کہ یہ قصا ہر کر گین کا
 کیسے حسن کا کل کا کیسے اچھے جو بن کا
 ملگا دہن جھٹھ کر بڑھا چاک دہن کا
 ہو آشتہ میں قاتل تری بنیاختہ بن کا
 گریاں بکلیا جوش جنوں میں طوق گردن کا
 نظرا تا ہو جلوہ نجد میں وادی امین کا
 کہاں اب اسے بھرایا نکا امیر و دین کا
 ہوا زخمی دل مضطر کیسے اچھے جو بن کا
 گمان کی گوشواری پر بھاری سانپ کے من کا
 نہ بند ویش کو مانے نہ قاتل ہو بہر بن کا
 ہر اہی سو جتا ہو او سکودا اندھا ہو ساون کا
 ہوا ہی بوجھ گردن پر ہاری سیکڑوں بن کا
 فری پوچھتے ہیں حال کیا مجھ پاکہ ان کا

زمین اوس شہسوارِ شبنم در شک فلک کردی
ہلال ایک ایک چمکایا سن نقش نعلِ نوسن کا

بیٹھے بیٹھے عشق زلفِ فتنہ گر پیدا ہوا
بہر گریہ بحرِ مین وود جگر پیدا ہوا
عشق کیسے سے غم سے عشق اپڑ گیا
ہلو سو دیکھی ترقی وادہ سے فیضِ جنون
آفر کعبہ میں تحلیل اللہ حج کے واسطے
حور کو نسبت نہیں اللہ ری تیرا جمال
عشق قدیا سے ایدل نہوگا کچھ حصول
الفت چشم سیاہ درو دی رنگین کو دین غ
بہم دم ثابت ہو کر ایک بنی سے ہمین
ڈاب میں بھی عاشق مہشوق ہو رہی ہم
جب کے فی صدمہ اٹھا پا دل مرا جلنے لگا

یاسن یہ تھکو کہاں کا در و سر پیدا ہوا
اشک بڑی چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا
در و سر جاہار کا در و جگر پیدا ہوا
ویشیونکے پاؤں میں گنج گم پیدا ہوا
تیرے دلین میری الفت کا اثر پیدا ہوا
کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا
یہ تو تھلا سر و مین کس دن مڑ پیدا ہوا
واسطے عاشق کو لالہ کا جگر پیدا ہوا
موشگافی سے یہ مضمون کمر پیدا ہوا
عشق جب کامل ہوا فوراً اثر پیدا ہوا
چوٹ جب اس شک پر آئی شر پیدا ہوا

یاسن کھرا تھا دم میرا جگر برباد مین
دل وہی کے واسطے داغ جگر پیدا ہوا

یار کے آنے کا دیکھا کیا رستا کیسا
ہر جاہ دیکھتے ہیں ہم تر آجسوا کیسا
مردم چشم مری میں نگارن تیری طرف
حال میں جو بیان کرتا ہوں کتا ہو وہ
ایک بوسہ جو دیا ہے تو ملیں اور ہی یار
حشر میں ہی بھینچ صورت نہ دکھائی تے
کوئی کتا ہو امام اپنا کوئی اپنا خدا
لن ترانی ہوئی صداق ہو تو بخش ایو سی
سامنا کیا کسی آفت کا ہوا پھر اسکو
سب کو بہر بہر کے دی جام شراب گل رنگ

صبح تک دل مرا تر پیا کیا کیسا
عرش کتہ میں کسے طور تجھے کیسا
پتیاں دیکھ یہ کرتی ہیں تماشا کیسا
تو نے ناحق کا نکالا ہے یہ جہاں کیسا
صرف پر آگئے سبوقت تو صرفا کیسا
انہو عشاق سے ای یار یہ پر داکیسا
آپ کی ذات تو ہو ایک یہ جہاں کیسا
تیسے دعویٰ ارنی کا یہ کیا تھا کیسا
میرے سینے میں جا رہے تہ و بالا کیسا
ساقیا ہم رہے محمد یہ دورا کیسا

قتل کر کے مجھے شرمندہ ہوا ہر قاتل
انہو دنگو جطلب کر تا ہوں میں دلبر سے
ڈھونڈ رہا ہوں کہیں پہلو میں نہیں مل
داؤ کو وہ عصیان ہر کفن کا دامن
کیا گذرتی ہو راحضرت دل کیسے تو کچھ

عرق شرم ہے یہ رخ پہ پسینا کیسا
کس ڈھٹائی سے وہ کہتا ہو کہ کیسا کیسا
تو نے درویدہ نظر سے مجھے دیکھا کیسا
کپڑے بدلے تھو ابھی میز پر دیکھا کیسا
آہ کے ساتھ نکلتا ہے یہ نالا کیسا

نہ محبت نہ مروت نہیں معلوم سے یا اس
لوگ یہ کیسے ہیں اور ہے یہ زما نا کیسا

مجنون تن خاکی میں بھجول نہیں ملتا
اسطرح بتونے یہ مرا دل نہیں ملتا
ابر کا ترے عاشق کا دل نہیں ملتا
غربت میں عجب دست پھٹا دایے مقدر
معلوم نہیں یار کہ کیا بات ہے مجھ میں
یہ کہکے مری روح گئی ملک عدم کو
کوئی نہیں ایسا کہ جو یہ بار اوتارے
لیلی ہو کہ ہر بند میں ہر سمت یہ غل ہے
جاوہ ہے نہ رہر و کہیں ملتا ہو عدم تک
یہ لفظ وہ ہوش طمع جو کہ تھی سے
الفت میں جسیو نکا یہ عشاق سے ہے حال
دل ایسا ہٹا میرا حسنان جہان سے
اوس نف کی کو صیف میں ہون عرق تحیر
دل لگیا پر یار کو ہم ڈھونڈ رہے ہیں
بہتائیگا الفت جو حسنون سے کریگا

اس گرد میں ہی یار کا محل نہیں ملتا
جس طرح کہ رنگ حق و باطل نہیں ملتا
بے تیغ جو شستہ ہو وہ بسمل نہیں ملتا
ہم ڈھونڈ رہے تھے پھر تھے ہیں کہیں مل نہیں ملتا
دلبر تو بہت ملتا ہیں پر دل نہیں ملتا
یہاں کوئی مکان رہنوی کے قابل نہیں ملتا
ہم سر کو لپی پھرتے ہیں قاتل نہیں ملتا
دیوانے پڑی پھرتے ہیں محل نہیں ملتا
کچھ حکمون نشان رہ منزل نہیں ملتا
زر دار ہوا ایسا کوئی کا دل نہیں ملتا
ظاہر میں تو ملتے ہیں مگر دل نہیں ملتا
سمجھتا ہوں میں لاکھ کہ جا مل نہیں ملتا
گرداب کی گردش میں ہوں ساحل نہیں ملتا
محل تو ملا صاحب قہر نہیں ملتا
دل دیدیا جب ہاتھ سے پر دل نہیں ملتا

گردش میں ہے مانند فلک یا اس ہمیشہ
کچھ تیرا تپا اے مہ کا دل نہیں ملتا

یہ تپان صورت بسمل کسی ایسا تو تھا
جیسا تپا بے سبب اب دل کہی آیا تو تھا

روز آوار دیا کرتا ہے و لکھو میرے
ابتدا ہی میں ہو عشق مجھے آنست کا
بگینہ مجھ کو کیا قتل نہ کچھ جسم یا
کیا ہوا یا رجو صورت نہیں بے کھاتا
دیکھ کر ضعف مرا غسکے وہ مہر و پولا
میری بٹیری کا سنا غل تو کہا لیلی نے
نہیں سنتا مری جو چاہتا ہو کرتا ہے
دیکھتے ہی مجھے تیوری وہ چڑھا لیتا ہو
اکلی کس رنگ سو آئی ہو بہار اسے کچھین
اکاب ابرو کے اشار میں ہو سیکڑون قتل
کب کبھی تیغ تری اور میں حاضر نہوا
مانع عشق مجھے ہوتا ہے سمجھا سمجھا

ہا کربے درد وہ قاتل کبھی ایسا تو تھا
شور دریا لب ساحل کبھی ایسا تو تھا
اوستہ گار ترا دل کبھی ایسا تو تھا
میری جانب سوز غافل کبھی ایسا تو تھا
عشق ابرو میں یہ کامل کبھی ایسا تو تھا
نجد میں شور سلاسل کبھی ایسا تو تھا
جیسا وارفتہ ہوا دل کبھی ایسا تو تھا
دشمن جان مرا قاتل کبھی ایسا تو تھا
بانغمین شور عداوت کبھی ایسا تو تھا
بارہ ہر خنجر قاتل کبھی ایسا تو تھا
جوٹ یہ بات ہو قاتل کبھی ایسا تو تھا
مہربان مجھے مرا دل کبھی ایسا تو تھا

وصل میں ہاتھ مرے سننے پہ رکھا رہو لے
چین سے یاس ترا دل کبھی ایسا تو تھا

قتل کر کے مجھ کو بخش کی دعا دینے لگا
ابتدا ہی میں یہ مجھے بری کیوں اوتھم
ہوٹا پنچ چائنا سو میں جلالت کے کلب
تو نے ہنس نہ کر جو اکر قاتل کیا زخمی مجھے
بوسہ عتاب لب بھی شربت ویدار بھی
اہل دنیا سے لگ جھک جھک کو ملنے اہل دنیا
بعد میرے قتل کے آیا جو قاتل کو عرق
ان تبون کے ظلم پر کرتا ہونا لے بار بار
لاکھ ڈھونڈ مار مارا کہو نہ کو یہ لکا سراخ
منزل الفت میں دل نے بریخی کی اختیار
خط دیا قاصد کو جب تک کچھ مرض مجھ کو تھا

خون بہا کر میرا قاتل خود بہا دینے لگا
تو ابھی سو اپنے عاشق کو دعا دینے لگا
بوسہ عتاب لب ایسا مرا دینے لگا
میں دہان زخم سے تجھ کو دعا دینے لگا
یار بسیار محبت کو دعا دینے لگا
بوریا سے فقر بھی بوسے ریا دینے لگا
داسن زخم جگر سے میں ہوا دینے لگا
ٹوٹ کر دل میرے پہلو میں صدمہ دینے لگا
داغ آخر کو چپ کر خود پتا دینے لگا
میرا ساتھی راہ میں مجھ کو دعا دینے لگا
اگنی لگنت زبا نہیں جب پتا دینے لگا

ٹھنڈی نسیم عشق از بین مایم مرگینا
قہر زخم جگر جہدم ہوا دینے لگا

وصل میں سینے پہ میرے رکھو سنہ بولا وہ شوق
اب پسینا یا اس کا بوسے وفادینے لگا

صورت موسیٰ او پہ مجھ کو غمش آکر رہ گیا
گوش گل میں نالہ بلبل سا کر رہ گیا
دام کیسودہ بلا کر جان بچھا کر رہ گیا
میرا نالہ فتنہ ممشرد ٹھا کر رہ گیا
یک بیک دست تنہا میں بڑھا کر رہ گیا
دل ہمارا کوچہ دوسرے میں جا کر رہ گیا
نالہ بلبل پہ غنچہ شکر آکر رہ گیا
کچھ نہ بس سیرا چلا میں بللا کر رہ گیا
نقش حیرت بگیا پردہ اوٹھا کر رہ گیا
ہونٹ اپنی میں ملاوت سی جا کر رہ گیا
وصل کی شب وہ جو مجھ کو گدگد کر رہ گیا

یار پر دگر میں او وہ جلوہ دکھا کر رہ گیا
عاشقوں کی بات کو مشوق سنتے ہی میں
طاہر دل یک ہی آیا نہ پھندہ میں کبھی
خسنگان قبر جو ننگے میں جو تر پا بھر میں
خواہیں آیا جو مجھ کو وصل جانا کا خیال
یہ ہمیں معلوم اس وحشی کو کیا حجت ملی
کوئی گریان کو کوئی خندان ہو باغ دہریہ
او ٹھکیا جب یار صبح وصل میری پاس سے
دیکھتو ہی اونکی صورت ہو گیا سکتا مجھے
اگیا جب او لب شیریں بے بو کا خیال
یار کی شوخی یہ تھی گستاخ کرنے کے لیے

یار تنہا ٹھکیا تھا یا اس کچھ بولانہ میں
ہاتھ ملتا ہوں کہ ایسا وقت یا کر رہ گیا

دوست دل سا الفت جانا نہیں ہو گیا
حسن عارض اس قدر دیکھا کہ کدلی ہو گیا
روکش خورشید اسکار و نور وشن ہو گیا
آفتاب روز ممشرد و نور وشن ہو گیا
چاک اسٹکے ہاتھ سے صحرا کا دامن ہو گیا
وصل کی شب باتوں باتوں میں نہ ہو گیا
اب زراٹھ ہلو جوانی ہے زلزلین ہو گیا
نیلگون لب اوسکا مثل برگ خوشبو ہو گیا
وصل شیریں کو کہن کو بعد مردن ہو گیا

جس کو ہم رہبر سمجھتے تھے وہ رہبرن ہو گیا
ست مہیکہ جو وہ طفل پہن ہو گیا
واہ رمی زلفت زہرا وچ فروغ حسن یا
دیکھا صورت تری عشاق کو کیا عرق
عشق میں لیلی کے محبوب کو ہوا لاشون
کیا کہوں اپنے مقدر کی بُرائی دیکھیے
ہاتھ میں ہنسی لگا و زلف میں نشانہ کرو
جو ہمیں ہوا کہیں گدرا جو بوسہ کا خیال
دیکھنا تاثیر جذب عشق کتنے ہیں اسے

عشق زلف و رخ میں سر جان کڈائی گئی
سر نہ میرا تو جائی خان اوٹھی گردن سے لو
ہقہ پر دین کی طرح چھبکا جو جو بال او سر
انتہائی عشق کہتے ہیں اس کو چوڑا نہ ساتھ
یہ دکھایا کہ ہوا دس گل کی محبت نے اثر

تیرگی نخت سے یہ جال روشن ہو گیا
سوز دل سو جسم مثل شمع روشن ہو گیا
اک پہ حسن و دنا زحیہ جو بن ہو گیا
بعد مردن کو چہ جانان میں بد رفتی کیا
دافع کی کثرت سے سینہ رشک گلشن ہو گیا

حال ہو چکا ہے یہ سوز درد نے یاس کا
خاندول تم آتشِ فرقت سے گلشن ہو گیا

اونکا جو بن عاشقوں کے حقیق قاتل ہو گیا
سافس لینا عشق کی گرمی سو شکل ہو گیا
استدرا میں ناتوان اسے ماہ کامل ہو گیا
آپ جو کتہ میں مجھے باز آفت سے تو
سو جزن رہتا تو آب اشک ہمیں ہر گھڑی
رہ گیا دل تھام کر کوئی کوئی تڑپا کیسا
نشہ ہو کا فرامتا ہے الفت میں ہمیں
البتہ کرتا ہوں یہ دل سے کہ باز عشق سے
بجلیاں چمکیں تو تینے پر صبر کی بجلی گرمی نہ
دافع یہ دل نہیں مہرین ہند پر ہین مری
زنگ حیرت تو مٹا لے اپنے دل سے نہ
زندگی میں کوئی خیال یا نہ خواب مرگ کا
پہ سنا حل ہو اہر گز نہ قیل و قال سے
ٹھاک مجھ کو جو دلی ہو گئی اوہ میں شریک
وہ چپکلتا ہو تو کرتا ہے یہ نالے بار بار
چمکیاں لینے سو اونکے دل تو تھانیا مرا
اوٹھ گیاں تامل کی ہی مجھ کو چر لیے کہ نہیں

مر گیا کوئی کوئی عمر نے کے قابل ہو گیا
آبلہ عم کی حرارت سے مراد ہو گیا
تاثرہ آنا جگہ کو ایک منہ بن ہو گیا
کیا مراد ہی مر سجان آپکا دل ہو گیا
آنکھ کھا گوشہ مری دریا کا ساحل ہو گیا
تیرو جانے سے دگر گون نگ محفل ہو گیا
جب ہوئی سوویکی شدت ہوش نرا مل ہو گیا
اندون میں اپنے دسکا آپ سا مل ہو گیا
سبرہ کا نوٹھا تھارے زہر قاتل ہو گیا
عوب سیکھا مینے فن عشق کا مل ہو گیا
منہ چڑھا کو یا ترے رخسے مقابل ہو گیا
جاگتے ہی جاگتے ایسا میں غافل ہو گیا
انکی نازک دہانی کا مین قاتل ہو گیا
ہر گھو کہ نجد میں لیلی کا محس ہو گیا
پشتم تر ساغر بنا شیشہ مراد ہو گیا
آسمان بھی زہر کھانکر لومعتا مل ہو گیا
گدگدایا وصل میں اوٹھیں اسبل ہو گیا

ہم نکل رہتا تھا مشق تو لے میں دیا سن

اے کنار گوراب میں تیرے قابل ہو گیا

میں پھر یار میں ہمہ تن درو ہو گیا
اوج آسان کا بھی جہان گرد ہو گیا
بیکار سہے جو آسینہ پر گرد ہو گیا
مجنون کا بھی عبا رہیاں گرد ہو گیا
اکسیر کا اثر بھی جہان گرد ہو گیا
میں کشت و عفران کی طرح زرد ہو گیا
میری غزل کا شعر ہر اک مسر ہو گیا
جب تک کہ زیر تیغ نہ میں سر ہو گیا
اس ن کو چوکے مرد بھی نامرد ہو گیا
لیکن جو ان ہوتے ہی بیدر ہو گیا
گرا کے جب کو دیکھ لیا سر ہو گیا

خون گھٹ گیا تمام بدن زرد ہو گیا
مٹنے پہ بھی سوا یہ مری خاک کو عروج
دلین عبا آیا تو کیا لطیف دوستی
پہر تا ہون نسل باد صبا کوہ و دست میں
تا تیرے وہ خاک و ربو ترائب میں
غیر و نسو نرم میں جو ہسا وہ تو شک و
لکھی جو اک یگانہ آفاق کی شناسا
سر گرم تہا یہ فوج میں قاتل رو کا ہاتھ
دنیا سے جس نے لوٹ کیا منفعلس ہوا
کرتا تھا کسنی میں کوئی عاشقونہ رحم
قاتل تری نگاہ میں کھلی کا ہے اثر

اشعار یا سس سکے یہ کہتے ہیں قدروان

دو چار شاعر دن میں یہ اب مسر ہو گیا

سوج تو یہ کیا ہوا دقت بل بڑ گیا
پاؤں میرا خود بخود کچھ سوئی منزل بڑ گیا
آپ کے اتنے ہی کہنے سو مراد بڑ گیا
جلوہ رخصے چراغ ماہ کامل بڑ گیا
تیری جلو یسے مرجان حسن محفل بڑ گیا
عمر تو چھ گھنٹ گئی پر عشق کامل بڑ گیا
اب مراد و جا بچہ اور اول بڑ گیا
عشق تیرا ای پر پی منزل بہ منزل بڑ گیا
نخت جانی سو ہجاری وقت مشکل بڑ گیا
طول مطلب ہو گیا قصہ یہ ایدل بڑ گیا
حاصلہ میرا ہی اب اے تیغ قاتل بڑ گیا

بیتاری میں جگر جسے بھی ایدل بڑ گیا
پہلی سوئی مکان یا رافت کی کشش
خوب کی تو نو وفا شاہش ای عاشق مرے
سامن افشان کے تارے بھلا کر رو گئے
تو جو بیٹھا صدہین سند کی زینت ہو گئی
جیسے پری آئی ہے ہر دم اوی کی یاد پر
اویٹھک سیمنے سے اوس شک سچا کا جو ہا
آیا آنکھوں سے جگر میں دل میں پہ جا کر رہا
تھی اوی تلوار بھی قاتل ہی تھا بید اوگر
واستان عشق اب تک کہو جائے گھا تو
سامن جو ناز سے لپٹی گلے دو چار کے

پہر نہ پہلو میں سایا اس قدر دل ٹر گیا
شوق پا بوسی میں تھوڑی دیر سا جل گیا
صورت نقش قدم منزل منزل ٹر گیا
دیکھ پانی تیغ کا اب اور قاتل ٹر گیا
دم تڑپ سے مگر کچھ اور ایدل ٹر گیا
کچھ دنوں میں قیس کا دل مثل محفل ٹر گیا
شاید اس قاتل کو شوق قتل ہو گیا
و خدیو کے غل سے بھی شور عداوت ٹر گیا
اتو میرا ہاتھ تاد امان قاتل ٹر گیا
کاروان لیکر مجھے خود سو منزل ٹر گیا

او حسین تیری تصویر نے یہ بالیدہ کیا
سیرور یا کو اگر کیا کہی دو جبر حسن
خاک پامی قنگا کی ساتھ میں ارجمیت
بازہ پر نہ خون مرا جبے ہوا ہر شریک
تہا یقین مجھ کو نہ فرقتیں جو نگا ایک دل
رفقہ رفقہ اس قدر لیلی نے پیدا کی جگہ
جس طرف دیکھو وہ کشتی تڑپ رہی ہے
عشق بندل ہے سودا ہو گیا شاید نہیں
حشر ہو جائے چوڑ و نگاہ چوڑ و نگاہی
اپنی کا نہ ہو پھر بھی اجاب لائے قبر تک

یاس میری سامنے حاسد کو ہو گا کیا فروغ
یہ سنا ہی ہے تیری عالم سے جاہل ٹر گیا

ایدل یہ کس بلا میں مجھے مبتلا کیا
رسم وفا کو وقت قصا ہی ادا کیا
برسون دیوان ہماری لحد کو اٹھا کیا
ہیان دست غم سے پہننے گریبان کیا
الفت نے تیری دل کو ہی تہ سے جدا کیا
ہر گام تیری چال نے محشر بیا کیا
مشتوق جو کہا کیا عاشق سنا کیا
رویا کیا میں سامنے وہ گل ہنسا کیا
صیا د کس بہار میں ہموں ہا کیا
بگڑے بہت ذرا ہی جو تہنے کلا کیا
سینے میں قلب سوز درون سے جلا کیا
بس جانے دیجئے کہ ہمیں نے بُرا کیا

بھند میں گیسو کا ہنسیا یا یہ کیا کیا
مین نزع میں ہی یار ترا دم بہر کیا
مرنے پہ ہی یہ سوز سن دل کا اثر کیا
یوسف کسی نے گرتی دامن کو چھو کیا
برسون کا تہا جو دست وہ دم میں پڑ گیا
اسکا جگر نکلیا دل اسکا تل گیا
اونکی زبان اہلی مرے لب بند ہو گئے
عاشق کا رنج ہی سہے حسینو کی دل لگی
دیکھنگے کیا چمن کو خزانہ سو اے خار
اوتے مزاج کرتے ہیں وہ عذر کو عرض
کتے ہیں اسکو ضبط کہ آف ہی کہی نہ کی
الفت جتانے پر نہ بگڑیے اب اس قدر

اب کیا کیا یاس مجھ پر حسرت و ملال

دل بے وفا کو دیدیا افسوس کیا کیا

میں پریشان مور در گنج و بلا کس دن
جیسے عاشق ہوں تمہارا میں کس دن تھا
عشق کا میری طبیعت میں نرا کس دن تھا
یہ تنہا میرے پہلو سے جدا کس دن تھا
تجسہ جو بن آخر میں نام خدا کس دن تھا
عاشقوں میں ایسا توڑ کا وفا کس دن تھا
اوحسینو مجھ کو تھے یہ کلام کس دن تھا
میں ہوا خواہ گلستان و صبا کس دن تھا
میں جان میں ناکہ کش مثل دراکس دن تھا
ہر گہری و در زبان صل علی کس دن تھا

یاس مجاو عشق کیسوی سا کس دن تھا
کیا سنا کر غیر کو دشنام دیتے ہو بہلا
جیسے ہوش آ یا سو دلدادہ ہوں کہ فدا
الفت و لہر میں لگو ڈھونڈتا ہوں عین
پڑ گئی جسکی نظر وہ دل پکا کر رہ گیا
چاہنر والو تھے تھے بیوفائی کب نہ کی
پہلے تو دل دلیا پھر میری کرنے لگے
کب نہ آیا میں گلون کے دیکھنے کو بھدا
سینہ کوئی ساتیوں کو واسطے کس شب نہ کی
کب تھا آنکھوں میں میری جلوہ حسن نبی

عاشقوں کو یاس معشوقوں کو کب زینت نہ دی
نخون ہمارا دست قاتل میں خاک کس دن تھا

دیکھنا اس بندہ آزاد کو کیا ہو گیا
دیکھ قاتل خنجر نوا کو کیا ہو گیا
ہائے میکے عاشق ناشاد کو کیا ہو گیا
چھڑتا ہے کیوں مجھو قصا کو کیا ہو گیا
نوجوا ہر پر مرے صیا کو کیا ہو گیا
بیرخی کرتا ہر کیوں جلا کو کیا ہو گیا
ہے غضب اس ملک عشق آباد کو کیا ہو گیا
سب کو حیرت ہے یہی نہرا کو کیا ہو گیا
یا خدا اس جہنم بے بنیا کو کیا ہو گیا
تنگے ختے پہرتے ہیں اوستا کو کیا ہو گیا
بے اثر کیوں ہر مری فریاد کو کیا ہو گیا
جان شیرین ہفت دی فریاد کو کیا ہو گیا

پیرے قد سے ہسری شمشاد کو کیا ہو گیا
قتل تو کرتا ہی یہ رکتا ہے گردن پر مری
دیکھ کر لاشہ مراد رو کے وہ کہنے لگے
کہو لوں سے قصد کی سودا بجائے گا مرا
کیا میں اور جاؤں لگا نو لادی قفس کو توڑ کر
بوج کرنے میں یہ منہ پھیرے سو کو ہے کیلے
کہہ لوں میں پہلے جیسے عاشقی کے تھے بہت
ساتھ مجھ دیوانیکے کہنی پر اوس گل کی پتلی
اسکو ہی مٹاتا ہر اکدن کیوں مٹاتا ہر بین
دیکھ کر دیوانگی میری یہ مجنون نے کہا
ہجر میں نہ لے کروین سو میں نہ وام سے
مر گیا سر چوڑ کر کیوں یہ تو سودا ہی نہ تھا

بڑی پہتا ہر کیوں مجھ کو نہ لگا میں بہلا
میں تو سو وانی تہا پر خدا کو کیا ہو گیا

جان پر بن بن کی تھی یا بس سہا ہاتھ سے

پہر تڑپتا ہے دل ناشاد کو کیا ہو گیا

جوش پر آئے اگر دین گریبان میرا
نرم شادی ہو ابھی کلبہ اخزان میرا
آجکل دست اجل میں ہو گریبان میرا
تنگ کرتا ہو بہت مجھ کو گریبان میرا
وکیتر ہی نہیں وہ حال پریشان میرا
کیون نہ رو نہ نہ سے وہ گل خندان میرا
آجکل میرے قابل ہے گلستان میرا
ملکیا دہن محشر سے گریبان میرا
دیکھ سفاک زرا گنج شہیدان میرا
واہ کیا خوب کیا آپ نے دربان میرا
خط تو ام میں لکھا جائے گا دیوان میرا
بہلے سودا ہی گر دیکھ لڑندان میرا
جب رقم موئے لگا حال پریشان میرا
پہر گلا گونٹنے آئی شب ہجران میرا
فوج کرنے لگا خود مجھ کو گریبان میرا
بھونٹے دیتا ہو مرا تن دل سوزان میرا
نیشہستان نظر آنے لگا دیوان میرا
آئینہ دیکھتا ہے کیا رخ حیران میرا
چین دم بھر نہیں لیتا دل نالان میرا
آج کچھ مجھے خفا ہو گیا مہمان میرا
سیر کو آئے جو وہ سسر و خرامان میرا
کیا بنا لیتا ہے دیکھوں ترا دربان میرا

غرق ہو جاؤ ابھی کلبہ آستان میرا
میں گھر آئے اگر وہ گل خندان میرا
الفت ابر و قاتل ہے گلے کو خنجر
آگئی فصل بہار المداوی دست جنون
انہی زلفوں کے بنائیں ہیں صر و ف
ہوئی کھلیا تو میں گلشن میں برستا ہو جو منہ
دیکھ کر گل دل پر داغ کے ہو کون کی بہا
ہفتہ رچاک ہوا دست جنون سے ہر صبح
حسرتوں کا ہوا خون ہاتھ سے تیرے دہن
تین پتا ہوں تب ہجر میں اور دنگوہ وصل
حسرت وصل ہر شعر و نین ہر اک جامہ قوم
کیسا دیونہ ہو بیان کی تو عاقل ہو جائے
خط جد دل نظر آنے لگے موسے کیو
الفت زلف نے دم بند کیا پہلے تو
الفت ابر و وحیدار میں بنکر خنجر
آف جو آتا ہوں دیوان منہ سے نکلتا ہوا
وصف کیو کیو سلسل کے جو لکھی مینے
میں ہی کی صورت زیہا کا تماشائی ہوں
یاو محبوب میں منہ یاو کیا کر رہا ہے
ولمیں کی تا نہیں کیوں صبح سے دیکر کا حیا
شرم سے باغ میں شہاد و صندہ برگز جان
بسطرچ ہو گا ترے گھر میں میں آج او نکلا

<p>لہما ینگے مر سہنے میں گل واغونکے الفت لب زہی گیسو ونکے سودو میں عشق لیلی کی جو وحشت ہو ہر جا تو میرا آنکھوں میں ہی دیکھ کر مجھ کو ناقول مجھے وحشت میں جبکا دیگی اگر کفر و اسلام سے مطلب میں دنیا میں مجھے</p>	<p>جوش پر آنے کا جسروز گلستان میں نہوا ظلمت میں نہاں چشمہ حیوان میرا دیکھ لے تیس اگر آکے بیابان میرا خون بہا سگی تری تیغ صفا مان میرا بڑی بجا ینگا پاؤں کی گریبان میرا الفت خال درخ یا رہے ایران میرا</p>
---	--

حسرتیں رہیں سب دل ہی کی دلیں اگر یاں
 آہ نکلا نہ کوئی دہر میں ارمان میرا

ذوق فیتین

<p>تاکنا کب دیدہ روزن سرا و سخا جا بنگا سامنے عاشق کے چہرے نہیں اٹھتی نقاب و بھیاں سکی اوڑھیں دست جو تھے تو سہی نقص ہو او میں کلیف کا اور زینہ دلی گل فصل گل میں بلبلین پسین کرتی ہیں بیان آنکھ دیکھ گیسو طار سے لے لگی دل چار کو کا نہ ہو جب آیا ہوں بیان میں ناتواں رخصتے اوس شک چین کے جو کر گیا ہمسری تنہا انی سنکے کیون غوی کیا تھا دید کا جس طرح ہو گا اومیں عشاق گورینگے ضرور کرو کہا یا جگر کی شب بقیاری نے اثر ہنرہ رنگوں کی محبت میں سدا پاز ہر روز آہنگا گور غیبان پر اگر وہ شہسوار ہوں وہ سودا کی کہ مرے پر ہی گاسکون روز اگر گیا اگر وہ تیرے قدم کے سامنے</p>	<p>عاشقوں کو دیکھنا چلین سر جہانجا بنگا دیکھیں کب ادکنی رخ روشن سر پر داجا بنگا بنجود می ہونے تو دودھن سر سمجھا جا بنگا در بھی اونکے رخ روشن سر شرمجا بنگا دیکھیں کب صیاد کا گلشن سے کشکا جا بنگا مال میرا بیشک اس نہرں سر چہنجا بنگا خاک مجھ حشر من مدفن سے اوٹھا جا بنگا توڑ کر وہ گل الگ گلشن سے پھینکا جا بنگا لیکے کیا تھہرے داؤدی امین سر موسیٰ جا بنگا دیکھو دینگے نہ جب روزن سر دیکھا جا بنگا یا میرے نالہ و شیون سے گھبرا جا بنگا دل مرا اوس زلف کی ناگن سر مارا جا بنگا میرا مدفن کیا تھم تو سن سر روند جا بنگا میرا مدفن تختہ آہن سے ڈھانکا جا بنگا کاکر سر دسی گلشن سے پھینکا جا بنگا</p>
--	---

مستی ملکر تو اگر جائے گا سیر بانغ کو
دہن جو سودی کی ہوئی سود آزلف یارین
کھیرتی ہو یہ گنہگار ہے دنیا سے گریز
عالم طفل میں بھی منت کے ناز و نیکے عین
دیکھ لینا ہے اگر تاثیر الفت میں مری

شرم کے مارو بھلا سون سیو لاجا نکا
سر ہاراکوہ کے دہن سے ٹکرا جانا
ساتھ مرد و نکی بھلا عورت سے دوڑا جانا
تشتہ الفت مری گردن سے باندھا جانا
اشک حسرت یار کو دہن سے پونہا جانا

زہر الفت تیا س چلے ہی سے اسکو ملکیا
عاشق خط زلف کی ناگن سے مارا جانا

زلیت میں میں اپنے مرنے عیش غنا تھا
وصل میں فرقت کا ڈر تھا ہر مین غناک تھا
عشق میں جو تھا وہ دیوانہ تھا یا وحشی فرج
لوگ گلشن میں گل صد برگ سمجھو تھے جسے
کا کلیں شاؤ نہ لہراتی تھیں کالون کی طرح
دیکھ کر قاتل کو یہ حالت دلون کی ہوئی
روز و کیہ آتا تھا جا جا کر کسی محبوب کو
و حشیو تھے باؤنگو جالے تھو خوشون کی جگہ
چھوڑ کر مجھ نا تو ان کو پاس غم و نیکے گیا
اسٹے باعث وصل میں کین یار سو گستاخان
یار کو دیتا تھا پیہم بعیتہ اری کی خبر
زلیت میں تھا تاج و تخت اب قبر میں کو بہی
وجہ یہ نہ نظر تھی بینی جانان کی صفت
گنگ رہتے تھے کسی حال سیمہ کی یادیں
اسے شکم کیوں نہ کرتا صبر تیرے ظلم پر
خانہ دل سیکڑن تھو اس کے رہنے کے لیے
عشق میں سوا ہوا عاشق ابھی نہ شوق ہی
کیوں کر دیو لے میں پر لوگ کہتے تھو عجب

کیونچ آخر خاک ہوتا ابتدا سے خاک تھا
چین سو عاشق تراکدن تر افلاک تھا
کوئی عاقل تھا نہ کوئی صاحب دراک تھا
اصل میں وہ گل نہ تھا میلر دل چپک تھا
یار تھا میرا کہ اپنے وقت کا صناک تھا
کوئی سبیل تھا تو کوئی بستہ فتراک تھا
ہجر میں میں سست تھا پزل مرا چالاک تھا
جاوہ جو صحرا میں تھا انگور کی اک تاک تھا
کیون جلایا یار نے کیا میں حسن خاشاک تھا
میں تو تھا محبوب لیکن دل مرا بیباک تھا
ہجر کی شب دوستو نالہ ہمارا ڈاک تھا
تھا جو وہ تیرا چل بھی تو پھر کیا خاک تھا
شعر جو تھا حسن مطلع وہ غزل کی تاک تھا
کچھ دنوں سے سکڑوہ وق نشہ تریاک تھا
دل مرا کیوں تنگ ہوتا کیا تری پوشاک تھا
اک زمانہ میں وہ بت بھی صاحب ملاک تھا
وہ بھیان اسکا گریبان اوسکا دہن چاک تھا
جب ہوا عاشق تو بڑائی کا کسکو پاک تھا

کوئی عورت ڈھونڈ رہی تھی اسکو اگر اسکا تھا
تھا میں تر دہن مگر حشر میں امن پاک تھا
عشق کا بندہ تھا ان جگہ ڈنکے بالکل پاک تھا
میں مہیا سے قصا تھا اور وہ سفاک تھا
بچھپنے ہی سے مرا قاتل غضب چالاک تھا

اے مردوں پاس دنیا بھل کی طالب ہو کیوں
منفعل ہو ہو کے عصیان پر جو رو یا عمر ہر
تہا نہ پائند شریعت ہی نہ پیر و کفر کا
تو تعجب قتل کرتے کرتے کیوں قاتل کا
کیسل میں چلتے تھے ہر سو ابرو سے نیچے

یاس آدم ہو نہ جن و جور و غلمان و ملک
جبے طغیت میں مری عشق شہ لولاک تھا

ہمارے قبر کو تم آگے ٹھکرا گئے تو بہتر تھا
کسی کی جستجو میں ٹھوکرین کہا تے تو بہتر تھا
اکیلے راہ میں محکوم وہ ملجائے تو بہتر تھا
جو دم بہرے کیو اب بھی چلو آگے تو بہتر تھا
کہیں ہم اور اپنی دل کو بھلا گئے تو بہتر تھا
مری پہلو سے یہ حضرت نکلیا تے تو بہتر تھا
ہماری سوز و گلو یہ نہ ٹھکرا گئے تو بہتر تھا
مرزا و دوستو دم بہر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا
تم اپنی حسن پر اتنا نہ اترا تے تو بہتر تھا
کہیں ہم تنگ ہو کر گر نکلیا تے تو بہتر تھا
مری بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا
زمین و آسمان نالوں سے تھرتے تو بہتر تھا
کسی کو یہ سچکرو وہ ہم کو بلوائے تو بہتر تھا
اگر سیرِ دغان راہ کو ہبکا تے تو بہتر تھا
ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا
مری جانب سے گرا عیار بھڑکاتے تو بہتر تھا
تمہاری عاشقوں کے پھول کہیں کھاتے تو بہتر تھا
مری نالے ہی سیرا حال کہہ لے تو بہتر تھا

نشان گوریوں غیر نکو تھلا گئے تو بہتر تھا
جوراء عشق میں گر کر شہ بھلا تے تو بہتر تھا
جو کچھ تھی زمین میرے آؤ تہائی میں کہ
مرا دم حسرت و دیر سے نکلو زمین انگاہی
خطا کی جو دوبار ایا سے ہم نہی محبت کی
ہنایت تنگ ہوں کسی قبائریار کی صورت
تو علی سر مری نے تو پہونکا تن بدن اپنا
نہ لوراہ عدم اللہ ہم ہی چلنے والے ہیں
عیان ہو سکی خوشبو پر وہ گل کو سٹپ چوہے
گریبان چاک کرنا خوب تھا سوئی کی شدت
میرٹیا زرع میں میل نہ کیا جا بھگاتے
خبر یوں بھر میں کرنا تھی اپنے حال کی انکو
نہ جاتے پاس انکو اپنی غیرت کو معنی تھو
پلا کر جو بچو وہ بھی کیا ہم کو کیا حاصل
اگر دو چار آئسو بھر میں نکلیے تو کیا نکلیے
مخرج اونکایہ ہی جو کچھ کرودہ ضد سمجھتے ہیں
جو تم کہتے تو ہو جاتے تشنہ غنچہ خاطر
جو یہ ہوتا تو افشا غیر کیوں اند دل چوہا

<p>سحرشکام سو گین وصل کی شب تین دن کی ہم اندو کو بھی اتنا چہمہا تے تو بہتر تھا</p>	<p>ہم اندو کو بھی اتنا چہمہا تے تو بہتر تھا</p>
<p>امد است پر اگر کو پاس بخش تہی گناہوں کی مرو اعضا بھی آنسو ہو کر بھجائے تو بہتر تھا</p>	<p>امد است پر اگر کو پاس بخش تہی گناہوں کی مرو اعضا بھی آنسو ہو کر بھجائے تو بہتر تھا</p>
<p>عاشق پھر اپنے دل سے بھی کچھ بدگمان رہا بتلا تو یا آج کی شب تو کہاں رہا اللہ کو پسند مرا امتحان رہا ہو چکا کہاں میں بڑھ کر کہاں آسمان رہا منجھ تمام عہد گلے پر روان رہا بھگو خبر نہیں کہ مراد کس کہان رہا آرام سو نہ میں نہ وہ آرام جان رہا اک جات در سے نہ کہی سہان رہا ٹوٹے ہوئے مکان میں یہ بیان رہا بلبل کو بوستان کا سبق بربان رہا ہو چین وہ چرخ پر یہ تیر آسان رہا اوسکا تیار نہ اسی کا نشان رہا بلبل کا آشیان نہ ہمارا مکان رہا کوئی دہان ہو چکیا کوئی یہاں رہا بلبل سے ہم سے باغین غل غفان رہا کوئی حسین یہاں کوئی عہد وہاں رہا منزل پہ ہی ہو سکے نہ یہ کاروان رہا آدہا شہید ہو کے ہر اک نیم جان رہا نامہ وہاں ہو چکیا قاصد یہاں رہا</p>	<p>یہ جا کے تیر سے پاس جو ایجان جان رہا ما صبح ہجر میں جو مراد دل تیان رہا میں عمر بھر جو سورہ و جور بتان رہا جوش جنون میں تیز روی میری دیکھنا دل سے نہ مرتے مرتے گیا ابرو کا عشق اسد رجب جو تھا جب اوٹھا نرم یار سے تہا بھگو خوف وصل میں کچھ اوسکو کچھ خیال سرکشگان عشق کو راحت ہو کیا نصیب ثابت ہر زخم سینہ سے دل کی شکستگی بھولی تمام چھپے کچھ قفس میں پر کیا تیرے خاکسار کی آہیں بلب نہ ہیں ایسا شایا چرخ نے فرما دو قیس کو جاتے ہی فصل گل کے ہو دو دن بیوطن کہنچے جو میں ہجر میں کچھ نالے نرم گرم کیا ہی نہیں جو ہو گئے ہمدرد ایک جا کوٹھا تھا میرا وصل میں ہمپا یہ فلک گر کر زمین پہ بھگئے دریا کی طرح اشک اونے لگائیں نیم نگاہوں سے بر چہان خط لیکے نامہ بر سے مر اشوق اڑ گیا</p>
<p>خود تہا عدوی نرم میں کہتا تھا وہ لکھ بتلا تو یا آج کی شب تو کہاں رہا</p>	<p>خود تہا عدوی نرم میں کہتا تھا وہ لکھ بتلا تو یا آج کی شب تو کہاں رہا</p>
<p>خوش رہو گئے ہمیں ایک نظر دیکھ لیا</p>	<p>بس یہی کام تھا اسے رشک قمر دیکھ لیا</p>

تیرا شکونے بھی کچھ اسکی لگی کم نہ ہوئی
 دیکھے زخموں میں اویس وقت درانی سبلی
 حال ہی میں جلد ہو کر ہی تھے کہ نہ وہی
 ستر گین چشم نہیں بھیج صفا مانی ہے
 بزم میں غیر سے رہتے ہیں مہا طب دے
 خود تر پنے لگے اعباد کو تب چڑھ آئی
 ایک بل بھی نہیں اس شوخی آنکھوں کو قرار
 سامنے آگے ترے تیر لطف کما تا ہوں
 زلف کے کھلتے ہی بل ٹپ گئے کتنے این
 اون سے جا کر نہ کسی نے ہی مرا حال کہا
 دلوں کو چھپا بنا کر یہ کہا قاتل نے
 یار کی بزم میں نالوں سے کہا یہ بیٹھے
 قبر میں رکھتے ہی منہ پھیر لیا یاروں نے
 موہنی آنکھ میں دلبر کی قیامت کی ہے
 آئے ہو یار جو فرقت میں تسلی دیتے
 ہاتھ رکھ کر مرے سینے پہ میر جان تینے
 دسترس ہوئی گیا یار کے سینے پہ مرا

یا اس کچھ اور ہی اب تم ہو تو فیض جلال
 قدر کرنے لگے سب اہل ہشتاد و یکم لیا

کمان سے شیر خد اہو کو پھر کمان سے ملا
 شر کسی کے لبو کا چین زبان سے ملا
 عجیب لطف یہ خاموشی زبان سے ملا
 غلام وصل میں وہ لطف جو بیان سے ملا
 زبان اپنی تو باہل مری زبان سے ملا
 جواب بھی نہ مگر یار کی زبان سے ملا

کوئی جوان جو مجھ زار و ناتوان سے ملا
 شب وصال کے بوسہ کا حظ بیان سے ملا
 ہر کس کی سنتے ہیں پر اپنی کچھ نہیں کہتے
 ہے نوکر عیش بہ از عیش یہ شکل سے ملا
 خیال ہے جو تجھے اپنی نعمت سنجی پر
 ہزار مرتبہ ہم نے سوال وصل کیا

فلک کو پست یہاں کی زمین سے پایا
چلا جو گھر سے میں یوں کہ کوئی جانان کو
جو قتل کرتا ہر مجھ کو تو آنکھہ اوٹھا کر دیکھ
تمام عہد نہ جانا خوشی ہو سکنا نام
ترے خیال نے فرقت میں دل کو ہلایا
ہو چکیا کسی دل تک ہمارا نہ پست
یہ اتحاد تھا کیسا ہمیں نہیں معلوم
ہمیشہ اپنا رخ زرد دیکھ کر ہنسنا
اوٹھا اوٹھا کے ستم دلوں بڑا دل کا
جب اونکے چہرے کو دیکھا شہرہ مار تیر
عدم کی آہ لی اس سر پہ پھر کے عاشق نے
ہمیں نشان دیے اسنے مثل قبلہ بنا
دل اپنا دیکھ کے پاس اونکے یہ کہا میں
کلے سے کوئی تو لپٹا وہ خود کہ تیغ ستم
ہمارے دلیں جو جذب عشق آیا ہے
پڑا جو تیر کسی کا شکاف تھا پہلو
جگے وہ دیکھ رہی تھے کہ آہ کی ہنسنے
جب دوسرے گئے صد خون سے ہم تو وہ آیا
نجیل کتا ہر کون اسکو رنج جبہ سہی
اوٹھا جو در و درے دلیں ہو گیا میں خم
جو بقیہ رمی و شوخی ہے یار کی ہمیشہ
کھلون کے عشق میں ایسا جو میں کا ہنید
کمال عشق میں کیا کیا نہ کچھ ہوئی تعظیم

تپا مکان کا تیرے اسی نشان سے ملا
یہاں سو ساتھ تھا کوئی کوئی وہاں سڑا
شکار کھیل مگر تیر تو کمان سے ملا
کبھی ملا ہی تو اک بیخ آسمان سے ملا
ہوا کچھ آہ سے حاصل نہ کچھ فغان سے ملا
نہ تھا بلند مگر جا کے لامکان سے ملا
دل اپنا بڑھ کے تیر میر جافستان سے ملا
یہ ایک رنگ ہیں کشت زعفران سے ملا
ہمیں کچھ اور فرا او سکے تھان سے ملا
سوائے خار نہ کچھ سیر بوستان سے ملا
یہ جھٹکے یاو سیر یاران زمینگان سے ملا
تپا کسی کی گلی کا دل تپان سے ملا
کیا تھا کم جسے ہمیں تھیں کہاں سے ملا
نرا وصال کا قاتل کے امتحان سے ملا
کیا ہر جو او دہر دوس نہ نہان سول آ
میں کج کھو لکے دل اپنی سیماں سے ملا
ہماری تیر کو دیکھو عجیب کمان سے ملا
ملا ہی یار تو کیا آ کے نیجاں سے ملا
کبھی ملا ہی ہمیں کچھ تو آسمان سے ملا
کمال جھک کے میں کج اپنی سیماں سے ملا
تو اہر فلک سا و سیر سے دل تپان سے ملا
صبا فرڈ ہونڈا تو بیل کے آشیان سے ملا
کہ اوٹھ کے در و جگر تیر نا تو ان سے ملا

کچھ ہمیں فیض ہو مونس کا کچھ نہ فیض طلال
وگر نہ یاس کمال آیکو کہاں سے ملا

رونے سے بخار اسکا نکلیجائے تو اچھا
میرے دل داعی سے یہ ہوتا ہو مقابل
کیون ملکیا اوس شہز کی انگلیا کا سالا
کیا طفل سرشک مکہ مین ہر آنکھ سے گر کر
وہ غیر کے پہلو مین ہون مین ہجر مین ہون
مین ہوسہ طلب کرتا ہوں پہر چاہی دنیا
کیا نخل ہر عاشق کو ہنوا وصل میر
روٹی ہوئی عاشق کو مناتے جو مین تم
سنگاتے ہین رہہ کہ مری دلو وہ ناحق
بولے شب عہد جو پڑی چاندنی اوپر
بوسہ لیا ابرو کا تو حاضر ہے گلا بھی
مین آہ کروں تیغ نگہ کا وہ ادھر وار
جا دو کی طرح ہو مری آہو نکا ہر اک تیر
کچھ ایسے اشاری ہون کہ دیکھ لیاں شہز

یونہی دل بہار بھلجائے تو اچھا
بھگہ کسی محفل سے کنول جائے تو اچھا
ہاں اسکے عوض دل مرا بھلجائے تو اچھا
اوس شہز کو دامن مین بھلجائے تو اچھا
اس سے جو میریاں نکلیجائے تو اچھا
اچھا جو ترے منہ سے نکلیجائے تو اچھا
سار اتر اچون یونہی بھلجائے تو اچھا
لینے کو اوس سے بیک اجل جائے تو اچھا
اکو کاش یہ اکدن کہیں بھلجائے تو اچھا
میلی ہو یہ پوشاک بد بھلجائے تو اچھا
بل آپ کی تیوری کا نکلیجائے تو اچھا
اکدن یونہی کہیں جو بھلجائے تو اچھا
رہجائے تو برعکس ہو بھلجائے تو اچھا
حسرت یونہی کچھ دلی نکلیجائے تو اچھا

بس یاس نہ کر ضبط دلہا آہ کی تاثیر
کچھ رنگ زمانے کا بد بھلجائے تو اچھا

رر اہین ہی پتا اے سیاب دیتا جا
پکارتا ہو تجھے دل جواب دیتا جا
جنون تو دیکھیے کہتا ہوں یو بیٹ شون
چلا ہو منہ کو چپا کر جو چہرے سے مرے
اسی سے جانیئے زندہ تری فراق مین لوگ
چلا ہے پاس سے اوٹھ کر تو بقیرار سی
دل ایک دیکھ کئی بوسے مین جو لیک چلا
یہ مجھے کہتا ہے گردون نمود کو کچھ کر
پہری ہو مجھے نگہ یار کی تو مدت سے

یہ کر یہ کیکے لیے ہو جواب دیتا جا
اسی کو ساتھ لے یا صبر و تاب دیتا جا
ہمین سے نام کو کا قاصد جواب دیتا جا
تو کوئی گالی ہی او بے حجاب دیتا جا
نہ لیتا جا دل پر اضطراب دیتا جا
تو اپنے منہ سے مجھ کو خطاب دیتا جا
تو سسک کر کے وہ بولے حساب دیتا جا
نشان اپنا مستقال سیاب دیتا جا
فلک زمانے کو کچھ انقلاب دیتا جا

ترجی بھڑنے سے نرمرہ ہو گیا مارا دل
ہر ایک اشک سے کتنا ہوں یاد نہیں یہی
پلایا خون جگر کے بدلہ جو اسے غم
گلے لگا کر چلا ہے جو چھوڑ کر بیتاب
بہک سکے کتنا ہوں زاہد ہی خوش مستی میں
پکار تو ہوں مجھ شوق قتل میں عاشق
نری فراق میں شاید اسی سوچی پہلے
جو ہمسری کا ہے مجھ کو خیال اس حاسد

زرا تسلی سے اس شباب دیتا جا
کنہا ہر دلسے تو بوی گلاب دیتا جا
گزن کو طار دل کی کباب دیتا جا
یہی خوشی ہو تو اور اضطراب دیتا جا
کہاں چلا مرے ساتی شراب دیتا جا
زبان تیغ سے قاتل جواب دیتا جا
پے تسلی دل اضطراب دیتا جا
تو کچھ سخن کا بھی میری جواب دیتا جا

حدین یا اس لکیر میں نے کہا مجھے
ہمیں جواب تو اسے ناصواب دیتا جا

نالے اثر جذب نہ دھلائیے پھر کیا
اوس مرتبہ کی طرح نہ اب آئیے پھر کیا
غم و ملین ہمارے نہ ہے گا تو تم ہو
اکبار تو سنکر مرا حوال نہ بولے
تیر سوج رنگین تو شرمندہ ہو کر کج
اوس باروان زاہدوں کے شام ہی کو
پہلے جو نہ وہ تیر تھے وہ تھامس کا تقاضا
ہم جان کو عاشق ہو کر کیوں کی ہیں ناہج
ولین تو کسی کے کہی تھی تھیں تاثیر
بیاک ہیں دل لین میں جو حد سے زیادہ
دل کو تو برسوں سے ڈھونڈ رہی ہیں
ہیں ابر ہی عالم میں چہرین مست و معشوق
جب اوٹیکے وہیں ہر دے کے ماسد رہو گا

منہ چہرہ کی مر کو دے اور جائیے پھر کیا
وہ خبر میں انہو مجھے تڑپائیے پھر کیا
اپنی تو غذا ہو یہی ہم کہا آئیے پھر کیا
ابھی جو کہو گنا تو وہ فرما آئیے پھر کیا
گل وقت سحر با عین اثر آئیے پھر کیا
ہو وصل کی شب آج یہ چلا آئیے پھر کیا
دل لیکے وہ عاشق سو کر جائیے پھر کیا
سمجھا ہو جو خود یہ او کو سمجھا آئیے پھر کیا
افلاک مری آہ سے تھرا آئیے پھر کیا
عشاق سو وہ وصل میں شرم آئیے پھر کیا
گر معشوق ہی جاتے رہے تو با آئیے پھر کیا
بہجو جو ہو کر آب میں وہ آئیے پھر کیا
وہ نرم سرائی سمجھے او ٹھو آئیے پھر کیا

نیا فصل بہاری میں جنوں ہو گا نہیں پھر
یا اس اپنی فہم میں وہ دور آئیے پھر کیا

بٹھا ہے ثواب عاشق مضطر نہ اٹھیکا
 جیتک کہ نہ تو وصل کا اقرار کر گیا
 تو غیر سے ہمہ تن دین آنکھوں کیوں
 مرجاؤں نہ دیکر کہیں الفت میں توفیقی
 فرقت کا اوٹھا لوں گا تری کو ہر انبار
 راحت سے بٹھا دو کر جو یا مال کو اپنے
 ٹکڑاؤں کا سر میں درو دیوار سے اپنا
 جیتک نہ جواب اسکو مرے خط کا وہ
 در سے تری ٹہرے زار کا اوٹھنا تو بھلا کیا
 اپنی اثر ضعف سے ہو عندہ محکو
 جنگار سی جاگل کی جگائیکے نہ گروہ
 بیٹھے گا تری نرم میں ای شوخ جو اگر
 عاشق ہوں کہ نہ بنا عاشق کیسو
 دیوار توڑے اوٹھتی ہیں جس طرح کہ گھر سے
 اونے جو مجھے قتل کیا غم سے چھڑایا
 بیٹھے ہو کر آواز سے کرتا ہوں جو مالے

اسکا د محبوب سے بستر نہ اٹھیکا
 قدموں سے تری یار مرا ستر نہ اٹھیکا
 بیجا ہی یہ نازا سے مرے دل نہ اٹھیکا
 بہاری کی بہت مجھے یہ پھر نہ اٹھیکا
 پر بات کا اغیار کی لنگر نہ اٹھیکا
 پھر جاں نمان فتنہ محشر نہ اٹھیکا
 زانو سے ترے خیمہ کا گر ستر نہ اٹھیکا
 بھیا ہی جو بیٹھے وہ کیو تر نہ اٹھیکا
 سایہ بھی تری کوچے سے گر کر نہ اٹھیکا
 اونے بھی مری قتل نہ پھر نہ اٹھیکا
 سو گیا یوں نہیں فتنہ محشر نہ اٹھیکا
 پردہ لکی طرح عاشق مضطر نہ اٹھیکا
 مجہ زار سے ای یار یہ کنگر نہ اٹھیکا
 اس طرح کہی فتنہ محشر نہ اٹھیکا
 احسان سے قاتل کہ مرا ستر نہ اٹھیکا
 دم کہتے ہیں ہمسے تو تر اگر نہ اٹھیکا

اجاب و غزلیہ کے مجھے چوڑے یہاں
 یا نس ابو مرا تیرے بستر نہ اٹھیکا

ساتھ ہی میرے جنون دست گربان نکلا
 جا کے دیکھا تو وہ اک طفل دستان نکلا
 شوق ہی دکا مری سلسلہ جہان نکلا
 کہ فلک پر ہمہ نوسر گربان نکلا
 دلمین نہان ہوا دلیسا کہ نہ اتر مان نکلا
 ہوں وہ میخوار کہ ترا سیہ بھی دامان نکلا
 نکلا جو مست ادھر ہی وہ غزل خوان نکلا

یا دگیسو میں جو بکریہ پریشان نکلا
 ہم یہ سنتے تھے کہ ہر عشق میں جنون اوستا
 کون تھا جو مجھے کوچے میں ترے لیجاتا
 دیکر مگر خم ترے ابرو کا یہ شرمندہ ہوا
 دیکھنا پر وہ نشینوں کی محبت کا اثر
 نار و دوزخ نے جلایا مجھے گولا کھ برس
 کیا اثر کہتی ہے ساتی تیری کوچے کی ہوا

دنگ ہو ہو گم کرجب لاشہ عریان نکلا
 گرجا ہیٹھے سر دامن تو گریبان نکلا
 قبر سے ساتھ لیجسرت وارمان نکلا
 چاند بکر مرے عاشق کا گریبان نکلا
 نکلا جو تیر وہ انگشت بدندان نکلا
 دل پکارا کہ کنوین سی مہ کیفان نکلا
 منہ سے نکلا جو دیوان ہی کویشان نکلا
 قطرہ سمجھا تھا میں آنسو کو وہ طوفان نکلا
 دم نہیں سنبھلے نکلا مرارمان نکلا

تیر کو بھی محکفن و زون مجھے جوشی کی
 دیکھنا دست جنون کی کوئی چالاک کی
 حشر میں تیری اعمال بھی میرے گویا
 مہ نو دیکھ کے کہتا ہوں وہ رشک خورشید
 آج کیا حال ہمارے دل محروم کا ہر
 خال اوس گل کی زرخندان پہ جو دیکھا میں
 یا دگیسو میں جو بھینچی کوئی آہ سوزان
 جوش کہار جو بڑا دنگو مرے لے ڈوبا
 چڑھ کے جہانی پہ کیا فوج جو قاتل نے مجھ کو

لوگ چلا گئے کہ کھلتی ہے کتاب الفت
 یاس جب بزم سخن میں مراد یوان نکلا

رویت بار تازی

یہاں کو یاس جاؤ نہ تلوار کے قریب
 سنبھل او گا ہو زنگن ہمارے قریب
 بے صبح کا ظہور شب تار کے قریب
 بلبیل کو موت آگئی گلزار کے قریب
 تربت تیرے جو یار کی دیوار کے قریب
 خود رکھ دیا تھا سر تری تلوار کے قریب
 بلبیل نہ آئے ابھی گلزار کے قریب
 کیا نہ ابر شمع گہر بار کے قریب
 یوسف گیا جو مصر کی بازار کے قریب
 پانی ہو چکا سیر کسار کے قریب
 آئی نہ برق آہ شہر بار کے قریب
 خود گل سے کان رکھ دیا شکار کے قریب

لاؤ نہ دلو ابر و خمدار کے قریب
 گیسو نہیں یہ دیدہ دلدار کے قریب
 عارض نہیں یہ گیسو دلدار کے قریب
 ہم مر گئے پہونچ کے دربار کے قریب
 تب جانیں ہم کہ سخت ہمارے رہا ہوئے
 تیرا ہی ہاتھ مر گئی میں نے تو شوق میں
 سیاد گہات میں تو تو گھجین ہو تاک میں
 بر سائے میں اشک تو شہر ماکہ میں گیا
 شہر شخص نقد جان سے خریدار ہو گیا
 طوفان اوٹھا بساب نہ بریں یک چشم تر
 بجلی گرے خود او سپہ تو کیا دور ہے کہو
 کیا شوق ہو کہ سننے کو بلبیل کی داستان

و دو چار بھول بھینکے منقار کے قریب
نالہ پہنچ کے رہ گیا منقار کے قریب
جائیں نہ آپ نرگس بیمار کے قریب
بیمار کو نہ لائیے بیمار کے قریب
سب کا ہجوم ہے ترے بیمار کے قریب
صبا و جانہ مرغِ گرفتار کے قریب
خنجر پہنچا ہوا ہے دل نزار کے قریب

صبا و بلبل کی ہے بلبل کو آرزو
بلبل قفس میں اسی ہوئی ناتوان کالج
ایسا نہو کہ چشمِ سیہ کو نظر سے لگے
رکھو نہ اپنی آنکھ پہ نرگس کے بھول کو
اندوہ و درد و حسرت و حیرانِ بچ و پاک
لازم ہوا حیرانِ اسیروں کی آہ سے
ابرو کو عشق میں مرا سوجنا محال ہے

اگر یا جس اب ہمارے جو بن ہے یار کا
پوسو نگو منہ رکھو گلِ زہار کے قریب

اپنی عاشق کو نہ دیا نہ بناؤ صاحب
تھو نہیں تو نہ بلبل کو اور اور صاحب
اپنی پہلو میں نہ غیروں کو بٹھاؤ صاحب
چہرہ گل کا زرا رنگ اور اور صاحب
مثل پروانہ نہ ان سب کو جلاؤ صاحب
مست آنکھیں دیکھ گشتیں دیکھاؤ صاحب
تم جو اپنا رخ پر نور دکھاؤ صاحب
ترجی تلواریں عاشق کو لگاؤ صاحب
خونِ عشاق کی مندی جو لگاؤ صاحب
مر گیا ہوں مجھے ٹھوکر سے جلاؤ صاحب
آنہ ماہِ منور کو دکھاؤ صاحب
میری سر کی قسم آؤ ادھر آؤ صاحب
ہو اگر کسیو شگمین کی شکھاؤ صاحب

میری سر پر نہ بلاؤ لطف کی لاؤ صاحب
وہ بھی عاشق ہے جو نالان اور یاؤ صاحب
دیکھو بدنام ہو جاؤ یہ دیکھ کا ہر مجھے
باغین جا کے دکھا کر رخِ رنگین اپنا
شمع و تم ہو تو عشاق کے ولسوز رہو
شوخی چشم پہ ہے ناز بہت نرگس کو
چشمِ خورشید جبیک جاؤ ابھی گردوں پر
قتل کرتے ہو تو پھر کیوں ہو شگین اور پر
وہ چمک رنگ کہ ہو پیچہِ مرجان بھی محل
خلق میں مکھوئی عوی ہے سیجانی کا
نقص جو رخ میں ہے اسکا اور معلوم نہیں
جو کہ ہو جاتا ہوا خیر لب جانے دو
خود و غیر ابھی گر جائیں نظر سے سب

خفلی اپنے مرجان رہی گئی کب تک
پاسِ بیتیاب ہو پاسِ اپنے بلاؤ صاحب

یہنچ اوسفاک ابرو کی زرا شمشیر اب

ہو چکے تیرنگہ سو سیکر وں پخیر اب

ضعف ہوا و رشک لیلی یا و نکی زنجیر اب
 حسن ہر جانی ہوا کم ہو گئی تو قیراب
 دیکھ پیا رو نور و روشن جو تہا را ز نقاب
 سیل اشک ہجر جانان نے تو سکودا دیا
 ہر جگہ کہنچین شہین عاشق معشوق کی
 بات بھی اہل سخن کی پوچھتا کوئی نہیں
 یہاں تو جو پیش خون ہم سیر گل دیکھینکے کیا
 فصل گل آئی یہ جو صحرانوردی کی بہار
 تہا جنون پہلے مجھے اب زلف کا سودا ہوا
 مر گیا آتش گمان زلف سے کوئی ضرور
 وصل نہ کیا تھا ہوا ہر صحنہم انجہام کار
 کیا عجب ٹھہر نہ مضمون کوئی بندش میں اگر
 آہ نکلی منہ سے بیان آئے دل بکڑی ہو گئی
 جوش ہو سودی کا سر بار گران ہو دوش پر
 کاٹ سوا بروی قاتل کی بچگی خاک جان
 ام حسین سن نکی تیری گشتگو خاموش ہیں
 جان بلب ہوں ہجر جانان میں یہ عرصہ کیا گزرا
 واقعی مجرم ہوا بے حکم دوسرے لے لیا
 وہاں کچھ اور وہاں مرگان تھی دلو دار پار

ملگنی تصویر میں نون سمری تصویر اب
 جا بجا کہنچنے لگی احوال تیری تصویر اب
 گر گئی سب کی نظر سو ماہ کی تصویر اب
 خانہ دلی کہو کیونکر کروں تعمیر اب
 ہو گیا خامہ ہمارا خامہ تصویر اب
 اسلئے خاموش ہیں ہم صورت تصویر اب
 طوق گردن میں پڑ گیا پاؤں میں زنجیر اب
 توڑا دی دست جنون پہر حلقہ زنجیر اب
 ہو گیا تار یک کیسا خانہ زنجیر اب
 ہر بیازندان میں شور نالہ زنجیر اب
 دوستو ظاہر ہوئی اوسخ اکی تعمیر اب
 حال ہوتا ہو دل بیتاب کا تحریر اب
 کی ہو میرے نالہ شکر نے تاثیر اب
 جلد کر قاتل ہمارے قتل کی تدبیر اب
 اگنی میری جگہ تک کہنچا کیہ شمشیر اب
 بند ہیں سارے فصیح و کتب تقریر اب
 احوال ملند آئے میں نگر تاجیر اب
 بخشند و تم اپنی صدقین مری تقصیر اب
 یاس توڑ پگیا جگر تھی اس کما نکاتیر اب

ہند میں گھبرا رہا ہے یاس کا دل اندون
 کر بلا باؤ ایسے یا حضرت شہیر اب

پیرا ہن جنون ہوا تار تار کب
 اتر جانچان رہا نہ ترا انتطار کب
 اکی یاس میرا دل نہوا بقیرار کب
 کب آئی اور گزر گئی فصل بہار کب

سودا ہوا جس سودہ آئی بہار کب
 ہم تیری یاد میں ہوئے بتقیرار کب
 فرقت میں یار کی نہ رہا اضطار کب
 مڑ جابے پہول املتو تھی ثابت نہ یہ ہوا

کس روز اونکے چال پہ عاشق نہ پس گیا اوچھن سی بکھو رہتی ہے سوداؤ زلفین وہ شکل ہی جسے مکرر ہاکیا ہے کس روز اونکی یاد میں ترپا کیا نہ میں سڑپا پاسو پر بھرنے سیاب کی طرح ہر معرکے میں فل مرثابت قدم رہا ہو جائینگے فرشتہ ہی عاجز حساب میں عاشق تو پہنچو ہوا دیوانہ ہو گیا	لائی نہ حشر جان پہ زفتار یار کب جائیں گی یہ بلامرے پروردگار کب آیا ہمارے شیشہ دلمین غبار کب آنکھیں نہ دار ہیں مری کی انتظار کب شہر افراق میں یہ دل بقرار کب یہاں کی فرار کر گئی فوج قرار کب میرے گنہ کا ہو گا کسی سے شمار کب دل پر ہا کسی کا بھلا اختیار کب
--	--

کیا ڈر ہیں غلام ہیں ہم تو ترائے کے
اے یاس ہمیں قبر میں ہو گا فشار کب

مجھے رقیب و محب ہیں ہر بار بے سبب قاتل کی میری مشق ستم ہے بڑی ہوئی آئینہ نگاہ تہ سے محفل میں اوسکی قتل ہیٹے تو آنکھ بھر کے ہی دیکھا نہیں اسے عاشق نہیں میں یار کی چشم سیاہ کا سب ہریدہ رحمت دندان یار کی میں بنبرہ چمن نہیں برگ خانہ میں اب بات کیا ہو کہ بھی مرے آپ آجکے عاشق ہوں زحکا زلف کا سودا نہیں مجھو آیا نہیں خیال ہی شرکان یار کا	ہو گی تمہارے بزم میں مکرار بے سبب ہر روز قتل ہوتے ہیں دو چار بے سبب دو چار با سبب ہو کر دو چار بے سبب مجھے کہنا ہوا برو خدا رہے سبب کیون ذل ہوا عشق میں بیمار بے سبب کب ہو ہماری طبع گہر بار بے سبب پامال کرتی ہے تری زفتار بے سبب اے یار اب ہو وصل سے انکار بے سبب جاؤں غلب ہو کیون سے تمار بے سبب دلمین مری کہنے لگے خار بے سبب
--	--

اے یاس اسکی یار کو پروا نہیں زرا
شور فغان و آہ ہے ہر بار بے سبب

گر کبھی چکھ لے فرا چوئی نہ پیر دم ہر شراب خون و تابون تری فرقتیں میں پیکر شراب مر گیا میں بحر میں پتی ہی اک ساغر شراب	جام ہر ہر کو پیچے و غلط سر ہر شراب کرتی ہو کار و دم خمر مری دل پر شراب بنگلی میرے لب آب دم خمر شراب
---	---

یہ وصیت ہے جو موت آؤ مجھے امیکشو
 گھر کیا ہوا ہے ہم مستو کو قلب ضامین
 فصل گل ہو نشیہ و ساغر یہ کیا ہے پ
 چال آفت ہو قیامت ہو کسی بہت کی
 میکشون کو دخت زر کی تاک منتی ہو مدام
 آج بکھو منع کرتا ہے گلہ اسے میکشو
 رنگ ہو جاتا ہو دونا جو پیتا ہے وہ گل
 دور میں ہفت آسمان کو یہ ملا سا مانع
 یا چشم مست مجھ کو خون دلاتی ہے مدام
 ہر ساقی میں جو ہو پیتا ہوں جاتی ہے زہر
 لگ بوتل کا کوئی دم میں اوڑھو گا میکشو
 چشم میگون کے تصور میں ہو کانا لگا
 ساقیا کیا پوچھتا ہے ہم وہیں کے مست ہیں

بدلو پانی کے چہرنا میری مت پر شراب
 دیکھنا نشیہ میں او تری ہو پری بیکر شراب
 دل نہ کیوں مائل ہوں نرودون ہو چرخ
 دیکھنا بریا نہ کردی فتنہ محشر شراب
 چوٹی ہو دیکھتے مستو نسو اب کیونکر شراب
 اکدن واعظ ہو گا خود سر سبز شراب
 سرخ کردیتی ہو خیرہ یار کا احمر شراب
 آبرو طرب یا رستانی فصل گل سنا شراب
 فرقت ساقی میں غم کھاتا ہوں پیکر شراب
 رنگ چہر کا مر کر دیتی ہو انصر شراب
 دیکھنا اسکو لگا یا چاہتی ہے پر شراب
 سچ ہے یہ میخوار کو کر دیتی ہو لاع شراب
 جس جگہ جاتے ہی سرکہ نکلتی اکثر شراب

اے مولا کوں گا شرمین امی یا سس
 دیکھئے چو کہی مجھے یا ساقی کو شراب

عشق میں بٹھا لگا اکدن نشان عندلیب
 خیر سے گزرے اگر فصل بہار اب کے برس
 بے ثباتی چمن کا ہے یہ شبنم کو الم
 نالے کرتی ہو جو یہ صیا و خوش ہوتا ہے کیا
 گریو ہیں گل توڑنے پر دلی دیشنام روز
 رنج عاشق باعث خوشنودی مستوق ہو
 رات بہرین گل کیلے جھینے وہ توڑ دیکھو
 سکے فصل گل کا غل آئے ہن مرغان چمن

آتش گل ہو نک دیگی آشیان عندلیب
 چماؤں پہلو لونسے چمن آشیان عندلیب
 رات بہر دیتی ہو سن سنکڑ فغان عندلیب
 رنگ نمونکا دکھاتی ہو فغان عندلیب
 کھینچ لیکھا باغبان اکدن زبان عندلیب
 گل کھل جاتے ہن سن سنکڑ فغان عندلیب
 باغبان نے لکے لولا کاروان عندلیب
 تہنیت کو جمع ہن سب نستان عندلیب

لطف اہل دل کو اوٹھے گا کلام یاس
 جو کہ عاشق ہیں وہی ہیں قدر دان عندلیب

رویف بار فارسی

میر ویرانی میں پیدا ہو بہا آئی ہے آپ
 بے سبب روتی نہیں سماع فرار آپ
 سنج کیوں گئی گمراہوں گل کے غدار آپ
 طائر دل ہو جاتے ہیں شکار آپ
 دل نازک میں کشمکش لگے خار آپ
 دل اوٹھائی مرقہ بوس و کنار آپ
 کہ چلا ہوں طرف کو چہ یار آپ
 صاف شوق ہوگا مرا شک فرار آپ
 نہیں اٹھتی مری سینے سے شرار آپ
 آگیا جو دل نالان کو قرار آپ
 روئی گل سے جو اڑا رنگ بہار آپ
 جل اٹھا جسم مرا مثل چار آپ
 بھگیا ہر جو چراغ دل زار آپ
 دوڑتا پھرتا ہر محزون کا غبار آپ

کیا شکستہ ہوں جو جاوہ یار آپ
 میری سب سے یاد آتی ہے یا تنہائی
 خواب میں بھی ہو آیا نہیں بوس کا خیال
 تیرے گانے دکھاؤ نہ کہاں ابرو کی
 جب خیال آیا کہی یار کی شرکان کا مجھے
 یار کا وصل تصور میں اگر ممکن ہو +
 نہیں معلوم یہ کس بات کا سودا ہو مجھے
 بعد مرے کہی جاگنا سووے کا اثر
 یا جگر جلتا ہے یا آگ لگی ہے دل میں
 یار کو دیکھ لیا اسنے تصور میں ضرور +
 باغین کو سنا گل سیر کو آ نکلا ہے
 دیکھ چلنے نے مری کی یہ پورش پیدا
 کیا یہ امر نہیں ہو آئی بلا کیا اسیر ہو
 خاک ہوئے یہ بھی چوٹی نہ بیان کر دی

و مجھنا یا نس علی آئے کھد میں شاید
 یک بیک ہو گیا روشن جو فرار آپ

رویف تار فوقانی

مشک کا غنہ پھر کتا ہر قلم آجکی رات
 کل کے آنکلی بھی لوٹنا میں قسم آجکی رات
 فرقت یار میں کرتی ہر قسم آجکی رات
 کچھ پوچھو جو اٹھاؤ میں قسم آجکی رات
 باغ ہر رشک گلشن ارم آج کی رات
 صبح تک یار کو لپیٹے رہیں ہم آجکی رات

کہہ رہا ہوں صفت زلف صنم آجکی رات
 آج تو اسے کہی روز کو بعد آپ یہاں
 رلف کا ہو جو خیال اور یہی ہو دہر مجھے
 کیا ہی تر باہوں جدائی میں ہماری صفا
 شبہ متاب جو وہ جو رلف آیا ہے
 کیا اٹھاؤ میں فریاد صدم کے دلنے

و سیاں آ یا مجھو ابرو پر خم کا ترے
 ہو کر یا جو تری نیند بھری آنکھوں کا
 وقت یا میں جو دہیں بیاں مرے
 باغ و دلدارو تمہ و مطرب و ساقی و شراب
 زلف کے ذکر میں یہاں یا کمر کا اوکلی
 یار کے آتے ہی ظاہر ہوئے آثارِ سحر

ہوئی حق میں مریخ و دو دم آکلی رات
 گل نرس بھی ہوا شرم تو ہم آکلی رات
 غم و ہم درد و لقبِ بیخ و الم آکلی رات
 ششہت میں ہو یہ سامان ہم آکلی رات
 لیجی ہو سو ملک عدم آکلی رات
 ہو گئی برق کی خشک سوسہی کم آکلی رات

دیکھ لیا کہ کھنک نہ آؤ ٹھنکے آج یا اس
 یار کے پاس اگر سو ٹھنکے تم آج کی رات

ہو ہی سرت کہ دیکھوں ہر ہنسنے ہو دوست
 شام آفت زلف پہ چہ چہ قیامت تو دوست
 دیکھو کاشوق اسکو اسکو شوق کو دوست
 خواہیں اکثر کیا کرتا ہوں میں سیر ارم
 ہو عناصر میں تو کوار کا پانی شکر یک
 اوکی زلفو کی درازی کو کھلا سارایہ حال
 وصل کی شب یار کی گردن میں بہن مری
 ست ہونا چاہیو ایسا شرابِ عشق سے
 بلبلو نسو یار کی آواز سن لیتے ہیں ہم
 یار کی خیم فونگر سے یہ دل مارا پڑا
 دیکھتا رہتا ہوں دس لیلی او اکامین مزاج
 شرم سے ہو جاؤ کا سیدہ میر نوحی سرج پر
 نرم میں آؤنگی نہ آتا اگر قریب رو سیاہ
 یہ بھی رنگیں برین اوترا ہوا ہے یار کا
 پردہ نہ خود دلا دیا یار کا خواہان نہ ہو
 کیا کدورت تھی چلاؤں رک کر گردن پر مری
 خط نہیں ہو کتابی پر یہ ہے قرآن حسن

شام سے پیش نظر ہوں ات بکریو کو دوست
 مطلع خوشید شمشیر مطلع ابرو کو دوست
 دید و دول میری جگہ بچیل ہیں سو دوست
 دکلور تہا ہو مری دم خیال کو دوست
 دل مرا کیونکہ ہونا آشتی ابرو کو دوست
 پیچھین لاتی ہیں بڑھ بڑھ کر بکریو کو دوست
 تکیہ سر ہوا ہی تاج بازو کو دوست
 آنکھ ڈالی جانب و حسن نہ دیکھو سو دوست
 یا تمہیں ہر گل سے آجانی ہو بکریو کو دوست
 تیغ کے مانند پھر چلیا جاؤ تو دوست
 اور دیوانہ نہیں ہونہیں عاشق دیکھو کو دوست
 منفصل ہو تیغ گرد دیکھو خیم ابرو کو دوست
 چوڑتا خالی نہ دم ہرین کہ بکریو کو دوست
 بار آئی قاتل کی ہو بکریو کو دوست
 صورت ہوئی غش آگیا جو دیکھا سو دوست
 خنجر بران میں ہی پانی سر سر کو دوست
 تیل بسم اللہ یہ مطلع ابرو کو دوست

کیا بلا آئی شبِ فرقت کی میری جان پر
ہر گز ہی نہیں خیال یارِ رہتتا ہے سخن
وصل کی شبِ یارِ صبح تک لپٹا رہا
کچھ نہیں کہتا کہ یہ کیسی کشش ہے اور خدا
جستہ تیرا دوست ہے او سکی تہ و بالا ہر دل
تحسین کا آنا تھا کہ جاگ بخت خوابیدہ مگر
دیکھ کہ چشمِ سنو نگہ مجھ کو سخت ہو گئی
پاؤں تک پہنچی ہر جگہ یار کی لطفِ دراز
جانبِ دشتِ نین ہم پہلو سامنے کو نہیں

یا تس بسو تسو کی ہر کر بلا کی دہن مجھے
ایک مدت سے ہے اس سر میں ہوا کو کو دوست

فیق راز نگ مرا مثلِ سحر ساری رات
تار کو گستاخ نہیں اور شکستِ سحر ساری رات
آج حلقِ پروہ رشکِ قمر ساری رات
میرے دل کو یہ رانوں و خطِ سحر ساری رات
نہو کو شکستِ مری دیدہ تر ساری رات
کیا ساؤں ہوئی کس طرحِ سحر ساری رات
تھک کر بیٹھا تو پہرِ خود مرا سحر ساری رات
آمد آمد کی سنی سمنے خبر ساری رات
باغ میں کون لٹاتا ہے یہ زر ساری رات
کروٹین لی میں ادھر اور ادھر سحر ساری رات
گو میں باندہ کیا مضمونِ سحر ساری رات
نہیں معلوم گئی اگر کہ ہر ساری رات
ظلمت گور دکھاؤ مجھے گھر سازی رات
شام کی بیٹھ کے لکھوں میں گھر سازی رات

یاس آیا جو وہ رشکِ قمر ساری رات
جاگ کر ہوتی ہے فرقت میں سحر ساری رات
جشن میں عیش میں آج کی سحر ساری رات
بول ادا ہے نہ کوئی سرِ سحر و صحت میں
چما گئی غم کی گستاخ تو بوسا کیسے تھک
کہی ویسا کہی تڑپا میں تری فرقت میں
کو کب نہ لطفِ کسو دو میں ہا سار سے دن
ہو گئی صبح اور آئی نہ سواری اونکی
گل نظر آتے ہیں ہر صبح مجھے مالا مال
ہجر کی رات کو آئی نہ مجھے نینداک دم
دل کہو جس سے وہ مضمون نہ کوئی ہاتھ آیا
وہی حسرت ہوئی اک نہیں آخر شب وصل
جلوہ گر ہو نہ کسی شب جو مرا شکستِ قمر
صبح تک ختم نہ قصہ کیسو کے دراز

اج ہے وصل کی شب رچا سارے دن
تم کسان تھو کہ میں ترپا کیا بسمل کی طرح
یا دانی کسی مہر کو جو کو تھم کی مجھے
لشش حیرت تھا مجھ کو ہینہ ہلا کیا آتی

رہو خاموش پراپر مرغ سحر ساری رات
کسی پہلو نہ تھا درو جگر ساری رات
درو دیوار سے بٹکا کیا سر ساری رات
تیری تصویر رہی پیش نظر ساری رات

جلوہ حسن خدا و صنم سے شب وصل
برج مہتاب رہا یاس کا گھر ساری رات

نکلے تھے ولین جو ارمان خدا کی قدرت
ہو عجیب کہ جو ممنون وفا داری ہے
ہر جگہ شعرو میں کھینچی ہے تون کی تصویر
ضعف سے ہاتھ نہ اٹھاتا ہمارا سودین

ہر جگہ نور کا جلوہ نظر آئی اس سے
میری نسبت میں نہ سنتی نہیں بگوئی
الفت چشم سرم کی دل وحشی نے مری
سخت جانی سو نہ تھی حیرت میں مری

بے اجازت تری یاس اور تو آئین جان میں
دیکھا کہ بام پہنم عشق ہوئی سوسنی کی طرح
نہ جان سے مقابل جو ہو آئینہ

ہو گیا وصل کا سامان خدا کی قدرت
ماننے وہ بت مرا احسان خدا کی قدرت
ہو سراپا مراد یوان خدا کی قدرت
ہو گیا چاک گریبان خدا کی قدرت

جو بنو خال سے انسان خدا کی قدرت
کہ نہ وہ نہیں ہو گئے بکاں خدا کی قدرت
جانور ہو گیا انسان خدا کی قدرت
دم نکلنے کا ہر سامان خدا کی قدرت

سکورو کے ترا دربان خدا کی قدرت
او صنم آپ کی ہر شان خدا کی قدرت
ہو گیا دیکھ کے حیران خدا کی قدرت

کسے قاتل کیا قاتل کو مرے قتل پر یاس
خود بخود ہے وہ پشیمان خدا کی قدرت

لوگ سب نگو ہیں اس شک چین کی صورت
دیکھ لی مٹی جو اس غمہ دہن کی صورت
چشم جانان میں جو حشر ہے ہر ہر کی صورت
آنکھ کہلتی ہے ہوا بند قفس میں افسوس

عشق اک بت کا ہو حضرت ناصح کو بھی
اتنی مدت ہوئی صحرائے جنوں میں لے

برم راستہ سو آج دو دہن کی صورت
دل شگفتہ ہوا گلہاؤں چین کی صورت
رخیہ گیسو بھی ہیں جو دہن کی صورت
میں وہ بلبل مہن کہ دیکھی نہ چین کی صورت

دیکھنا ہو گئی کیا مشفق من کی صورت
کہ مجھ پر یاد نہیں اہل وطن کی صورت

کہ نکل آئے مری گور و کفن کی صورت
 چاک کرتا ہوں گریبان کفن کی صورت
 صورت گل نظر آتی ہے کفن کی صورت
 دیکھتا ہوں میں جو اس عہد شکن کی صورت
 داغ دیکھے مری زنجین میں چین کی صورت
 دیکھتا ہوں میں جو حرمین ہرن کی صورت
 دیکھ لی تھی جو تری چاہ ذوق کی صورت
 تغیر ہوئی مرغان چین کی صورت
 شہر سارا ابھی بسجاؤ ختن کی صورت
 نو بنو ہو وہی اس حیرت کن کی صورت
 ہے دم نظم یہ ارباب سخن کی صورت

اتنی ایندھن گردش گردون و مجھے
 دشت غربت کو سمجھتا ہوں لحد سو دھن
 جوش خون زخم جگر جو ہوا بے مرگ
 رنج بڑھاتا ہے یاد آتی ہیں اگلی باتیں
 اندھنوں باغ جنوں میں ہی بہار آتی ہے
 یار کی چشم سیہ یاد مجھے آتی ہے +
 احسین کیا مہر کفان پہ کنوین میں گزری
 آؤ ہی فصل خزان رنگ اور اہر گل کا
 لائے خوشبو جو تری زلف معنبر کی صبا
 قیس و امت کی طرح مجھ کو بھی برباد کیا
 سہرا نو ہے کہی سر تو خموشی ہے کہی

کر یار کا ملت جو نہیں مجھ کو نشان
 تنگ رہتا ہوں میں یا اس نے ہن کی صورت

ردیف تارہندی

زمان ہجر کو ای دور انقلاب اولٹ
 جہاں سے جاتا ہے عاشق زرا نقاب اولٹ
 غرا جہی ہو جو یون پیخ پر کباب اولٹ
 گیا تمام مراد قر حساب اولٹ
 اب اپنی پردیکو ای عالم شباب اولٹ
 ہمارے دلوں نہ تو کہا کیے بیچ و تاب اولٹ
 اب اپنی دور کو ای ساغر شراب اولٹ
 نقاب چہرے ای رشک فتاہ اولٹ
 بڑی جوسیل گئے ساغر حباب اولٹ
 سپید ریش کو اس طرح انصاف اولٹ

یہ روئے ہم کہ گئے دیدہ پر آب اولٹ
 کہیں نہ حسرت دیدار دلمین رہ جائے
 جلا ام عشق شرہ دلوں و لون جانب سی
 عوض گنہ کے دوشتر میں ثواب مجھے
 قریب آگئی بیری یہ وقت تو یہ ہے
 بڑا نہ جوش جنوں و چشمہ نغا اے کیسو
 ہرک ہونشہ میں یہ چور کچہ خبر نہ رہے
 جہاں ہر آنکھوں میں تاریک بے تری ویکے
 میں دیا ہجر میں ایسا کہ چپ گئی پتلی
 بنا دے رند کی صورت پر آج زاہد کو

<p>جہان کو کج تو امی و میری کرب لٹ جو او سطر کو گیارو و فاقاب لٹ</p>	<p>جو ہجر میں نہ اوٹھا پھر و ٹھیک کا کٹ فان نقاب یار تے شاید بھی و ٹھانی تھی</p>
<p>حسین یاس کے دلو بہت دکھائی ہیں انہی ابتویہ سب عالم خراب اولٹ</p>	
<p>روایت شامیہ</p>	
<p>یہ روشنی ہو فقط آفتاب کے باعث ہو این خلق میں سو اجاب کے باعث وہ نجیر ہن جہان سے شباب کے باعث ہوئی نہ دید میر نقاب کے باعث اوٹھائی آنکھ نہ اوٹھ کر تاب کے باعث تباہ ہوں اسی خانہ نراب کے باعث شباب رہتا ہو کچھ دن شباب کے باعث ہر ایک کشت ہری ہو شباب کے باعث وہ بولتے نہیں شرم و حجاب کے باعث لکے نہ ہمہ تر اس جواب کے باعث قرار دلو نہیں صفا اب کے باعث</p>	<p>ہمار ہی لیت ہر باقی شراب کے باعث نہ کہتا راز جو ناصح نہ مجھ سمجھاتے کیسے رنج سے مطلب نہ کام راحت کو تم آئے سامنے عاشق مگر رہے محروم شب وصال بھی زانو پہ سر رہا او سکا تلاش یار میں دل ہی پہر رہا ہو مجھے یہ سچ ہر عالم فانی ہے عالم اسباب جگر کے داغ ہیں شاداب اشک حسرت سے دہن کاراز کہتے ہمہ وصل میں کیونکر سول وصل پہ کیونکہ لکھد یا فراق کا لفظ فراق یار میں یہ رات دن ترپتا ہے</p>
<p>عجب طرح کی کشاکش میں یاس کا دل ہو تھار دے لے اس چہ و تاب کو باعث</p>	
<p>روایت جیم عربی</p>	
<p>ہر نگاہ ناہن ہر ابرو سے حمد ار کج کیا اوڑھ گیا پنہان جب ہو تیر یار کج وکیہ لے اوس فتنہ گر کی گر کہی قمار کج آٹھ دس سہ لکھ تو پڑ گئے دو چار کج</p>	<p>دیکھو ہن جسطرف کچھ ہے ہر یار کج تیری اس ترحی نگہ سے ہو چکا مجروح دل کجو وی اپنی انہی سب ہو بجائے آسمان تیر شرکان صفا بصف جب میر کج کج</p>

<p>رستم و ہر اب کے ہی پش اور جانیں ابھی اب رہیں ہی میرا مالے میں ہوا ہ تمام وضع یہ اوستا تل عالم نے کی ہر اختیار عاشقوں کو خاک میں اکدن ملا سکی حضور</p>	<p>خونسو تھرا میں گر کہیں کلاہ یا رنج کیا بھلی گنتی ہو تیری زلف ای یا رنج ماختہ میں تلوار ہو اور سر پہ جو دستار رنج ایکلی بانگلی اور تری نگر زلف رنج</p>
<p>برسون ہو جو کہ دل ہو مرا بتلائے رنج عشق تباہ میں کہہ بھی بنایا سو اے رنج غم دوست میں خوشی میں ہی ماتم کی ہو رنج صدے سے میں الفت کیسو کیار میں ای یار لب ہو جو نہ شکایت سے آشنا زردی گلونہ ناکہ بلبل میں دروہے تیر بھی ہو گلزار گر آہ میں کروں نہ ٹالا لہنی میں پہنچے جو گلزار وہ دلر با</p>	<p>دیکھو بید ہر ایک قاتل کی ہو تری ہر ہر پاؤں پڑ جائے کہیں تمیر نہ یہ تلوار رنج آغاز عشق یار ہو ہر ابتدا سے رنج ستاروں رات دن میں برابر جھانے رنج سر میں ہمارے ہر گئی ایسی ہوا سے رنج گھیر کر ہو جو ہو دلوں ہمارے بلا سے رنج ہم نے تمہارے ہاتھ سے کیا کیا پنا سے رنج بانع جہان میں ایسی بند ہی ہو ہوا سے رنج روئے وہ دہت بیان کروں ماجر سے رنج الفت کا یہ فراموشی کہ آفرین پائے رنج</p>
<p>دنیا کی آفتوں کا اسی جا مقام ہے دل بگیا ہو یا اس ہمارا سر سے رنج</p>	
<p>رویف حیم واری</p>	
<p>ہو عدم تک صفت ہو مجہ زار کی شکل ہو رنج ہر گھڑی بیتابی دل کا تقاضا ہو یہی قبر تکسا گیا ہو پنجا ونگو اس میں شک نہیں جستجو میں تیری اکدم بھی نہیں اسکو قرار ہر یقین ہوئے نہ وہا حشر تک کا بھی آتش شوق شہادت پہر نہ ہر کے قلب میں ہے تھوڑے تھوڑے تیرا تو منظر آتا نہیں</p>	<p>دیکھ کر کیے لپو اے خیر قاتل ہو رنج مثل لیل کو لٹا تا کو چہ قاتل ہو رنج ایک دن اپنی بھی ہو جائیگی تا منزل ہو رنج قیس ہو بیتاب جلد ای صاحب محل ہو رنج میرے خون کی ہو اگر تا دامن قاتل ہو رنج اب خجری جو ہوتا سینہ لیل ہو رنج منزل میں خدا را اے میرے کامل ہو رنج</p>

باریابی آجکل عیون کو بہو جس نرہ میں سخت دل کیا آؤ میری تھم ٹھونان خیر تک	ایک دن انہی ہی ہاں بہو جا سکی ایدان ہونچ کس طرح اس طفل کی ہوتا لب ساحل ہونچ
یاس میں مجبور بنے ایسا کیا زار و حیف ہو گئی سینہ سے لب تک آہ کی شکل ہونچ	

روایت حار حلی

<p>دل تپان ہو جو مریلو میں لہلہ کی طرح صبح کا تارا چمکتا ہو ترے تل کی طرح بہا گئی ہو مجھ کو اک لیلی شام کی طرح تین بران میں بھی آؤ اپنی شامل کی طرح ایک بوسہ پاؤں میں ہو سائل کی طرح رات بہر ہلو میں میری وہ رہو دل کی طرح سینہ سوزان میں میری تھم راؤ کی طرح برق نور ساری اوڑانی ہو مری دل کی طرح میرا دل تیرے نہیں ہو آپا سائل کی طرح یار نے آئینہ توڑا ہو مری دل کی طرح دل و دل و دل و دل و دل و دل کی طرح تیرا قیدی غل جاتا ہے سلاسل کی طرح اسکی موج سے کنارہ کش ہوں ساحل کی طرح تیرے در تک لوٹتا آیا ہوں لب لہلہ کی طرح</p>	<p>بہا گئی ہو اسکو شاید یار قاتل کی طرح رات دکھلاتی ہو تیرے گیسوؤں کی تیرگی کیونکہ مجنون کی طرح چپاؤں سیاہوں کی خاک ہے مجھی تلوار کی ایجاد اس سفاک کا بے لیاقت نہیں ہونے کے تیرے در سے ہم وصل کی شب بخت خوابیدہ مری جا گئی چہن سو گز رانہ اک دن مجھ کو ہون وہ غم نصیب ابر نے اس دیرہ گریان کا سیکھا ہو چلین سختیاں وقت کی محراب نہیں اٹھتیں صنم دوسرے کو جب مقابل اس میں دیکھا ہے کہی یہ اثر اس غیرت خورشید کی الفت کا ہے اس کو گریان زلف کی زنجیر کی اڑتی ہند عشق کے دریا میں تھلیر نہیں ہے اسلئے نا تو ان ہوں بقیاری سو گز دل کی صنم</p>
--	--

یاس کیسی ہی زمین ہو او میں کہتا ہوں
سہل ہو اگر مرے گو ہو وہ مشکل کی طرح

<p>چاندنی میں ہو میں جام شراب اپنی طرح دیکھ کر ابرو کی کج کو اور تر پٹ پٹے زنج نیکیاں جتنی ہو میں اوتنے گنہ جیسے ہو</p>	<p>شبکو ہو ساقی طلوع آفتاب اپنی طرح ڈال دو چہرے پیر و قاتل آفتاب اپنی طرح دیکھے ہم اعمال کا اپنے حساب اپنی طرح</p>
---	--

صحنہ خسار جانان کی شاک کی ہر دم
رکھ دے جسارہ پر خسار لپٹے خوب سا
نزع میں ہوں میری الدین پر نہ رو و خیر
اب تو گر سامنا ہو جاؤ تجسیر یار میں
گر دوش چشم و نگہ کی اولٹ و دودھ کو
کسنی میں تو گریا کرتا ہے وہ محشر بیا
کالیان وہ دھڑکتا ہے مجھ کو لیتا چاہی
خود بخود او کی ہوا نے کر دیا اس طرف
بعد مدت ملکیا جو کہ جسے ولدار میں

یاد ہے بے شبہ ہو گیا کتاب اچھی طرح
وصل میں مجھ سے ہو وہ حجاب اچھی طرح
چپ رہو آنید داب عاشق کو خواب اچھی طرح
اشک سا کی مری چشم پر آب اچھی طرح
آج گردون کو دکھا دو انقلاب اچھی طرح
کیا قیامت ہو گی جب ہو گا شباب اچھی طرح
دون سوال یار کا میں بھی اب اچھی طرح
سراوٹھا نہ بھی بنایا تھا حباب اچھی طرح
میں پوچھا اول خانہ خراب اچھی طرح

پاس تلخ تو سنتے سنتے تو کلیجا پاک گیا
آج میں اختیار کرو و نگا جواب اچھی طرح

آپ سے باہر ہر دل قابو میں لے لے کس طرح
جانسی جاؤں تری کو چہ سی جاؤں کس طرح
ترتیب عشوق عاشق ہو کر یادوں کس طرح
اعتبار لے لے میں بیان کیوں کر کر دوں
بزم سے اپنی مجھے اونٹنی کو کہتا ہے جو تو +
دیکھ کر سیراہ غیر و سگے نہ کیوں کر شک ہو
آپ سے باہر ہو کیوں طفل اشک و منت دل
بن پڑی کیا کام جب دل پر قابو میں نہیں
جب وہ خود عاشق کسی ہوں تو پہچانوں
وصل کے وعدے پہ کھلا ہوتا ہے مجھ کو یار
دیکھ کر مجھ کو کہتا ہے تری مہدی کا چور
راہ میں تیرے مل جان تک نہیں مجھ کو عزیز
شوق کا دل کے تقاضا ہو کہ چلیے سوئی یار
یار کہتا ہے تری دل کا جو کرتا ہو میں پاس

دیکھ کر دیکھ کر کو چلا ہے مٹاؤں کس طرح
خود ہی اونٹ جاؤں قدم ہٹا اٹھاؤں کس طرح
جلو دھوکہ کر یار کی دل میں جاؤں کس طرح
دل جو کہتا ہے مرا تھکواؤں کس طرح
پاؤں سوتے ہیں میری آنکھوں کس طرح
نازیجا آپ کے ایجان اوٹھاؤں کس طرح
گر گویا جب آنکھوں کو اوٹھاؤں کس طرح
یار کو جذب محبت میں دکھاؤں کس طرح
اپنی دکھا حال میں اونکو دکھاؤں کس طرح
پاؤں نہیں مہدی لگی ہو آج آؤں کس طرح
خوف بد نامی کا ہو دلوں میں آؤں کس طرح
صبر کی دولت کو لیکن میں کیاؤں کس طرح
ضعف کہتا ہے قدم آگے بڑھاؤں کس طرح
کہ خدا کا اسکو کہتا ہے جاؤں کس طرح

<p>بھول کو بدل بھلا تیور چھی پاؤن کس طرح ضبط کتا ہی کہ میں قتلہ اوٹھاؤن کس طرح رو کو اپنی حال پسب کو سناؤن کس طرح منہت کا یہ روگ تہ نکھو نکھو لگاؤن کس طرح وہ گستاخا ہین محبت میں بڑاؤن کس طرح سورہ ہین چین سی او لگو گھاؤن کس طرح نقش ہی دلیر مری اسکو سناؤن کس طرح دل تھارا ننگ شیشہ ہی سناؤن کس طرح رشتہ کتا ہی کہ آنکھوں کو دکھاؤن کس طرح</p>	<p>دیکھ کر تربت کو عاشق کی یہ کہتا ہی دہن چاہتو ہین ناما فرقت میں مجا نہیں دہن ظلم پر اوس شوخ کے بیشک کرونگا صبرین یار کو دکھیا تو پھر لپکا پڑے گا وید کا نہ نہ میں سکتی عداوت ہو کہ الفت ایک سو وصل پر گستاخ ہوں کیونکہ کہ پاس عشق ہی منع کرتو ہین کو مٹنے سے اب نہ لونگا اذکارا اوس پر لپکا جلوہ کتا ہی ہی عشاق سے دلہین ہی تیز انصو سامنے لاتا نہیں</p>
---	--

دل ہوا تھارا ہر وہ چٹکیا رستی میں یا س
میں تپا اوس شوخ کے کوچ کا پاؤن کس طرح

روایت خارجہ

<p>مجھے ہی دوستو دنیا کفن سرخ دنگا ہے کسکے خونین پیرین سرخ ترا جہرہ ہے کیون او گلبدن سرخ ترکی کشتی نے پایا پیرین سرخ ہجوم لالہ سے ہے یہ چین سرخ نظر اتنے لگے در عدن سرخ پہن جامہ تو ای شمع لگن سرخ یکایک ہو گئے کابلے ہرن سرخ نظر آتی ہے تیری آجین سرخ</p>	<p>پہنتا ہے وہ قاتل پرین سرخ شفق سے ہے جو یہ چرخ کہن سرخ یہ غصہ کسیہ ہے بتلا تو مج کو بھ سر میدان جو اپنے خونین لوٹا مراسینہ کیا داغون نے رنگین نہین انتون پہ تیرے سرخی پان کریگی ترم میں پر دانوں کو قتل سوہن غصے سے اوسکی لال آنکھیں یہ کتکو قتل کی شادی ہے قاتل</p>
--	--

یہ شادی قتل کی محکو ہوئی یا س

ہوا خون سے مر اسب تن بدن سرخ

روایت دال معلوم

کس طرح بہلا حست خالق کا ہو در بند
جس طرح کہ اوڑتا ہو گہبی طائر پر بند
رکھا ہو قفس میں مجھو صیاد نے پر بند
دربان تو مجھے دیکھتی ہی کر لیا در بند
رکھا اوسے مینے شب و صلت میں نظر بند
لوحِ محراب عاشق صادق ہوا اثر بند
دل ہو قفس تن میں مری طائر پر بند
یہ سنگ وہ ہر حسین کہ تیرے ہن شرر بند
خوب الفت گیسو نے کیا مجھ کو نظر بند

رہتا نہیں کہ دم ہی مرادیدہ تر بند
اس طرح مری روج بھی ملکِ عدم کو
بلبلِ ہون مگر بھی پر دشتوار رانی
آنا بھی مرا ونگو گوارا نہیں شاید
او جہل نہ کیا آنکھ سے تاصبح صنم کو
روز آگے نہ کیوں فاتحہ پڑھنے کو وہ دلبر
گیسو کی محبت میں یہ کس طرح نہ پھڑکے
چھڑو نہ مرے دکھ کو کہیں آگ نہ دیدے
دل لیتے مگر دیا آنکھوں کے حوالہ

اے یاس غزل کہنو سے چپ رہنا ہر بہتر
رکھتو ہن دم ام اپنی زبان اہل ہنر بند

کیا فوق اسقدر ہو اگر آسمان بلند
جو اسقدر ہو گردِ گردہ کاروان بلند
ہوتا جو تو نہ اسقدر اے آسمان بلند
سر پر کیے ہمارے مری استخوان بلند
وقت میں ہو گا جب مرا شورِ فغان بلند
عاشق کی آہ کا یہ ہوا ہو دیوان بلند
دستِ کرم رہے ترا پیرِ فغان بلند
کیون اسقدر رہنا تو ہنِ نغم مکان بلند

ہر عرش سے بھی یار کا میری مکان بلند
اس قافلے میں ہر کوئی یوسفِ قاضی دور
آہو نسیمِ سحرین تری سینے کو چاہتے
مرنے پہ تیرے کشتے کو معراج ہو گئی
ناؤں سے میرے عرش پہ پتھر اٹکے ملک
جسکو کہ لوگ ابر سمیتے ہنِ خلق میں
بہر دی ہمارا حامِ صبر اسی اونڈیل کر
انجام کار جا بیٹھے اگر وز خاک میں

کہتا ہر یار وصل کی شب چھیرے کو یاس
ہر صبح ہر جگہ ہوئی بانگِ اذان بلند

روایت دال ہندی

ہو گیا ہر یاسِ انجورِ نزار پر گہمت

اونکو ہر اپنے ابر و دھسار پر گہمت

اندوہ و درد و ہست و حیران ہیں اس کا
 او نکوہ و ایندی ویدہ فنان پہ گز خیال
 ہنسے فقہر خاک کی جاوہرین ست ہیں
 اکی حریج تج کو ہے جو بہر و سا سحاب کا
 لاتا نہیں خیال میں وہ بادشاہ کو
 ہو کیا خیال نہیں جو دریا رہند ہے
 ہم اونچی چشمہ ست کی الفت میں جو ہیں
 ہیں میری گل کے طالب ویدہ شہر شہر
 برسوں ہو کہ سوتے ہیں ہلو ویا رسین
 ہو آسمان کو گرہ و خورشید پر و مانع
 لبیل ہوں اک اشارہ میں جس کے نہار دل

حاشق کو تیر ہو نصیب و چار پر گھنٹہ
 ہو کو ہو اپنے اس دل پہا پر گھنٹہ
 منعم کو ہو جو خلعت زرتار پر گھنٹہ
 ہو کو ہو اپنی چشم گہر بار پر گھنٹہ
 او کو ہو اپنے عاشق نادار پر گھنٹہ
 ہو عاشقوں کو روزن دیوار پر گھنٹہ
 ہے سیکشون کو خانہ خمار پر گھنٹہ
 یوسف کو کیا ہے مصر کی بازار پر گھنٹہ
 ہو کیون نہ اپنی طالع بیدار پر گھنٹہ
 عشاق کو ہو حسن رخ یار پر گھنٹہ
 ہو کیون نہ اد نکوہ پر و خمدار پر گھنٹہ

چشمہ ہنیں گنہ کا غلام علی ہیں ہم
 انور یا اس ہو ہیں اسی سرکار پر گھنٹہ

رویف وال مجہ

شوق کا مینے جو لکھا کاغذ
 قتل نامہ مرا لکھا جو گیا
 تہی جو افتادگی مقتدر میں
 مینے لکھی جو دل کی بیتابی
 ایسا مخلق لکھا جواب او سے
 روئے وہ شکے میری مرے کا خط
 مانگا دل بد نے جب قبائے دل
 نہ مرا خط لیا نہ خود بھیجا
 گل رخسار کے بٹنا جو لکھی
 ہفتے عشرے میں تو لکھا کرتو

خود سو یار اوڑ گیا کاغذ
 یک بیک سرخ ہو گیا کاغذ
 میرا قاصد سے گر پڑا کاغذ
 ہو گیا ہاتھ سے جد کاغذ
 نہ کسی سے پڑا گیا کاغذ
 ہو گیا اونکو مرثیہ کاغذ
 مینے خوش ہوئے لکھ دیا کاغذ
 کب پڑا او سے کب لکھا کاغذ
 جز گلستان کا بگیا کاغذ
 میر حبان اک بڑا بہا کاغذ

خط مجھے بھیج کر وہ کہتے ہیں +	نامہ بر تو نے کیوں دیا کاغذ
یاس خط کے جواب میں اوسے	نامہ بر کو دیا پھٹا کاغذ
رولیف رار مہلہ	
<p>بلبل کرے جو نالہ و شیون نہر بار بار نکلانہ ایک اشک ہی عاشق کی لاشق ہوں وہ شہید ناز کہ ابرو کی تیغ سے برسون ہی ہجر بار میں رو دیا کیا ہو نہیں اکثر ہوا سے چہرے پہ ابرائی زلف یار مستی لگا کے باغین جب آ گیا وہ گل جلوہ تو اکیلا رہی آتا نہیں نظر اص صرغیا ہی دیکھی اوسے مجھے لاگ ہی آئی کہی ہمار چین میں کہی خندان کہتے ہیں عند اسے نہ کہی فاتحہ پڑھا</p>	<p>دیکھنے خزان بہار میں گلشن نہر بار بار رکھا کسی نے آنکھوں پہ دھن نہر بار بار کٹواؤں اپنی شوشے گردن نہر بار بار برسا سحاب چشم کی سداؤں نہر بار بار عاشق کے دلوں کو کس گئی ناگن نہر بار بار مڑھایا شرم سے گل سوسن نہر بار بار پہ کیا کرین جو ادھکتی ہو چلیں نہر بار بار ہو گی جو شمع قبر پر روشن نہر بار بار بگڑا بنا ہمارا شمیم ہند ار بار بار آئے تو سوئے وہ سرور فن نہر بار بار</p>
اے یاس شاعر وں کی تیغ نہ ہو سکی	دوڑا یا تو نے فکر کا تو سن نہر بار بار
<p>جانتا ہے دل نازک کو شکر تھپہ شہر کے طفل جو مارین نہیں کنکر تھپہ رحم کر مجھے اب اوتھتی نہیں یہ سختی ہجر سخت اندام میں ہون قتل نہ کرا کر قاتل فصل گل آئی ہے پھر شور ہو دیا انوکھا کیا درازی ہو کہ کاٹسی نہیں کشتی ہے وہ بت مہر لقاؤں جو رکھتا ہے ہی مانع عشق صنم ہوتا ہے ہم زندوں کو</p>	<p>ایسے آئینے کو سمجھا ہو وہ دگر تھپہ سمجھیں دیوانی تری پھو کیسے ہنر تھپہ اس قدر دلوں نہ کرا سیتے شکر تھپہ کاٹ پڑھا سے جو چائے ترانہ تھپہ طفل بہر دہین لیو یا تھقوں میں کنکر تھپہ شب فرقت ہی جو آتی ہو تو کنکر تھپہ صاف بجاتا ہو رشک بہر انور تھپہ آج واعظ کو لگائیں سر نہر تھپہ</p>

عشق کا دل جو ہوا ایک صنم کا مجھ کو
سخت نالو میں کرونگا جو نہ تو اُسے گا
الفت اوس بت سی جو کی تو نگیا دل میرا

جا کے کعبہ میں بھی جو ماکیا اکثر چھپ
تیری گہراج میں پھیکو نگا برائے چھپ
ایسے شیشے پر گرا زور سے اگر چھپ

یونہی اعجاز بیان فضل خدا سی ارمیاں
سکے تقریر پہ لجا یمن نہ کیونکر چھپ

ہر نہ بستر اور چادر زیر پا بالائے سر
ایک دل ہو جائے کیونکر زیر پا بالائے سر
کو کہن سے بے ستو بھی غیتاں کیونکر اوشن
کشتی تن عاشقوں کی کیون نہ طوفانی رہے
فرش قائم پاؤں تلے ٹھہر ہو سر پر تاج ہو
ہو تو بین پا بال مرد و قتل ہو تے ہیں ملک
ہر زمین مجھے مکدر آسمان دشمن مرا
خاک قبر ہو تے ہوں گرد و سر پر دانہ ہوں
شکستے پر بھی چھوڑ دنگا کہی اوبت بچے
ہیں نگاہ لطف کی امید میں بسیت و بلند
تیرے گیسو پاؤں سے بھی بڑھتی ہیں اے صنم
گاہ ہنر کے بیطرح کہ طرہ گل کیطرح
تو اگر جو پاؤں مضمون بلند و سیت ہے
فرش گل اور سایہ طوبیے ریاض خلد میں

قبر میں ہو خاک اکثر زیر پا بالائے سر
آپ کی زلف معطر زیر پا بالائے سر
جائی فرس و سقفت پہن زیر پا بالائے سر
دوڑتی ہو آب خنجر زیر پا بالائے سر
ہر ہی ایجان بہتر زیر پا بالائے سر
چال سی تیری شکر زیر پا بالائے سر
تیری خوبا ہوں دلیر زیر پا بالائے سر
دیکھیے اوی بندہ پرور زیر پا بالائے سر
آہنگی یہ خاک اکثر زیر پا بالائے سر
دیکھ لو ہر سمیٹ زیر پا بالائے سر
اندون ہر شہنیل تر زیر پا بالائے سر
باغ عالم میں ہوں اکثر زیر پا بالائے سر
دیکھ لے طبع ہنر زیر پا بالائے سر
پانگلی مداح حیدر زیر پا بالائے سر

اس جاحط سے نکلا یاس جا نیگا کہاں

ہر زمین و جہنم احضر زیر پا بالائے سر

مجھے خبر نہیں نکلا یہ سلا کیونکر
یہ جنون ہر اسی فکر میں پریشان ہوں
مکر کار کسی پر کہی کھلا ہی سین
مجھے خبر نہیں ہر درون فرقت نے

دل جنون زدہ اوس لفافہ میں نہیسا کیونکر
ٹیلیکس سر سو کسی زلف کی بلا کیونکر
بڑا عجیب ہے کہ مضمون یہ بندھا کیونکر
مثال شمع مراد دل جلا دیا کیونکر

کسی کو بیچ میں لانی کیا کسی کو اسیر
 ہوئی تھی ترک محبت تو نکلی اسے زاہد
 لب اسکو کیسے ہیں شیریں سخن ہو کیا مین
 گلے میں طوق زنجیر پاؤں میں پھنسی
 در اسی بات میں وہ تندرختو بگڑتا ہے

یہ زلف یار ہوئی اس قدر رسا کیونکر
 زبان ہو میرے نہ نکلے خدا کیونکر
 لمے نہ یار کی باتوں میں پیرا کیونکر
 مرے جنون کا ہر اک جایہ غل مجھ کیونکر
 کہو نہیں یار سے پیر حرف بد عا کیونکر

شیراب خوب پلائی چھکا دیا اسکو
 کچھ دے عائن نہ دے مایوس سا قیا کیونکر

روح کیون نکلی ہماری خانہ تن چوڑ کر
 کیون نہ لوئیں میرے دل کو شیم و گیسو پار
 کتبہ ولین ہو جب تو ہر کہ ہر جا کی خیال
 او پر ہی تیرے لب نگین کا جو شہرہ سنا
 دل ہنسنا نیکو نہ بکھر زلف اپنے زنجیر تو
 او صنم تیری تجلی گاہ سے ہم کیا ہشتین
 دیکھوں کیا کرتا ہے میرے حقیق لب یہ فتنہ گر
 زلف کو چہرہ پہ بکھر بلالاتا ہے یار
 تیلیان خط شاعری بنگین لشد رخصت
 گاہ گلشن میں کہی صحرا میں کہ کسار میں
 کیلے رکتے ہو سینے پر مرے سنگ گران
 قدر دان مجسا نہیں ملنے کا بھگواؤ جنون

اوڑ گئی بلبل کہاں اپنا نشین چوڑ کر
 کب ساغر کو بہلا جاتے ہیں نہرن چوڑ کر
 دیر سے جاتا ہو کب بت کو برہمن چوڑ کر
 بحر میں جا کر چسپے ہیں لعل معدن چوڑ کر
 بان بچانا دام امی صیا و گلشن چوڑ کر
 جائے موسیٰ کہاں وادی امن چوڑ کر
 نرم جہان میں چلا ہوں لسا دشمن چوڑ کر
 عاشقوں کو دل کو دوسوا تا ہر ناگن چوڑ کر
 درین و دوزخ شید و بیٹھا جلین چوڑ کر
 خاک پر برباد میری تیرا دامن چوڑ کر
 میں کہاں جاؤنگا یار و کج مدفن چوڑ کر
 دیکھنا سچا نکا تو میرا دامن چوڑ کر

میرے دوستی کر اگر مایوس ہم ملجا نہیں کیا
 مرد جو ہیں نہ بہلا جاتا ہی ہیں رن چوڑ کر

میں کو آؤٹھ سکنا نہیں اور روح بستر چوڑ کر
 اوٹھ گیا دنیا سے آئینہ سکندر چوڑ کر
 اس صفائی کا ہون فاک وادہ امی آئینہ رو
 کہتی ہو گویا عمارت منعمون کی بعد مرگ

تو کہاں جاتی ہو میرا جسم لاغر چوڑ کر
 چل بسا جیشہ خالی اپنا ساغر چوڑ کر
 اوٹھکے پہلو سے تم دل کو مکدر چوڑ کر
 آؤ ہی حالی گئے ہی خاک تھپھر چوڑ کر

تہا یہی لازم کہ لوح قبر بننا آئست
سیکڑوں مضمون کرے دندان ناکی لکھے
اشک نکھوں میں بھراؤ در و ساو لکین ہٹا
جب فراق یار کر صد نہ اس کے اٹھ سکے
آج بچنے بچانے کے دل و چار کو کشمکش میں
مٹی و پتھر لوح رکھ کر دوست ساری جلد سے
فصل گل کی ہو کر تیر میں نہ و سخا و دور
تا بہ دہن یار کے پہونچاؤ تو احسان ہے
سچ کون مجھ کو نہتی اوس بیوفا سے امید
ناتے آوارہ نہ کیوں ہو کر تلاش یارین
کیا تعجب بعد میری بھی جو ہو یہ سو گوار
ہر بھی مطلب کہ اپنی جان و اب ہو میں
آج ویکھو نگا مقرر کجاوی پر وہ نشین

اسکو ٹہنا ہی تھا گور سکت در چوڑ کر
ہم گم کو دنیا سی کیا کیا لعل و گوہر چوڑ کر
قصہ خوان بہا گا ہاری عمکا و قمر چوڑ کر
روح ہی بہا گی ہمارا حسیم لاغر چوڑ کر
نرم مین بٹھا ہی رخصت زلف و لب چوڑ کر
قبر پر میری تھکے سب خاک تہر چوڑ کر
بیٹھے ہیں گوشو نہیں ابدانہ منہر چوڑ کر
خاک کو میری کہاں جاتی ہے صرصر چوڑ کر
یون چلا جائیگا میرا حال اتہر چوڑ کر
ٹھوکرین کہا نیگا وہ جا نیگا جو گھر چوڑ کر
بکیسی میری نہیں بستی جو بستر چوڑ کر
اوتھکے پہاڑ میری وہ جو خنجر چوڑ کر
اب کہاں جاتا ہو نہیں اماں شہر چوڑ کر

جان دید و پر نہ اوسکے عشق سے باز آویاں
مرد او بجاتے ہیں اپنا نام الکش چوڑ کر

طرفہ عالم کی تھاری زلف غنبر نیز پر
لوح کو طوفان کا شیک چھینم طوفان خیز پر
اوس بری کیونو نکا وصف لکھا ہر قلم
مڑکے دیکھا جطون عشاق سہل ہو گئے
جا کی پلہ تار دم میں صورت پیک نظر
اشک جب بہنو گئے میری تو خود بہتا پیرا
دل تو بہر ایسی تھا پھیرا جو اوسور و دیلے
نمبرہ عارض پہ کیوں عاشق ہوا ہچاڑم
نالہ جب کہینکر دکھاؤ کیونہ اثر تو آئین وہ
سر جلا کر نابدن سے کام ہے تلواری کا

سیر محل کا گمان ہو سببہ تو سب پر
ہر سندر کا گمان ہر اشک شور انگیز پر
کیون پھراؤرتا ہری کہتا ہے شہد نیز پر
تیغ کا عالم ہی قاتل کی نگاہ تیز پر
نامہ بر میرا کیو تر ہے نہایت تیز پر
سیل کا عالم ہی میری چشم طوفان خیز پر
بہگیا صدمہ جو پہونچا ساغر لب میر پر
پی گیا میں زہر افست اس سے پر ہیز پر
مخصری وصل جذب آہ در دا میر پر
جانکر عاشق ہوا ہوں ایر و خونہ پر

چیرتے ہی شب مشکین کھک اور فریگا
واہ ری نیرنگ الفت واہ ری تائیر عشق

صاف میدان میں نخل لے دم مہر پر
کو کین شیرین پشیرین جان کو پرویز پر

یاسس ہاتھ آیا ہے عشق یار میں غلجہ
تازہ ہو کیونکہ نہ ہو کو اپنی دست آور پر

ہوا وہ آشنا میرا بت نا آشنا ہو کر
چرا لیا جینے پہلو سول و زو جہا ہو کر
یہ حال اوسکا سو ہم صحبت زلف رسا ہو کر
تہونکے ولین رحم ناسوا تو ظلم مشکل ہے
نہیں کچھ وہاں نہیں لاتا سکندر ہو کہ اڑا
جلد تین وان ہر کار وان اشک نکہو نشے
عجب ہوت بہت بہت بی بی بوا تی ہر کچھ مجھے
بہ جانان کر بوسہ لیکے شادی گہونا تھا
چلے تھو وہ کہیں اڑھنکر گدرو کا نرکت فر
یہ ہر کی آتش سوز محبت اک پر پرو کی
رنج رنگین کے بوسہ کا اگر میں قصد کرتا ہوں
نہیں جاتا کہی لے خیال اونکی جفا و نکا
یہ گلگشت گلشن میں اگر وہ سرو قد آیا
خط آیا کیا ملی گویا مجھے شاہی زمانے کی
ریگی بقیاری میں ہی کثرت جو آہوں کی
رسانی سے مقدر کی جو وصل یا ممکن ہو
وہ عشاق کی ہو جائیگی خاک اپنی تربت کی
وہ عاشق تھا کہ بعد قتل ہی اک رنگ لایا ہوں

سرو زمین ہونانی اوس ہو کیونکر با وفا ہو کر
بلا کا پیچ دینگے یار کے گیسور سا ہو کر
یہاں سول گیا تھا وہاں سو آیا اک بلا ہو کر
تعجب ہو جو دلدری کر وہ دلر بلا ہو کر
ہوا وہ بادشہ میں یار کو در کا گدا ہو کر
نکلیا تازہ نالہ دلے آواز دیرا ہو کر
گلی سوار کی آتی ہے کیا باد صبا ہو کر
ہماری زندگی نے مار ڈالا خود قضا ہو کر
خدا کی شان و کیور گیا محشر بیا ہو کر
مرا دل رہ گیا پہلو میں میر سے آ بلا ہو کر
ہر گ گیسو جھپٹتا ہی ہتھار اڑد ما ہو کر
زبان سے شکریہ ہی اپنی نکلتا ہے گلا ہو کر
کھپ پاس لپٹ جائینگے گل رنگ خا ہو کر
پڑا سا یہ کیو تر کا تر سے نطل چہا ہو کر
نکلیا میگا دم عاشق کا فرتین ہوا ہو کر
لپٹ جاؤں تن نازک سو اوس گلکی قبا ہو کر
اثر اکیر کا پیدا کر شگے ہم فٹا ہو کر
ٹپکتا ہے مرا خون ست قاتل سر خا ہو کر

زیارت ہو شرف ہو کہ ہم یاسس چاچن
بہت سیدی ہو راہ باغ جنت کر بلا ہو کر

نشاہر گل سو ہو کہ عشق عناول کیونکہ
عاشق نکا ترمی جانب سے پھر کیونکہ

کس طرح اپنی فین بچو مائل کر لوں
 ناز پروردہ ہی کس طرح سو بچ فراق
 اس سبیل کو کیا ترچی نظر سے تو نے
 سختیاں عشقِ صنم کی جواو ہٹائی و مرآت
 کیا تصور ہے کہ وقت میں تپتا نہیں یہ
 نہیں تاکہی سیاب کو آتش پہ قرار
 مینے اسکو تو اندھیرے میں نکالا نہ کہی
 عیش کے دن تہو جوانی میں یہ تو بکبسی
 آتش شیشہ جل اوٹھو جو دکھاؤ سو مہر
 منہ برستا ہر توجہ کی ہی چٹتی ہے ضرور

یا رانیا سا بنالون میں ترا دل کیونکر
 مستحل ہو مصیبت کا مراد دل کیونکر
 دیکھتا قائل کہ تڑپتا ہی مراد دل کیونکر
 ٹوٹ جائے نہ مرا آئینہ دل کیونکر
 آج جو چین سے پہلو میں مراد دل کیونکر
 ایکجا سینہ سوز آئین رما دل کیونکر
 پندگیا زلف مسلسل میں مراد دل کیونکر
 ہٹ گیا عشرت دنیا سو مراد دل کیونکر
 یار کے رخصت مقابل ہو مراد دل کیونکر
 رو و نہیں جگر میں تڑپے نہ مراد دل کیونکر

جذب الفت سو دل یاس کا اور یار کا ایک
 دوسری سمت مخاطب ہوں بھلا دل کیونکر

قید ہی زلف ہے ناؤ ناک سے دل کیونکر
 مشتری زہرہ جبینان جہان کے ہو کے
 ہے تو ایک ہی معشوق مستخر ہوا
 ماہ کو تیر یونج صاف سببست کیسی
 آہ مجنون کی جواوشت میں جب مل جائے
 شوق کتنا ہو ڈیر ہو ضعف ڈیر ہی ہن قدم
 جمع ہیں ولین غم و حشر و رنج و حرمان
 قلم عشق کے طوفان میں ہر کشتی اپنی
 لاسکے حضرت موسیٰ ہی جب تاب جال
 میں تو تڑپا ہی نہیں یاس دل کو تو تیغ
 خواب میں ہی مجھو آیا نہیں ابرو کا خیال
 منکسر ہوئی سفاکونین عادت ہی بین
 خیم ابرو دو شاہ بہرے بہت خم اسکا

غل مجائے نہ گرفتار سلاسل کیونکر
 سر کو بنگین نہ اسیر چہ با بل کیونکر
 بند کرتی ہیں پر ہی شیشی میں عامل کیونکر
 جو کہ ناقص ہو کہوں اسکو میں کمال کیونکر
 پہلو ٹھہری نہ صبا پر وہ محفل کیونکر
 دیکھتے ہوتی ہو طوطی عشق کی منزل کیونکر
 ہر جگہ تنگ نہ لکیرے یہ محفل کیونکر
 دیکھتے ہو نظر آتا ہے ساحل کیونکر
 میری آنکھیں ہوں تیری دید کے قابل کیونکر
 ہر گیا خون سو مرے دہن قائل کیونکر
 مل گیا آکے گلے خنجر قائل کیونکر
 جھک کے پر ہے ملا خنجر قائل کیونکر
 سر نہ جھکجا میں سو خنجر قائل کیونکر

اندون جوشن ہر حسن حسینیان چمن
بوج کرتا ہر تو منہ پھیر لیا کیون تو نے
نصیل گل کی ہر چمکین نہ عناد دل کیونکر
دیکھتے قاتل نگران ہین تر و بسمل کیونکر

یا شش کیا غم نے کیا تیرا ہوا پانی ایک
اشک میں خون جگر ہو گیا شامل کیونکر

جان دیا ہوں بت بیباک پر
بوج ہوئے میں ملا ایسا مزا لیا
جلد قاتل پھیر دے گرد نہ پہنچ
مدتیں اکی اسیری کو ہو میں
کیون نہ ہو دیا بھینڈو نے رجوع
عقد پر دین خوشہ انگور میں
داعون کی کثرت سیو شابت ہوا
وہ ہنس رہا ہوں ل جگر جلنے لگے
باعث رحمت ہر فرکان کی خلش

چکر گئے پتھر مری اور اک پر
لوٹے ہین تر و بسمل خاک پر
رک رہی ہین رخسار کو ہم خاک پر
جھاڑ گی بسمل نفس میں خاک پر
جان دیتی سیریزن اساک پر
چرخ شہنشاہ کا لکھن ہر تاک پر
چادر گل کی دل صد چاک پر
گر پڑی بکلی خس و خاشاک پر
نجیہ ہو تا ہے دل صد چاک پر

یا شش کس بے رحم سے یا لالہ پڑا
ظلم پر ہے ظلم مجھ غمناک پر

تھے جنازہ وہ نکلتے ہین گلن سے باہر
عاشق اک پر دہشتیں کا ہوں تباہ نہیں کیا
مخت دل منہ سے تو آنکھوں سے گری ہو میں اشک
بروز ہونیکا تیرے جو ای یار خیال
زلفین ہر وقت تر و زخیم چپٹی رہتی ہین
سحر و شام کا رونایہ شگون بد سے
شمع و سوختہ تا صبح اسے روئیکلی
تشنہ بوسہ نہ اسکا کبھی سیراب ہوا
حلقے پر حلقہ ہر او ترک ترمی کا کل میں
سیر کیا ذکر ہے پڑ جاو اگر عشق کا تیر

بو گلی جلنے لگی ابو چمن سے باہر
نام آتا ہی نہیں میرے دہن سے باہر
درعدن سے تو ہو لعل میں سے باہر
آنے دیتا نہیں ہوں لکھو دہن سے باہر
چاند آتا نہیں اکدم ہی گھن سے باہر
نالے کر بلبل ناشاد چمن سے باہر
لاسن پروانے کی بھینکونہ لگن سے باہر
پانی آیا نہ ترے چاہ و دقن سے باہر
کس طرح نکلے گلا ایسی رسن سے باہر
آہ نک نکلے نہ رستم کے دہن سے باہر

ہو یقین ننگو تری چشم سیہ کا شہر
قیاس گنبد مینا میں بن سب اہل جہا
ساتھ برسو نکا ہو کیونکر یہ یکایک چوٹے
تھی بس اسکو تنائے ہم آغوشی یار

دشت آمو کو بھی لیجاؤ ختن سے باہر
کوئی جاسکتا نہیں جہنم کن سے باہر
روح نکلمری کس طرح بدن سے باہر
اسی ہاتھ بہن عاشق کو کفن سے باہر

جو کہ قاتل ہوا مصحف ناطق کا یا حسن

ہو ابے شبہ وہ از باب سخن سے باہر

زلف شبگون ہو کہیں مشک ختن سے بہتر
اوسین یوسف ہی گریو سہین گریو سیکر و دل
کھلے ہر تن پہ گل زخم دکھاتے ہیں بہا
یہ نزاکت ہو نہ یہ بو ہو نہ یہ رنگت ہے
سحر رخ شب کیو کی بایض اور سواد
نہوین وحشی مجھو عریان ہی کریں فیض اجنا
ورود ان کو مضامین ہیں ہر حاشیہ
درد کا غم ہو نہ رہن کا دواں کھٹکا ہو
اسکے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
بزم گل میں بھی جسے دیکھو لب لبتہ ہے
جتنے تمک ہیں وہ دنیا پہ پھری جاتے پڑ
دفن کردو تن پر دغ ہمارا عسریان
اسی بنے ہوئی جاتے ہیں خدا کے آگے
سر جھکائے ہوئی کس ناز سے چلتی ہے
ہو وہاں نقص ترقی ہو بیان روز بروز
جام ہاتھو نہیں ہیں یا شاخو نہ گل پھول ہیں

ردی رنگین ہو تر یا زمین سے بہتر
چاہہ کنان بھی نہیں چاہہ ذوقن سے بہتر
کوچہ قاتل گلر و سہے چین سے بہتر
غنجہ گل نہیں اوس گلکے دہن سے بہتر
حلی آئے سے مشک ختن سے بہتر
دہن دشت کی چادر ہو کفن سے بہتر
ہو ہر اک بیت مری ملک عدن سے بہتر
منزل گو زریاں ہو وطن سے بہتر
شاد گل کی سجادت ہو ولہن سے بہتر
کوئی مجمع نہیں از باب سخن سے بہتر
انکے نزدیک کوئی شو نہیں زن سے بہتر
ہمکو یہ پھولوں کی چادر ہو کفن سے بہتر
کوئی جامہ نہیں دنیا میں کفن سے بہتر
ہو شکر تری تلو از ولہن سے بہتر
ماہ نو بھی تو نہیں دغ کن سے بہتر
آج ساتی تری محفل ہو چین سے بہتر

چھپے سنکے مرے یا حسن وہ کار و لولا

زمرے ہیں تری مرغان چین سے بہتر

ڈونک مارا دل مجھ روح پہ بچھو ہو کر

مہر نوا جو گیا سامنے ابرو ہو کر

دی شراب اور کو مجھے جو خفا تو ہو کر
 چکیاں لینے لگے دلمیں وہ دیکھو ہو کر
 بید بخون کی جو کی سروں صورت پیدا
 نہ ہی خون کی اک ہونداوٹھا تو وہ رنج
 نہ ہوئے صورت رہ خیر کبھی دست سنبھل
 لامکان ہو گیا جب کہ سو عشق ترا
 دست نازک تیر تری تیغ کا خطیر جو گئے
 لطف دکھلاتی ہو ہو شب تاریک فراق
 دونوں جانب تری ہیلو میں چوڑی ہیں قسب
 صحبت یار کی شیر کوئی دیکھتے تو یہ
 جوش رقت فی یہ طوفان اوٹھایا شب بحر
 میری ہیلو میں در آیا ہو جو اسے تیز نگاہ
 ہجر ساقی میں جو پیا ہوں تو رقت کی سبب
 یہ بلا وہ ہو نہ چوڑی کی کہی ساختہ مرا
 آمد و رفت سوا سکے ہو مرے دل پہ قسب
 ناتوانی تو وہ کچھ اور یہ صحر اگر دی
 ہتھانگاہ میں ہم ہو کو سبک تل بیٹھے
 تر یا مرو ہو ہو واسکے تعجب کی ہے جا
 جس طرح ناز سو عاشق کو کیا تو نے قتل
 ہوا ہو کو دکھا دیتی ہے انداز قضا
 ای پریر و تری زینت میں ہی اک شوخی ہو
 پالا پڑ جائے گا اوس شوخی آنکھوں سے اگر
 بعد رو نیکی جو ہیلو میں ترپ تھی وہ میں
 حسرت دید جو آتی تھی دلمیں مسکے

آنکھیں رہا میں مری خون کی چلو ہو کر
 درد ہلو ہو کر آسائش پہلو ہو کر
 لیلی آئی تھی گستاخیں لب جو ہو کر
 رہ گئی دلی کلی غمچہ شب ہو کر
 بے ثمر رہ گئی شاخ سر آ ہو ہو کر
 رنگہی یار مرے دلی جگہ ہو ہو کر
 خوشما جامہ تن ہو گیا آ ہو ہو کر
 شر آ ہوں کے چمک جاتے ہیں جگنو ہو کر
 آہ بکھلے نہ کہیں تیر سے پہلو ہو کر
 دل جو آیا بھی مری پاس تو بد خو ہو کر
 رنگہی لب پہ نغان سر دل ہو ہو کر
 خند دن رہ ہین ارمان لی تو ہو کر
 مے گلزار نگ نکلتی ہے اچھو ہو کر
 تیر کی نجت کی رہا نیکی گیسو ہو کر
 درد رہا ہے کہیں تکیہ پہلو ہو کر
 قیس سرگشتہ ویر باد چھرا ہو ہو کر
 رنگہی تیر جو قاتل کے ترازو ہو کر
 پانی کسے میں جگہ خال سے نہ ہند ہو کر
 کاش چلتی تری تلو ار ہی ابرو ہو کر
 آنکھ اوس شوخ کی چلتی ہو تو جاو ہو کر
 تار می افشان کا اوڑا کرتے ہیں جگنو ہو کر
 رنگ نرگس کا ٹپک جا بگا آنسو ہو کر
 دل مرا یہ گیا ہو میں آنسو ہو کر
 آخر آنکھوں سے ٹپکنے لگی آنسو ہو کر

رنگ کر تو میں عجم میری زبان سوا میاں

رنگ پیدا کیا ہندی نے بھی اُردو ہو کر

رولیف رار ہندی

سینے کی اوس سی محبت وہ سہمجا بگاڑ
ہو یقین اب عمر بھرنی کی صورت ہی نہو
کچھ دنوں میں اب میں پہچانی کر لوگ آئے
تو زاید اس سے پہر گستاخان کی میں شروع
مجھے کہتا ہے کہ مجھ کو کیوں بُرا تو نے کہا
جانکا دشمن نہیں ہو تا کوئی تیری طرح
دوڑ کر جتنا چلے تو جلد ہم گر بھی پڑے
وہ نہ کچھ عاشق ہیں میری میں نہ کچھ اونکا عدا
آج اس مقصد کو میں مکیو کرونگا دیکھنا
وہ تلون پیشہ ہیں کچھ اعتبار ایدل نہ کر
بھیٹا بگڑی فراج یار تو ایسا نہیں
ہجر کے جگر توں سو جان ناتوان تو چٹنگی

کچھ خطا اوکی نہیں ہی میری قسمت کا بگاڑ
یا تو جس سے ہوا اس قیامت کا بگاڑ
رہج دیو کی نہ شکل عاشق شیدا بگاڑ
پہر بگڑ جاونگا میں گر یار سے ہوگا بگاڑ
جو بٹ سچ کا یار نہ ولسے کیا پیدا بگاڑ
عاشق و معشوق میں ہی بہت دیکھا بگاڑ
جتنی الفت بڑ گئی تھی ہو گیا اوتنا بگاڑ
کیا میری اونکی محبت کیا مرا او سنگا بگاڑ
یا صفائی ہو گئی اوسنے رہ گیا یا بگاڑ
دونوں کو کیساں سمجھ لیا صفائی کیا بگاڑ
مجھے جو رد ٹھایا ٹہر کا نیکا ہر سار بگاڑ
ترک الفت ہو گئی ابکی ہوا اچھا بگاڑ

وہ او دھرو روکے ہوئے ہیں دھرو روکے ہیں
پہر صفائی کس طرح ہو یا سن جب ٹہرا بگاڑ

رولیف زار مجھ

آسمان کے دوڑیں رنج و الم تا ہیں روز
حال دل و شمع پر پروا کو ہو چا ہیں روز
سر مرگبک کو ناحق کو لیے کہا تو ہیں روز
صبح کو ہلو میں اپنی ڈھونڈتی ہیں لکوجب
ہو سمان برسات کا ہر فصل میں اپنے لیے
صبح کو اوٹھ کر چلا جا تو ہیں وہ روتا ہیں

ہم ترک کو چھو میں اگر ٹھو کرین کہا تو ہیں روز
کام میری تو تو بھوٹی نا تو ہی آ تو ہیں روز
خضر ت نا صبح ہو آ کے سمجھائے ہیں روز
کوچہ جانا میں ہم جا کر اسو پا تو ہیں روز
اپنی ابر چشم سے ہم اشک برسائے ہیں روز
سُنہ مرادہ اشک کو پانی سے دلو اتو ہیں روز

<p>محبوبی ہار کر دید کو شرماتے ہیں روز شام کو آتے ہیں تو نگین محبوبات ہیں روز جھوٹی قسمیں یہ سر کی آکر وہ کہا تو ہیں روز اشک تو میری بہت ہیں وہ گمراہ ہیں روز سامنے سیہم تری تیر نظر کہاتے ہیں روز کلی ضرور آؤں لگاؤ ہنس لے کے فوٹا تو ہیں روز تار بستر کاٹو کو سانپ بنجاتے ہیں روز دیکھ کر اجاب محبو میرا غم کہا تو ہیں روز دل کو اپنی ہم ہی کہہ لکے سمجھا تو ہیں روز</p>	<p>شوق چوس کر ہوا ہوا اب نہید جس سوا و کہتے ہیں شادمان و صبح تک محبو ہوا تیرک صحبت غیر سے ہوتی نہیں برسوں ہوا میں تو رہتا ہوں انہیں ناہی غصہ کیسے رتھ و سہارے یہ دل جگر ہوتے نہیں ایک دن بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہیں شام سو بند تھا ہر اونکی کا کلون کا جو خیال زلف زلف یہ کسی کو غم نے محبو کہا لیا مضطرب تاناؤ تو ہیں وہ آتے ہیں وہ</p>
--	---

یاس یہ اونکی عنایت ہر ہمارے حال پر
آدمی کو بھیج کر وہ محبو بلواتے ہیں روز

رولف سین مہلہ

<p>پروانکی طرح میں پہراؤٹھکے آس پاس رنگہ ہوی میں جام گلونکے جو پاس پاس ہر جامہ حیا بھی مری خوش لباس پاس ہم مرد ہیں تو اذ نہ دینکے ہر پاس پاس گشتے پڑتے ہیں کوچہ قاتل میں پاس پاس کیون آکر آپ آج بھی پراودا ہیں پاس بیٹھے ہیں یہ ضرور کسی خوش لباس پاس بہتیا کرینگے جا کے کسی حق شناس پاس کیا کچھ گاہینگے مجھ دل او داس پاس چلتا ضرور کسی اختر شناس پاس</p>	<p>شب بہر وہ مشرور جو رہا میری پاس پاس گلشن میں آج کون سا میخوار آئے گا عاشق سے وصل میں ہی ہوا وہ نہ بجا باب کیسی ہی وصل یار سے ہوں نا امید یار اندک کی پناہ غضب رن پڑا ہے آج جو رنج و غم تھے ہجر کے وہ سب گزر گئے کپڑے جو رنگ رنگ کے پہنی ہوئی ہیں گل صحبت سے اب بتوں کے متفرق ہو ہیں رشتے ہیں آپ اور ہی حسیوں میں آج کل درپیش مچ گوہر دندان یار رہے</p>
--	---

اسکو تھارے وصل کی امید ہی نہیں
اک شب تو سو رہو میر جان آکر یاس پاس

رویف شین معجمہ

قبر میں سوتا ہر اک ہجر کا جا کا خاموش
زندگی میں مری نانو سہ وہ گاتے تھے
رعاکہ طرح کہی شور نہیں کرتا میں
آج اتنی نہیں نالو کی صدا سینے سے
غم باؤنی نہیں تیری لب جان بخش پہ کیوں
چھیر نیکے یو جو چھیر کی کرتے ہیں وہاں
چپ کمان کی یہ لگی ہو نہیں معلوم مجھے
کچھ سبب ہر کہ جو نالو نہیں کرتا دل زار
بولو کو نہیں جی چاہتا چپ رہتا ہوں
ہلو گور کو میں یا رکا پس کو مجھ سے
بتھاری سے نہ تڑپا میں کہنی ق کی طرح
یا کرتا ہر ہرک تجکو ہر اک پردے میں
شور کرتا ہوں محبت میں بظاہر چپ ہوں
گالیان درو سنوا دین مجھے محفل میں
ہلو ساکت یہ کیا عشق نے تیری اسے بت

شور محشر سے کہو کیوں نہیں رہتا خاموش
بات یہی اب نہ کرو نگاہوا ایسا خاموش
ہجر میں رہتا ہوں مثل لب دریا خاموش
نہیں معلوم ہوا کیوں دل شیدا خاموش
پہر قیامت ہر جو ہو جائی مسیحا خاموش
دیکھتی ہیں جو مجھ پر ہم میں بیٹھا خاموش
مثل تصویر دہن رکھتا ہوں اپنا خاموش
اندھنوں رہتا ہر دیوانہ ہمارا خاموش
گفتگو نے تری یہ مجھ کو بنایا خاموش
پہر نہ لی سانس بھی اس طرح میں یا خاموش
صورت ابرو ہر مجھ میں روایا خاموش
کوئی بڑھاتا ہر کوئی ہر بیٹھا خاموش
جس طرح دیکھتی ہیں میں لب دریا خاموش
یہ یہی اک بات تھی وہ شوخ جو بیٹھا خاموش
بات یہی کرتے ہیں یوں ہم کہ ہیں گویا خاموش

لوگ کہتی ہیں کہ سکتا ہوا شاید یوں
مرض عشق نے یہ مجھ کو بنایا خاموش

رویف صا و مہملہ

دل میں ہاری یار ہی کا ہر مقام خاص
اون دونوں اثر و نگاہ میں مقام خاص
آنکھوں میں یا قیام ہر یا دل میں ہے جگہ
طاؤس نے می سیر حرم میں اوڑائی ہے

خلوت کی یہ جگہ ہی نہوں جمع عام خاص
قاتل کی ذوالفقار کا ہر یہ نیام خاص
رہبر کے یار کے ہیں ہی مقام خاص
یہ میسر یار ہی کی ہر طرز خرام خاص

<p>قاتل کو میری قتل میں ہر اہتمام خاص جاؤ ہیں اور کچھ کوچہ میں ہم صبح شام خاص کہتے ہیں جسکو عرش وہ ہر ادب کا خاص خورشید و ماہ ہیں مری پتھر کے جام خاص ہیں خلق میں ہی تری محبوب کے نام خاص کہیہ جو چین میں ہمارا سلام خاص آنیکا یا رہی کے ہر یہ انتظام خاص کہدینا نامہ بر مرے دل کا پیام خاص رکھتی ہیں کوئی یار میں اپنا قیام خاص</p>	<p>میں بروشرہ کے اشارے اسی طرف منظور آنکھ کو رنج و گیسو کی دید سے یوں تو ہر ایک جا پہ ازمین کا مقام ہر کشتی میں ہے کوثر و تینیم پر لگی دیوانہ کوئی کہتا ہے وحشی کوئی اسے جائے جو تو تو بابل نالان سے اسے صبا ہر سو چین میں ہیں جو گلوں کی صفیں میں پہلو میں بقیار ہوں جب سوچتا ہے تو دیوانے ہم نہیں جو بہرین قیس کی طرح</p>
--	---

اگر یا تیس تین چار سے مطلب نہیں ملے
 بعد نبی علی ہے ہمارا امام خاص

روایت صنادید

<p>نشر فساد ہم رکھتی ہیں خنجر کے عوض طائر دل میل جائے گا کوثر کے عوض زہر کیا مٹے پیاسہ شیر مادر کے عوض باغ جنت بھی نہ لین ہم کو کوثر کے عوض کوئی سر ملتا نہیں تجھ کو مری سر کے عوض کانچ بچو آتا ہو نہیں بھولوئے بستر کے عوض آہیں اپنی دلیں ہم رشتہ ہیں لشکر کے عوض دے خدا دولت قناعت کی محو زر کے عوض دہن قاتل ہر میری خون کی محو زر کے عوض آب حیدان ہم نہ مانگیں آب خنجر کے عوض اس صدف میں لعل ہم رکھتی ہیں گوہر کے عوض زہر اکلو آئیگا بھو عشق شکر کے عوض</p>	<p>یہاں شرہ سو عشق ہر بروی دلبر کے نص جب کسی صورت نہ ہو چنگام رانچ یا ترک سترہ رنچر حسینوں کے جو میں دیتا ہوں جان استدر دل کو پسند آئی ہو کچھ یہاں کی نص کیا ہی تیرا شکنا ہو بس ایسودا کو زلف شام سو رہتا ہے چو شمرگان قاتل کا خیال بہاگ جائینگے غم و درد و الم سب ہجر کے سلسلہ الفقر و فخری کا ہر یہاں پتین سے خون ناحق کی گو اسی حشر میں ہو جائے گی خضر و قاتل دونوں ملکر سستے آئیں اگر وصف لب میں سیکڑوں مضمون نگین دلیں میں ہو رہا ہوں لبوئے پاس نہر سے کا نمبو</p>
---	--

<p>اسقدر خانہ بدوشی نر دیا ہر اپنا ساتھ ہم میں غم دوست جو رنج و الم بہت ہیں چونکہ تو آج تو اپنی لب شیریں تہ مجھے عید کا دن ہر باد کو پیستی کے طریق مگر مرغ حین صیاد کو کتر سے جو بال</p>	<p>کوچہ محبوب میں تھی ہن ہم گہر کی عوض ہر ہین دور فلک ہی و ساغر کی عوض بوسہ محکوب چاہتین قند مکر کی عوض ساقیا بدیشہ اسے کشت خم پر ہن کی عوض قطع رشتہ زلیست کا کیا ہو گیا پر کی عوض</p>
--	--

خاکساری میں لبر کر تو ہن اپنی عمر میں
خاک پر اکثر پڑ رہتے ہن بشر کی عوض

روایت طارِ مطبقہ

<p>گر گیا کہیں مکر سے خط ہوں میں گردن جب کا تو اقبال دیکھوں تو کیا لکھا ہے دلبر نے دو دو لکھو ہن ایک اک کی عوض رنج جانان کا وصف ہے ہر جا میر کی دلخواہ اس میں مضمون ہو یار آتا نہیں کہی تجھ سے تک ہر قیون کی سمت تو ہی سلام یار سے نامہ و پیام رہے جمع کچھ دن میں ہو گیا مکتوب جان اپنی جیسے کہ ہو دشوار ہو</p>	<p>تو جو آیا ہر نامہ بر بے خط یکہنچ تلوار اور دیدے خط جلد کے نامہ بر بھی دے خط ہن مری او نکلی پاس دے خط خط گزار ہن ہمارے خط یا خدا وصل کی خبر دے خط میں لکھو ہن کیسے کیسے خط اتو لکھتا ہی یار اپنے خط آئین جا میں ادھر ادھر کے خط میں دلبر کو بھیجے اتنے خط عاشقوں کا وہ لکھا جائے خط</p>
---	---

یار سے رسم یون بڑا دیا اس
ہیان سے جائے او دھر سے آئے خط

روایت طارِ مجملہ

<p>عشق چشم یار میں ایدل بہلا کیسا لحاظ</p>	<p>آنکہ ہی جب بند کر لی پیر پا کے کا لحاظ</p>
--	---

وہ رقیبوں پاس میں میں دوسرے ہوتے ہیں
 دین کے گناہوں تصور تو ہی اونکا اونکی طرح
 ہو کر عاشق کیون اور گناہ ہم پر رشتا پڑن
 وہ تو ہر بیباک دیتا ہے جو تجھ کو گالیوں
 سر و مل کر بات تک عاشق سے وہ کرتے نہیں
 مضطرب کر دی وہ میں تو سر آہیں کہیں چکر
 یہ جھکا کی ہر ترے تلواریں کیجے جو سر
 تن سنی سنے کیون دیدار کے طالب ہو
 تو ہی بپردہ اوٹھا دی شرم دنیا کی نہ کر

اونکو جب میرا نہیں محلوں ہو کیا اونکا لحاظ
 سامنے لاتا نہیں کرتا ہونیں ایسا لحاظ
 تجب میں دیوانہ ہی ٹہرا ہر بہا کر کا لحاظ
 تو ہی کر اوس شوخ کا عاشق شیدا کا لحاظ
 واہ کیا ہی شرم فوکی انکھ میں ہو کیا لحاظ
 جان پر جب غلجی ایدل تو ہر کا لحاظ
 تیرے بس کو ہے قاتل چشم جو ہر کا لحاظ
 آپ کو رسا ہی تھا یا حضرت موشا کا لحاظ
 یا شس جب باقی نہیں دس شوخ کو اپنا لحاظ

روایت عین معلومہ

کی جو سرگوشی خم بردوز و بان قاتل شروع
 سب حسینان جہان ہن جمع نرم یار میں
 دیکھ لاو سکی طرف پر وہ نہیں ڈر جائینگے
 قتل اگر تو نے کیا یہ تماشا ہی تو دیکھ
 خود ہی دوڑو آو گے اپنا جگر تھام ہوئے
 دیکھنا طوفان پر طوفان اوٹھے تو سہی
 اوشہ خوبی ملے اسکو جواب باصواب
 کہڑا ہل نرم سے بٹھین جگر کو تھا مگر

یہاں لگا ہوں مری سینی میں ددل شروع
 تاج پر یونہی ہو جائے سر محفل شروع
 تائے مجنون زکیے او صاحب محل شروع
 رقص اب کر نکید میں قاتل تری سہل شروع
 جب کر گیا ناکہ جانسوز میرا دل شروع
 گریہ ہو جائیگا جب اپنا لب ساحل شروع
 اب سوال وصل کرتا ہو ترا سائل شروع
 اب بیان ہوئے کو ہی عاشق کا حال شروع

عاشقان خال فرخ میں گشت و خون ہو جا گیا
 یا حسن ہون گئی بحث حق و باطل شروع

اگر اپنے ساتھ لیکو چلے میرا یا رشیع
 اگر وصل میں دکھاتی ہے اپنی بہار شیع
 کس باہر کے آئی کی یہ دیکھتی ہے راہ
 دنیا سوا تو نہ گیا ہے کوئی ہمسار جلا

ہو نچائے تاجہ عرش سہرا فتحار شیع
 رہتی ہے جبر میں ہی مری عکسار شیع
 کرتی ہر شام سے جو کھڑی انتظار شیع
 روتی ہے کسے واسطیہ زار زار شیع

<p>تاریکی لمحہ میں جو پیدا ہے روشنی بہر رونے جیب سحر او نکو تو نکال دل کی لگی کے راز کو افشا ہی کر دیا ثابت دہوئیں سے ہوتا ہو کہہ میں خیال وقت کی رات نہ نہیں معلوم کیا بلا ہم کو کسی کے گول بدن پر بہن شیفیتہ</p>	<p>کسے جلائی آ کے بروئی فرار شمع رکھو میں شام سے جو وہ شکونکے تاریخ روتی ہو پھوٹ پھوٹ کر بے اختیار شمع پروانے کے لیے ہوئی کیا سو گوار شمع اندھیری رہی گا جلاؤ نہ ہر شمع ایسا دکھا رہی ہو کہ جسے ہر شمع</p>
<p>کائنات کی طرح دلین کھٹکتا ہوا سا گل بے یار یا تس ہو تو دیتی ہر خار شمع</p>	

روین غین مجھ

<p>کیون جلاؤ میں بہلا میری سڑن چراغ اس طرح محرم سے ہر لسیان جانان کی نمود کہ بلا معلوم ہو گا اونٹ کے نچ کے سامنے کیون نہ جھبہ جانی مراد عشق زلف یارین قلب سے آخر کو سار جسم داغی ہو گیا رات کو میں جہاں کہنے آیا ہوں اپنی یار کو شب کو وہ مہر جو نکلا سیر کو ہو کر سوار عاشقوں کو جس سے ہو معلوم راہ معرفت اونکے چہرے پر کبھر کر نقد دل لیلی زلف</p>	<p>رہی پائے گا ہوا کا ماتھے سے روشن چراغ ایک بار روشن میں دو گویا تیرا دن چراغ روز و کھلائی جو ہو کو ادھی آئین چراغ سامنے کار کے رہتا ہو کہیں روشن چراغ ایک ل کیا رفتہ رفتہ ہو گیا سب تن چراغ تو ہی دکھلائی تو محو ای دیدہ روزن چراغ تھی زمین پر ہر جگہ نقش تم توں چراغ کوئی دکھلائی تو ایسا و ادھی آئین چراغ اوشن کے وقت گل کر دی تیرا ہن چراغ</p>
<p>ہر کرتی سے دل باؤں کے چمک تیرا ہنس خانہ ذخیرہ میں ہی ہو گئے روشن چراغ</p>	

<p>جو اونکا ابرو پر چمک اہی کہا سے فروغ جبیں رنج تیرے دونوں میں نور سے پیدا جو برسی لاکھ برس تک یہ ابرو دیا بار وہ قلب صاف و ستور مجی الہی دے</p>	<p>ہلال کا نبی کہ کچھ آنکھ میں سہا سے فروغ یہ ارتقا کی جا ہی تو یہ وہ جا سے فروغ ہمارے جیہم کے آگے کہی پائے فروغ کہ مہر کا نبی کہ کچھ آنکھ میں سہا سے فروغ</p>
---	--

وہ پاک صاف کہ در سوسہ ہمارا دل میں خاکساروں کیا کام مجھ کویت سے وہ ماہر و مر کوٹھے پہ جلوہ فرما ہے جو دیکھ پاؤ کوئی رفعت فقیر می کو بہت ہی نسبت ہر اوس کو انکی رفعت سے	کہ جسکے سامنے آئینہ بھی نہ پائے فروغ نہ آؤ پاس مر مر کدھیا نسو جائے فروغ کہ ہر ہر چاند کہ نیازا دکھا کے فروغ تو شاہ کاہنی کچھ آنکھ میں سمائے فروغ یہ چرخ پیر کسی اور کو دکھائے فروغ
--	---

ہر ایک شعر میں تین سال ہر آری یا نش
رویت اسلیم تم اس غزل میں لائے فروغ
۱۲۸۶ھ

رویت فار مجسمہ

دو بحرین

مجلو لجا کی جنوں گر کوئی جانان کی طرف جو دم کراؤ ٹہی گٹا کوہ و بیابان کی طرف نصل گل آؤ ہی وڑا میں بیابان کی طرف انہر سو دیکھا تماشا ہی کہا دو زمین سجے مفت ہنستا ہر صیبت میں یوسف کی طرح غل مجاؤ ہیں وہ جو ہیں تیرے کیسوں میں اسیر آگنی نصل جنوں تلو رہی اچھلائے لے لے دیکھ کر کشوں کے سترن ہی جدا ہوئی ہیں ج روزی روشن تر محفل میں جو دیکھیں یہی تیرے دہون کی صفت لکھ کر تناب کی کرو	رخ نہ برسوں ہو مرا صحن گلستان کی طرف مست آؤ ہیں ساتی تیری دکان کی طرف کنجنگی باہر جنوں خار مغیلان کی طرف یہ لیل ارجو ش جنوں مجلو بیابان کی طرف ڈونہر جاتا ہر دل چاہہ رخندان کی طرف انہر دیوانوں کو بھجواؤ تو زندان کی طرف پاؤں پہر کھینچنے لگو خار مغیلان کی طرف بے طرح جاتا ہے قاتل کوئی میدان کی طرف جائیں پروا نہ پھر شمع شبستان کی طرف جاؤ زمین ملک عدن ہو گزشتان کی طرف
--	---

و آہ آفت سوسے و لگو بجاؤ کوئی پاس
یہ کنجا جاتا ہر اب گلیو بیجان کی طرف

رویت قاف مجسمہ

کیون مجھے ناتواں کو ہوا لب لبر عے عشق	بشیر ہوتا ہر ایدل ہو کر کو شکر عے عشق
---------------------------------------	---------------------------------------

ایک مدت سو کر مجھ کو ابرو و لب سے عشق
خلق میں ایسا جادہ ایسا دل منظر عشق
الفت گیسو میں ہر الفت ترہ کی بھی مجھے
الفت گیسو کی جانا نکلا کر سو آدم کے ساتھ
جو سلمان ہیں خلیل اللہ کے وہ دوست ہیں
جام و آئینہ بنایا نقش چشم و دل کہنے
نہی رہتی ہر یہ مجھے عشق کیجان کی طرح
کیا مہ و خوشید کا جلوہ سامنے آنکہ میں
جو دیا ہو کھو خدا کو صرف کر ڈالا ادا سے
کیون دل پر داغ خوش اس چشم گرایا نہ ہو
واہ ہوئی ہر کہاں تقدیر جا کر دیکھئے
قصہ فرماؤ مجھ کو کونسا کرتا ہوں روز
ہم برابر جانتے ہیں شاہ ہو یا ہو گدا
عاشقان رخ نہ کیونکر ادوں لب و لثام بہرین
خال و دھڑکے کا شفیقہ ہر دل سے جو

ہو نہیں وہ مرد جبری کہتا ہوں جو عشق
سیکھہ جامی جسکا جی چاہی ہمارے گھر عشق
ہوں تو دیوانہ مگر کہتا ہوں نہیں نشتر عشق
جان جائیگی نچا سیکھا ہمارے سر سے عشق
کیا عجب ہر شب پرستو نکو جو ہوا ز عشق
پہر محو کیونکر نہ جو جیشد و سکندر سے عشق
نا تو انی کو ہر کہہ میری تن لائے عشق
یار مجھ کو تو ہر تیرے عارض انور سے عشق
ہر تعجب بقدر قار و نکو تھا کیون ز عشق
بیشتر طاؤس کو سوتا ہوا ہر تر سے عشق
ہر تبوں سے عشق کیا گویا کہ ہر تبھر عشق
آجکل مجھ کو ہوا ہر عشق کو دفتر سے عشق
ہر نہ غلس سے ہرین نفرت نہ اہل ز عشق
جنتی جو ہیں او نہیں ہر چشمہ کو تر سے عشق
ہر ادویہ بلیک جہان میں حضرت فہر سے عشق

بادۂ اطر سے محشر میں جھکا دینگے مجھے
یا اس ہے مجھ کو خباب ساقی کو تر سے عشق

روایت کا ف عربی

ترے جو ر و ظلم کا شہر ہے قاتل تا فلک
آگ لگیا کر زمین اسے لیکو قاتل تا فلک
ماہ کو گردش ہے تار میں کہ دور جام ہر
الامان سب ساکنان آسمان تھر آگئے
بسملوک مادہ نو یہ جلوہ گر ہے چرخ پر
چرخ چارم پر سیاہ برتے ہیں دم عشق کا

یہ تیغ ہے یا کہ ہو پنچا خون لعل تا فلک
سر اگر کہنچین ہمارے شعلہ سول تا فلک
ہو گیا ثابت کہ جاری ہے یہ مفضل تا فلک
ہجر میں ہو پنچر جو میری نالہ دل تا فلک
دیکھو ہو پنچا ہے عکس تیغ قاتل تا فلک
اب تر ا شہر اہو ای عیسیٰ شہما فلک

<p>نرم من شیر خا آتے ہیں کہیں اور خوش بام تک اوس شک عیسیٰ کہ پہلا پہونچو نہیں کیا حال مجھ کو نکا نہیں سنتی وہ اللہ رستے غور آسمان پر سچ کی شب میں نہیں تار عیا وقت محبوب میں ہوتا جو سر گرم فغان</p>	<p>ہیانسو جاتی ہیں ملک تہا مہو سو دل فلک خرم ملک انسان کا جانا ہر شکل تا فلک ایتو پہونچا سو دماغ زیب محل تا فلک تیری آہوں کو سر پہونچو ہیں ایدل فلک میرے نالوں کو یقین ہو رات بہر فلک</p>
--	---

اگر ملاکی سمت اوتھلکے جو میری پاؤں پاس
 اوڑکے جا بیگا غبار راہ منزل تا فلک

<p>کیے چور چور استخوان زیر خاک گئے آہ کیا کیا جوان زیر خاک مجھے دوستوں کو غادی کہاں پھرایا لکیریں نے سر مرا جو ہنسے ہی پہلے یہاں آتے تھے وہاں بھی ہم چین سے سوٹینگے لکیریں بھی بند ہو جائینگے وہاں بھی یہ پیسے گا کہہ شک نہیں یہاں ہنسنے دیجانہ تھکو فلک نہیں پوچھتا کوئی اگر خبر نہ مر کر کوئی آسمان پر گیا</p>	<p>فلک نے لیا آسمان زیر خاک ہر یوسف کا بھی کاروان زیر خاک کیا چوڑ کر کاروان زیر خاک سنائی نسی داستان زیر خاک ملا کیم نہ اونکا نشان زیر خاک ملے گا اگر آسمان زیر خاک چلنگی جو میری زبان زیر خاک سنا ہو کہ ہے آسمان زیر خاک بنائیں اب اپنے مکان زیر خاک کرو لاکھ آہ و فغان زیر خاک یہ عالم ہے سارا روان زیر خاک</p>
--	---

فتار رخ سے بچائینگے یا اس
 علیٰ ہن مرے مہربان زیر خاک

برویف کاف فارسی

<p>عاشق زار ہو گیا کوچہ جانان سراگ دم تدویر میں دیا کہ چنے تیرے لوگ سخت جانی اس کو کہتے ہیں ہوا شل قاتل</p>	<p>کسی بلبل بھی ہوئی ہر چستان سراگ یہ وہ سودا ہو کہ ہوتا نہیں انسان سراگ میری گردن نہوئی خبر زبان سے الگ</p>
---	--

یا رجبے ترک کیسو نہیں بل جاتے
اک نہ اک روز وہاں جانیمن وقت ہوگی
دل سے چوٹی پہنچو ٹیگی دہن کی الفت
جو گنگا رہیں ہوں مستعد جانیازی
حق سے باطل کہی ملتا ہوں باطل حق سے
منہ جو بوسہ کو بڑھاتا ہوں تو کتا ہر دوشوخ
اک نہ اک نقص بھی نہ ہر اک کامل میں
میں اس شغل میں دن ات رہا کرتا ہوں
ہر صغیر ان چین بختے ہیں خود آ کر
خواب میں مصر کو دیکھا نہ زلیخا کو کبھی
دست خوست ہر جا میری گریبان میں پڑا

یو نہیں سجد نہیں ہوں تامل نادان سوا لگ
اسلیو رہتی ہوں ہم محفل جانان سوا لگ
کیا سکندر نہ پہلا چشمہ حیوان سوا لگ
بلکہ جو ہوں کدو کی ہون کہیں سوا لگ
دین کا فریاد لگ کفر مسلمان سوا لگ
روٹی صورت یہ رہی چہرہ خندان سوا لگ
داغ ہوتا نہیں اک شب بہر تابان سوا لگ
عشق کیسو سوا لگ ہر رخ تابان سوا لگ
آشیان بہتو بنا تو ہیں گلستان سوا لگ
جذب الفت ہی سے یوسف ہوئی کفایت سوا لگ
خار و بوی ہوئی ہیں گوشہ دامان سوا لگ

یاس تیس اک اور غزل لکھ دے ہو دو بحرین
تافیہ ہونہ مگر ضبط شمعہ ان سے الگ

زوجہ سرین

دل کہی گانہ اوس لعل پریشان سوا لگ
عشق نکال میں ہیں آنکھوں کو فرغا نکاحیا
ساتھ ساتھ اوکوہ جانیمن جیسینان جہان
جنبیت سی مر د لگو ہر مرگان سے تری
آنکھیں دلی میں تصور میں جلا آنکھوں کے یا
اوکوہ موشوں کو نہ چو ٹیگی کہی سرخی پان
انہی محفل میں بلایا تھا عبث تمنے مجھے
کاوش عشق مر د تو نہیں بھنے کی جان
چاہیے والون کر دل پستوی جلتے ہیں غم
ہو کرین کہا یگا اوکیٹ رہی کہنا تو مان

یاس تیس قیدی بھی ہے کوئی زندہ لگ
چار رہتی ہوں مر د غار سفیلان سے لگ
غول پر ہوں کے رہن میری سلیمان لگ
شیر یہ وہ ہے کہ رہتا ہے یتیمان سوا لگ
میں پریشان ہوں تری لعل پریشان لگ
رنگ ہو چکا نہیں لعل بخشان سوا لگ
کیلے روٹی ہو ٹوٹے ہو ہومان سوا لگ
یہ وہ نشتر ہے ہوگا جو رگ جان سوا لگ
بیج ہو تو ہی نہیں لعل پریشان سوا لگ
تو نجایگا جو اوس سر و خرامان سوا لگ

مجھے اور اس سو نہیں ہوئی خوشن کہی
 کہدو مجنون سو سو میری بیابان و الگ
 کیوں نہیں ہو رہا اب افسوس تو ہرین
 برقی کدم ہی بھی تہی ہر باران و الگ

حلقہ کیسے جان سونہ دل چوٹیا گیا
 بلہ ہوتا ہو ہی مہر و نشان سے الگ

روایت لام مہملہ

قتل کرنے سو میری پیشان قاتل
 دیکھتا کیا ہے لیے خنجر تران قاتل
 بال کبلے ہو قتل کو جب تو آئے
 سایہ تیغ ہو میرے لیے ظل ہا
 کلیان جو ہر کی کہانی میں عجب طر کا رنگ
 بوج کر کے مجھ تو نے یو نہیں چوڑا افسوس
 لاکھ تو سکھو بجائے نہ بچکا ہر گز
 شل ہو جاؤ کہیں ہاتھ تڑکت کے سبب
 بگینہ چاسی والوں کو تہ تیغ کیا
 شے بے بسمل کہ ہو اشور قیامت برپا
 نہ بچ کر تباہ تو نہ تھم پھیر کے کیوں بٹھا ہو
 حشر میں جاؤ نگا فریاد کو یوں پیش خدا

تیغ کی طرح تو خود سر گریبان قاتل
 جلد آجوش شہادت ہو میں مان قاتل
 کیوں نہ بسمل ہوں تہ تیغ پریشان قاتل
 ہو گیا قطع مجھے سخت سلیمان قاتل
 تیری تلواریں ہر لطف گلستان قاتل
 اب میری لاش ہو میان سیر و سامان قاتل
 خون ناحق تو بھر گیا ترا دامن قاتل
 دیکھ شرمندہ ہونا سر سیدان قاتل
 مفت گردنہ لیا خون شہیدان قاتل
 اوٹھکے مقتل میں ہو جبکہ خرامان قاتل
 دیکھ کہ طرح نکلتی ہو مریحان قاتل
 ہاتھ ہو گا مرا اور تیرا گریبان قاتل

جان پر ہنس کے آئی تیس چلو تم ہی چلو
 استخوان آج کر گیا سر سیدان قاتل

چاک ہو تا ہو گریبان ماہ امان آجکل
 رنگ لایا ہو نیلایہ سوز پنهان آجکل
 پہر ہار آئی ہو پہر جوش جنون کی فصل
 کیا سبب جاوین جو ہو لا سوتا ہی نہیں
 بھر جان نے ہمیں تصویر ماتم کر دیا

رنگ پر میری جنون کا ہو گلستان آجکل
 ہو مرا سار بدن سر و چراغان آجکل
 ہو رہا ہو تار تار اپنا گریبان آجکل
 مثل گل وہ ماہر و رہتا ہو خدا آجکل
 نعم ہا رہی خانہ دلین ہر همان آجکل

فصل گل سرخ و شبنم کا شور و غل ہر دہن
 بقیار سی پر مری تجلی ہی ہستی پر تیان
 وہ بیان میں لا تا نہیں کہ قصہ یوسف کو ہی
 فصل گل میں اتھار ہی توت و ست خون
 فصل گل میں پھر جو حشمت کی طعانی ہوئی
 عشق ابرو کا نہیں یہ سامنا ہی موت کا
 ایک دن ہی وصل کا وعدہ وفا ہو تا نہیں
 کیا غرض سلام کو بند سے اوسی کی ہو گئی
 مثل محزون ہو گئی ہی محکو حشمت کیا کہوں
 و کیلکہ لا رہے ہونٹو پیرا و نکے بولادل

بلبل گلشن میں تری ہن غزلو آن چکل
 ابر میری حال پر رہتا ہو گریان آجکل
 وہ صنم چمن پرانی ہی نازان آجکل
 بڑ بگیا دہن ہی چاک گریبان آجکل
 پھر جنون کا چاک کر ڈالا گریبان آجکل
 میری گردن ہو تہ شمشیر بر آن آجکل
 خوب یہ تنہی نکالی ہو مریبان آج کل
 دیدیا اک بت کو ہنزدین وایان آجکل
 چھانٹا پھر تا پو نہیں خاک بیابان آجکل
 محقر منہ چڑ بگیا لعل بدیشان آجکل

ہر طرح میں یاس کھنچا ہی کیا ک غزل
 کیونکہ جو تیرا مرتب تیرا دیوان آج کل

خود بکھلتے ہیں تیرا کہ شبگیر دل
 اپنے پہلو میں اس پر مری کو ہنسنے دی جبکہ
 اشک بر سر اس قدر آنکھوں سے چھریا رہیں
 چڑ گیا تہا وہ جواک تیرا گاہ او لیں
 میری پہلو سے چڑا کر کیوں کیا بر باد اسے
 سنہ کو کہ دیکھو ابھی تیرا مردہ ہو جاتا ہے
 بڑ بگئی ہی اسکی حشمت ہو گی اب آفت بیا
 ایک دم ہی میری پہلو میں نہیں اسکو قرار
 آ کی باتیں کیا کرتا ہے مجھے حشر میں
 مجھے تازک طبع کو عشق بت سنگین جگر
 آگ ٹھہرتی ہی دعا غول کی جرات قلب میں
 کم سوا جب کو تصور ہے اوسی کا رات دن
 تیرا قاتل ٹر گیا اسپر وہ تڑپا ہی کیا

کچھ خطا میری نہ نہیں ہر نہ کہ قصیر دل
 اور اس سے بڑے کوئی کیا کر تو قیر دل
 غرق آب شور آخر ہو گئی تعمیر دل
 و کیہ ای قاتل تیاں سیر میں ہو خیر دل
 او تم ایسا دبتلا دی مجھے قصیر دل
 نام ہو در وجدانی کا فقط تعمیر دل
 تو ہی کراؤ زلف جاناں کہ نہ کچھ بدیر دل
 کس طرح نہراؤ کہیں گے پہلا تصویر دل
 کس طرح مجھ کو نہ خوش آئی پہلا تقریر دل
 دیکھنا تیرے جاکر بڑ گئی تعمیر دل
 جسم کو میری جلانے دیتی ہے تعمیر دل
 سامنے کرتا ہوں اپنی آنکھ کے تصویر دل
 واہری قیمت جگر کی واہری تعمیر دل

<p>دلجوہ متاب ہو کچھ کہ نہیں تویر دل یار کا نقش جبین ہو باعث تسخیر دل زلف پیچیدہ ہو اوس صیاد کی زنجیر دل یار کو گہرین لگی ہو ہر جگہ تصویر دل دید کے قابل ہو اسی شکب پر ہی تعمیر دل لیکے عاشق ستر ہو کیا خوب کی تو قیر دل پہلے آنکھوں کا قصور لسمین ہو پھر قصیر دل لیٹ کر پہلو میں ستر ہو تو کبھی تقریر دل</p>	<p>واج کی صورت سے ہوا روشن سینہ خانہ مرا دیکھتی ہی لوح پیشانی اوسے کا ہو گیا بال او دہر بکھر گئی کہ جشت سلسلہ خنیاں فی آئینوں کا شوق اوسکو باعث حیرت ہوا خون کی رنگا شیریاں گلکاریاں غولکیاں قید رکھا توڑو الا خون کیا صدمہ دیے کیوں دکھائی او کی صورت کیوں مجھ مائل کیا اسکو کچھ رمان ہی ہو کچھ آپسے کہنا بھی ہے</p>
---	---

بت لیو پر نے ہن ماخون ناتھ آہی زارین
جرم الفت پر ہوئی او یاس کیا تشیر دل

روایت مہم

<p>تو ام ہن و لون ہس و فا اور وفا سے ہم پیدا ہوئی ہو ہم سے بلا اور بلا سے ہم برسون لری ہو ہم سے صبا اور صبا سے ہم کیا ہی جمل ہوئی ہو قضا اور قضا سے ہم ہر بخلات ہس و وا اور دوا سے ہم چوٹیلگی ہے کت بلا اور بلا سے ہم بگڑی ہوئی ہو ہم سے حیا اور حیا سے ہم ہر اوج میں بلند ہما اور ہما سے ہم اب و ور تر ہو ہم سے شفا اور شفا سے ہم آئی ہو رنگ ہس و قبا اور قبا سے ہم</p>	<p>راضی ہو ہم سے تیری رضا اور رضا سے ہم ہکونہ او کی زلف کا سودا ہو کس طرح ہا جگاڑا ہوا تھا جو گل و بلبل کے واسطے یہ ناتوان تیرا سو جوڑو ہونڈ مانہ ہم ملے خفت نہوگی کچھ تپ و فتنیں ہو طلیب سودا ہر زلف ہم پہ ہو اہر بہت و بال ہمتو خفا ہن منہ سو وہ کچھ بولے نہیں ادنی یہ ایک تیر کو بوتر کا قول ہے کہینچا ہو طول عشق کو آزار نے بہت دست جنون دراز ہو اچا ہتا ہے پر</p>
--	--

او یاس ایک دن جو کہ درت زبانی راہ

ہم سے دیکھیں میں صبا اور صبا سے ہم

<p>چروں لڑا یا کرتے ہیں آنکھیں کن سو ہم</p>	<p>جوشی ہیں عشق زلف شکن شکن سو ہم</p>
---	---------------------------------------

یا وطن کہی کہی گل کا بسے خیال
عادل کا سامنا ہو گناہوں کی سرم ہو
خبر خارِ نعم موافقت میں کچھ وصول
یوسف کی طرح ڈوڑھیں ہم اس کے عشق میں
بابل نہ بھی خار کہ جاتے ہیں باغ سے
بوسہ لبوں کے لٹکا جو تنگے دانست اب
آیا جو سب سے نوح کی ثنا کا دہسبان
تجھ کو یہاں تبوں کی خدائی سے کچھ ملا
یہ وجہ ہے جگر جو ہمارا ہے واعندار

ای دل تینگ ہیں ہم دیوانی ہیں سر ہم
مرقد میں سُنہ چھپا دی ہو کہ کفن سر ہم
کیا خاک دل لگائیں کسی گلاب کی سر ہم
کب دیکھی تگتے ہیں چاہ و قن سے ہم
برخاستہ دل آپ ہیں اس آئین سے ہم
جاتی ہیں اب عدن میں نکل کر میں سے ہم
او گلین گے زہر اکیدانِ ایزد ہیں سے ہم
پوچھیں گے بات جاگو کسی زمین سے ہم
رکھتے ہیں عشق دلیں کسی گلاب کی سر ہم

یا تیس انبی شاعری پہ ہمیں کیا غور ہو
آگاہ کب ہیں کوچہ شعر و سخن سے ہم

در جسم خود ز فکر سخن مثل جان شدم
عشق تمام کر دمر در شباب حیف
در جستجو و اوچو بدر رستم از وطن
دارد عجب بہار تن و اعندار ما
کاسیدہ کرد الفت ابرو سے نازنین
عشق میان یار مرا کرد ناتوان
یک عمر رنج فرقت جانان کشیدہ ام
دل را خیال سیبِ ذوق و ادقو سے
در باغ و ہر آمدہ ام مثل بو سے گل
نالہ زول کشم پئے یاران ز فغان
شاید کہی مراد ہر ساغر شراب
افتادگی عشق نبارم تباہ کرد
دل و اعندار یا فتم و اشک لالہ گون

این خواستم کہ نام شود بے نشان شدم
چون د نمود فصل بہاری خزان شدم
ماند روح از تن خالی روان شدم
دالفت گل رنج تو بوستان شدم
تیر قرہ فدا و بسینہ کمان شدم
از کاہش الم چہ شد این عیان شدم
چون نام وصل آمد من شادمان شدم
ہر کہ کہ من طعیت شدم ناتوان شدم
آخر چرا بجا طرہ ہر کس گران شدم
آخر درین سرا جرس کاروان شدم
بر این امید بندہ پیر مغان شدم
در کوئی یار نہ خاک رہ ز فغان شدم
در خانہ باغ الفت و ایمان شدم

ای یاس از ازل ہدف تیر الفتم

در صید گاه کشته ابر و کمان شدم

پہر اپنا صبر از مائیکے ہم جو یا رہو کو یا نیکو ہم
 مکان لیرہ جا نیکو ہم محبت اپنی جانی نیکو ہم
 جو بوسہ کمانہ یا نیکو ہم تو انور دولت نہا نیکو ہم
 جو سیر گلشن کو جا نیکو ہم تو خار غم و ہنس یا نیکو ہم
 نہیں ہیں کہہ ستم کی پڑا بہت سنگین ناز و بیجا
 اوہر اوہر ہون اوہا کو دمان ایہ تر ناز و بیجا
 یہ تر ناز گان جن صف را اندو گے کسکونین کر
 جو دیکر گلشن بنیں شہل و گل کر نیکی یاد اوہر و و گل
 یہ و بلا میں جن جبکہ با ہم کو کیند بہر ہم چون عالم
 ارادہ ہر جان سوئی قاتل جان تیہ جفا کر سل
 ہر یک خوشتر یہ تو ہر مال ہر ایک رسول کا ہر سل
 بہار از تو دو چہمین ہینگے توشی نہ بہر وطن میں
 ہن تیر کو ابر و جفا پہ مال مجھ کو ضرور سل
 تہینگے کیا حشت فرو زمین قاتل جی خوش خیز
 یہ خد بلغت ہر آنو تہین کہ رنگ گل سطح چہمین
 مرا ارادہ سچہ گیا جو کہ وصل کا اسکا مدعا ہے

اوی کو پہنا زار و بھانگہ ہم اوی پہل گاہ نیکو ہم
 توجہ و نکی جو یا نیکو ہم حکایت دل نیکو ہم
 منہ اپنا کسکو دہنا کر ہم جو طرح منہ کی گاہ نیکو ہم
 خیال رخ زمین لا نیکو ہم نہایت کا داغ اٹھا کر ہم
 بلا سیر بنو سوار اپنا اوی سر پہل گاہ نیکو ہم
 بری ہیں لیرہ چلن کسما مان راہ او کسکو بھانگہ ہم
 یہ اولی آنکو بھانگہ ہر اشار کہ عاشقہ نکو و لا نیکو ہم
 و کما کو داغ دل پنا بلسل گلو توجہ نیکو ہم
 اشار کو زلف و زہین یہ ہم کسکو و کما نیکو ہم
 خیال ہر نام کا جو ایدل نشان بہی پنا نیکو ہم
 چچ دیوانہ میں ہر ایدل تہی گمانک جا نیکو ہم
 صبا اگر سر سر کو نہیں لی تو دم میں لا نیکو ہم
 بہر یہ سر گوشیاں میں قاتل و جگر میں سا نیکو ہم
 پس لے بخیر اگر خون میں تو دیکھنا غل مجا نیکو ہم
 شہ صال او کو یہ میں میں شال نحت سا نیکو ہم
 وہ شوخ نہیں میں کہ کہہ ماسر بلا و کرم تو نیکو ہم

بیان کرین کیا ہم اپنی محنت نہ بھو اتنی کہاں لیاقت

ساجو اگر یاس زکرت تو بولا کر و ز جا نیکو ہم

دیکھتو ہیں زور و شب تیر کو زخ روں کو ہم
 عشق میں بالکل تیر نیک و بدر رہتی نہیں
 نہ وقت کا ہر زور عشق کیو محبوب میں
 ساجو غروب ہر اسدرجہ سو دے کی خلش
 شفیقہ اپنا کیا تو ہے مگر یہ جان لے
 تیغ قاتل چلکئی باد ہساری کی طرح

دھیان میں کیا لائیں مہر و ماہ کے جون کو ہم
 دوست اپنا جانی ہیں وس فاشن کو ہم
 دست حشت سچہ پڑائیں کس طرح دامن کو ہم
 جلا کو بھاتا تیر میں خار و سو خود دامن کو ہم
 حشر کے دن بہی پھوڑے گئے تر و دامن کو ہم
 دامن گل جانی میں زخم کے دامن کو ہم

مین گناہوں پر جو رو یا خیر میں آئی صدا
تیرے کیسے کہ تصور میں اگر گھٹتا ہر دم
جب سیالیدہ لب کا تیرے آجاتا ہے فکر
گوشت غزلت سمجھتو ہیں تم شیر کو
ابھی اس فصل میں ملتا ہے روئے کا مہر
وقت جانان میں اسی غم کی عادت ہوئی
ہوٹ جائیں اسکی آنکھیں تجھ جو ڈالے نظر
ایسوا سیر کھیل تنوع عشق میں کیلے بہت
داغ دیکے جلنے لگو ہیں یہ ہوتا ہے قلع

کس طرح و درخیز چھین لیسو تر دہن کو ہم
جاگو خود سو دیکھیں بند ہوا تو ہیں گردن کو ہم
شرنگین باتو ہیں گلشن گل سوسن کو ہم
عشق ابرو میں گہرا جانتی ہیں ان کو ہم
ہجر کے کچھ دن تصور کرتے ہیں ساون کو ہم
روز مرہ جانتی ہیں نالہ و شیون کو ہم
دیکھیں تو اور شک گل دیکھیں تیری جون کو ہم
اک گھر وند جانتی ہیں قیس تیری بن کو ہم
یا کرتے ہیں اگر تاریکی مدفن کو ہم

یاس پیری میں جوانی کا آساف ہو ہمیں
یا کرتے تھو جوانی میں یونہیں بچپن کو ہم

ر دلف نون معجمہ

اولڈ سے شاہنہ کی گرفتار سنن
دماغ کیوں نہ معطر ہوں سنن والونکے
زمین شعر کو بوج آسمان کی طرح
ہر ایک شعر مرا کم نہیں ہو دیوان سے
مرے کلام کا ساری جہان میں شہرہ ہو
صفائی نظم گہر پر نطسہ کرین نہ کہی
خدا نے مجھ کو بنایا ہو مخزن اشعار
ہمارا سینہ بے کینہ ہے خزانہ شعر
اگر ہے طبع میں تیزی تو پھر خوشی کیا

دکھائے جلوہ خورشید آفتاب سنن
بہر پریشیدہ دلیں مری گلاب سنن
دکھار رہا ہے چمک نور آفتاب سنن
کسی کو شک ہو تو وہ دیکھ لے کتاب سنن
عروج پر ہے بہت اندون شباب سنن
دکھاؤں جو ہریوں کو جواب تاب سنن
زبان جو بند کروں پھر کھلانا باب سنن
زبان کلید سنن ہی تو لب ہیں باب سنن
غضب ہو کھلکا جو ہو جائے بند باب سنن

زبان دہن میں ترے یاس سیف بران ہو
مجال کیا جو کوئی دے سکے جواب سنن

انکی بہار دیکھتے فصل بہار میں

یہ سیکڑوں جو گل ہیں ملی داغدار میں

ساتی بسا گلابو نگو یوں بہار میں
 گردن پر پتلیوں کو نہیں چشم باریں
 شوخی تو دیکھو کتنی ہیں بوس نکار میں
 جلتے رقیب دیکھکے بوس و کنار میں
 آغاز خط ہوا رخ رنگین یار میں
 رنگ خزان پر باغ جہان کی بہار میں
 کیا خاک ان گونے محبت کرے کوئی
 کھلجائیگا جو باغ میں بولینگلی بلبلیں
 جوش جنون رہا جو یہی بعد مرگ بھی
 ہر وقت ہیں کسی سے تصور میں ہنسٹل
 سودا ہوا اک آنکھ رو کی جو زلف کا
 رہتا ہو زلف و رخ کا تری روز و شب خیال
 میں لاکھ چاہتا ہوں نہ افشا ہو راز عشق
 اوٹھکر بعد سے دشت میں جاتا ہوں بار بار

سو عطر کیتکی کا سئے خوش گوار میں
 شیر و نکلے بدلہ ہر تے ہیں آہو کھار میں
 تو نے تو مجھ کو ڈال دیا ہے فشار میں
 کیا کہیے کہ یار نہیں اختیار میں
 گھیرا خزان نے باغ کو فصل بہار میں
 بوئے وفا نہیں چمن روزگار میں
 بوئے وفا نہیں چمن روزگار میں
 میری زبان بند نہوگی ہزار میں
 درکار ہو نکلے لوہر کے سختے خراش میں
 اوٹھتا ہے لطف وصل میں تھار میں
 جاتے ہیں ہم حلب میں کہی کہ تار میں
 کتنی ہے زندگی اسی لیل و نہار میں
 پر کیا کروں کہ دل ہی نہیں اختیار میں
 مجنون کی کیا ہو خاک ہمارے غبار میں

ایک یار آئے نہ ملنے تو کیا کروں
 کیونکر پر ایا دل ہو محبلا اختیار میں

بجا نہیں سوچی سے جو ہم مہر فدا ہیں
 جس روز سے ہم شفیق زلف دوتا ہیں
 دودن کی محبت میں یہ عاشق سو بُراتی
 سودا محبت میں زخو درفتہ ہوں ایسا
 کیونکر ہوں حسنین جہان و نگو مقابل
 پیسا ہے ہمیں عشق نے ان گلبدونو کو
 حاضر یہ شرسوق سو تو کاٹ لے قاتل
 پامال جان اس سر تو خلق اوس سر پریشان
 اللہ اس فت سے مرید لگو بچائے

یہ ناز زلے یہ ادائیں ہی جدا ہیں
 وحشی ہیں پریشان ہیں گرفتار بلا ہیں
 کیون جی ہی کہتی تھے کہ ہم اہل وفا ہیں
 ہو عقل بھکا نہ مرید ہو شمس بجا ہیں
 وہ حور لقماہ لقما ہر لقا ہیں
 گویا چین دہر میں ہم برگِ خاہن
 گردن نہ ہلائیے کہ ہم اہل وفا ہیں
 قامت جو قیامت ہو تو گیسو ہی بلا ہیں
 بت مائل ظلم و ستم و جور و جفا ہیں

سکون کی جو ہر فوج تو آہو نکلی ہیں رات
ماہر یہ سوار ورمرو دستِ جنوں کا

ہر سب سے جدا رنگ تری کنہ کا اسی کا حسن

بندش ہر جدا ہر یہ ضامین ہی جدا ہیں

رُکے قتل میں جو وہ قاتل نہیں
مہبت ہی لگیں حقیقت میں میں
جو عینے کہا نہیں دید و نگا جان
نصو کیا جسکا دیکھا او سے
محبت کا حسین ہو کچھ اثر
خوشی کو عوض نہیں رہتا ہے غم
تری بیوفائی سے اویسے وفا
مسافر عدم کے رہے قبر میں
جو یوں دیکھیے تو بہت سہل ہے
بلا زلف جنوں غضب قہر چشم
کہانی کہوں کس سے غنِ عشق ملی
کہورت سے یہ صاف ہر دل مرا
جبیں بنور تری چاند ہے
بیان جمع ہیں سب جہان کے حسین
سو اسرت و درود اندوہ کے
اوٹھا لو نہ جو ناز مستوق کے
کز گمان غل اسکا قیدی کبھی
کیا جب طلب بوسہ بولا وہ شوج
ملی انتہا کج الفت کی کب

جو تڑپے تیرے تیغِ لب لہلہ نہیں
تو نکلی خدائی کا قاتل نہیں
تو بولے کہ ایسا ترا دل نہیں
مری بریں آئینہ ہر دل نہیں
وہ تپتے سگر بہر ہر پھر دل نہیں
یہ بیتِ لہرن ہر مراد دل نہیں
جو پہلے تھا اب و مراد دل نہیں
کہ بہتر کوئی اس سے منزل نہیں
مگر عشق سے بڑھے مشکل نہیں
بتاؤ مرا کون قاتل نہیں
یہ قصہ تو کہنے کے قابل نہیں
کہ آئینہ اسکے مقابل نہیں
تسار ہر زحار کا قاتل نہیں
پرستان ہی تیر ہی محفل نہیں
کچھ اس عشق کا اور حال نہیں
میں اسی محبت کا قاتل نہیں
یہ زلف رسا ہے سلاسل نہیں
تری بات سننے کے قابل نہیں
یہ دریا وہ ہر جسکا ساحل نہیں

جو چاہو تو اک بوسہ دو پاس
کہ آسان ہے یہ بات مشکل نہیں

اگر سوئین کہی ہم دوس مہ کا مل کے پہلوئین
جگہ ملجا تو حسرت کو اگر مل کے پہلوئین
نہ کیونکے لطف نہ نہیں اونکی ذریدہ گاہ ہو
نہ حسرت کوئی نہیں نہ کوئی آرزو ہمیں
مرا چہرہ وہی آباد کر دے اسکو دنیا میں
نہ انکی نظر محو خوشی کی شکل دنیا میں
جلکہ کے داغ کچھ دکھار ہوین طرہ کیفیت
مکہ مجھے رہتا ہے رقیب روسیہ میرا
جگر ہی ل بھی ہاں ہم جدائی میں تڑپتی ہیں
اوٹھو دنیا سو جب پہر کچھ دنوں میں ہی کن کر
تصویر کیا لیلی کو اپنے پاس ہی پایا
یقین ہے آج قتل میں ہی باری ہی جائے
ہوا خون میری آرزو کا دایہ بیدردی
خدا جانے یہ بیداری تھی یا خواب پریشان تھا

شعاع نور پیدا ہو ہمارے دل کے پہلوئین
بسر کر دے یہ اپنی عمر میرے دل کے پہلوئین
لگا ہو قافلہ حسرت کا اکثر دل کے پہلوئین
فقط جلوہ کسی کا ہی ہمارے دل کے پہلوئین
خدا یا اور دل دواک مجھو اس کی پہلوئین
غم و رنج و الم ہیں جمع میرے دل کے پہلوئین
چمن تازہ کھلا ہو یہ ہمارے دل کے پہلوئین
ہمیشہ خاک و ڈاگر تھی ہمارے دل کے پہلوئین
کوئی سہل تان ہو جس طرح سہل کے پہلوئین
سہرے گور بھی ہو آخری منزل کے پہلوئین
رہا اس طرح مجھوں صاحب محل کے پہلوئین
یہ جاتا ہو دل مجھو میرے قاتل کے پہلوئین
کسی ظالم کی محفل میں کسی قاتل کے پہلوئین
وہ سو گزرات ہر مجھو گلے مل لگے پہلوئین

بہت دشوار تھا اسکا رولف قافیہ لکھیں
غزل تو نے کہی ایسی کس شکل کے پہلوئین

کیا جسم تو لطیف کہ سایا کہیں نہیں
یہ رخ نہیں یہ زلف نہیں یہ چین نہیں
دشت میں منت تن پہن ہو کہیں نہیں
انسوس کا مقام خرابات دہر ہے
جس طرح ہو گا بوسہ لب آج لینگے ہم
حسنِ سخن وہ ہے کہ ہر اک دلپہ نقش ہو
دور سے بھی جلوہ گاہ کے رشکِ نجوم ہیں
انکار وصل موت سے بدتر ہے مجھو یار
ہم وقت مرگ صحیفہ زحار دیکھتے

تجسسا جہان میں یار کوئی ناز نہیں
پر مہر و ماہ میں کوئی تجسسا حسین نہیں
دامن ہو کر توجیب نہیں آستین نہیں
خالی مکان ہو کر ہر دن کین نہیں
آجی نہیں یہ آپ کی ہر دم نہیں نہیں
کس کام کا وہ نام کہ جسکا لکین نہیں
ہو آسان کو چوکی تیرے زمین نہیں
ہاں ہاں بہت ہو خوب بُری نہیں نہیں
پر کیا کریں کہ یار دم واپس نہیں

ساتی ہو مگر عیش کا سامان ہر باغ ہر
ہو خاک چین و شست نور می بین آنجنوں
آتی ہی میرے یار کو تیرا بدل تھے
میںے جو یہ کہا کہ میں عاشق ہوں آپکا +
کاٹینگے ہم گلاب جو نہ آئے گا شام سے
دیکھیں تو کون رہتا ہے اب بزم یار میں

یا دشمنِ خمیر آج مرا یہ حسین نہیں
صحرا کی یہ زمین ہر چین کی زمین نہیں
یہ طور ہے عتاب کا چین حسین نہیں
یوں کہ تیری بات کا محبہ یقین نہیں
یا آج تیرا جگر نہیں یا ہمیں نہیں
یا غیر و سیاہ نہیں یا ہمیں نہیں

قائل کرے مجھے کوئی کہ یا ہو یا اس اگر
چندر کا جو عدد ہو وہ کیونکر لعین نہیں

کوئی فرا گل و بلبل کی آنجن میں نہیں
ہمارا سو گلون کی بھی آنجن میں نہیں
مہک یہ حضرت یوسف کے پیر میں نہیں
عجیب لطف ہے وہ قد میں اونچی کثرت ہر
خدا کی عفو نے یہ پاک کر دیا پس مرگ
نہ ہم عدم کے ہن قائل نہ اونکی تہی کے
مثال دون کسے اوس کا کل مجھ سے
یہ سچ یہ وہج ہو کسی میں نہ تیرا شذر و خروش
خدا کو فضل سے ہر رنگ میں کئے اشعار
وہاں ہر مجمع اغیار یہاں ہر دم ملال
ابھی ہر چشمِ عنایت ابھی ہر نظرِ شیرازی
کسی سے تم آنکھ ملی اور ہم جو ہر سرشار
نکلے تن ہر مری روح نے کہا نصرت
کسی کے رد کو منور سے ہر حجاب اسے
خدا کی شان کہ ہیں غیر بار یا ب وہاں
فلک پکارا جو قاتل نے ہنوی کپڑے سرخ
عیان ہو اونکی نزاکت تو اسکی پوشیدہ

جو تو نہیں تو پھر اے یار کچھ چین میں نہیں
جو دل کو داغ و غم میں ہر لطف و چین میں نہیں
تیرے پسینے کی بو عطر یا ہمیں میں نہیں
مری حبیب کا جلوہ کس آنجن میں نہیں
گناہ کا کہیں وہاں مرے کفن میں نہیں
ہمیں کلام کوئی یار کے دین میں نہیں
خطا مغفرت ہو یہ مشکاب تو ختن میں نہیں
جواب یار کا واللہ بانگ میں نہیں
وہ بات کو نسی ہو جو مرے سخن میں نہیں
جس آنجن میں ہو تو میں اس آنجن میں نہیں
کسی کی آنکھ میں سوخی ہو جو ہر آنجن میں نہیں
یہ تیرا یاں تو کہیں بادہ کہن میں نہیں
مسافرت میں مری جو میں وہ وطن میں نہیں
نقاب چہرے پر ہو چاند یہ کہن میں نہیں
ہمارا ذکر بھی اوس بت کی آنجن میں نہیں
یہ رنگ تو تو مرے جامہ کہن میں نہیں
کمر میں راز ہے جو وہ تری دہن میں نہیں

یہاں عدو کا نہیں ڈر جو بوسہ لہ نہ سکون
کہیں تو آ کے بہا میری انجمن میں نہیں

میں وہ جہاں میں ہجران نصیب نہ ہو
کہ وصل کا کہیں مضمون مرے سخن میں نہیں

نظیر اپنا نہیں کہتا وہ گلہ خوش بانی میں
وہی بلایا ترا عالم بھی اسے مہر جوانی میں
بلا پر جو بلا آتی ہے اس دنیا تو فانی میں
کہا جو حال اپنا وصل میں دوسرے تو دل بولا
خیال ہجر وصل یا میں آتے ہی دیا میں
سُزل کا خیال اکثر ترقی میں بھی رہتا ہے
تہمین جو دیکھتا ہو شہری ہو تا ہو جو جان
تہمین پر جان بیکار زندگی جیتک کہ باقی ہو
کیا یک عشق زلف و قد نے مجھ کو اکٹھا کیا
مے مضمون اگر آب و در و ندان جان کے
حار کو وہ آنکھیں دیکھ کر میں ست ہوتا ہوں
خوشی کسی ہمیشہ صدمہ و الام رہتی ہیں
قلم میرا ہمیشہ نقش پر در احسان ہے
ہماری داستان شکر جگر شیرون کو لکھے ہیں
یہ بدبختی معاذ اللہ یہ کثرت گناہوں کی
وہ رخصت انگوٹھی اولہ جو بنگلی تو وہ بولے
ہوا آزار ہو عشق چشم یار کا پہلے
زرا آرام و نیا میں نہ پایا واسطے بیداری
عرق آلودہ ابرو دیکھتی ہی جان ہی سینے
نہیں معلوم وہ مٹی کو کہا پر دو کی باتیں تین

کہاں یا تو یہ لغنے عند سب بوساں میں
سنا تھا حسن یوسف کا جو کہ سنہرے کہانی میں
کوئی معشوق ہو بیشک تباہ آسانی میں
گزر جا سگی ساری رات اسی قصہ کہانی میں
ہوا سامان غم میرے لیے کس شادمانی میں
مگر پیش نگہ رہی ہی پیری بھی جوانی میں
سنا تھا ذکر یوسف کا فقط ہم نے کہانی میں
کہی عاشق نہ کوتاہی کر گیا جانفشان میں
مقدر نے ہنسایا کس بلا کو ناگہانی میں
قلم میرا نہ کوتاہی کر گیا پر روانی میں
نہو گانشہ یہ ہرگز شراب از غوانی میں
سو خرچ و غم پایا نہ کچھ دنیا تو فانی میں
نہو گی یہ صفت تو خانہ بہرہ و دمانی میں
نہ ہو گا بدبہ ایسا تو رسم کی کہانی میں
نزون ہو کہ وہ سے ہی پائے میزان گرانی میں
ہم اپنی یاد دیتی ہیں فقط بھگوانی میں
تب فرقت نے زور اپنا کیا پھر توانی میں
پڑی سر پر ہمارے عشق کی آفت جوانی میں
سفینہ میرا ڈوبا ہوا ہر اسی خنجر کے پانی میں
کسی کو وصل کب ہوا کو لڑائی میں

بند ہا ہر دوزمرہ ٹھیک ٹھیک استاد کا اپنے
عجب لطیف زبان ہو کیا سحر شاعر خونی میں

میلر و نامتا کہ گنگھور گھٹائیں آئیں
سا قیا آج وہ دن ہر کہ چلے جام پہ جام
ہوسین آگین دنیا کی ہمارے دین
کسے بانٹی ہریہ او تیری ہوئی پوشاک اپنی
ٹھنڈی سانسوں سے مری بھگدو داغ بگری
عشق گیسو و خط و حال سینے کے گھیرا
کوئی صحر کو چلا کوئی سو میحان نہ
سیر کرتا ہوا وہ ماہ جد ہر جا بکلا
جیکے شایان ہوا جو اسنے کیا وہ حاصل

سرا ہونے ہوا ونپہ ہوا این آئیں
جھوم کر خوب گھٹا ونپہ گھٹائیں آئیں
ہر گیا سر وہ ہوا ونپہ ہوا این آئیں
جو گلو تنکے لیو رنگین قبائیں آئیں
شمعین گل ہو گئیں آئروہ ہوا این آئیں
میرے دلیر یہ بلا ونپہ بلا این آئیں
جب بہار آئی جنون خیز ہوا این آئیں
ادھر آنا ادھر آنا یہ صدائیں آئیں
صبر آیا مجھے قاتل کو جھائیں آئیں

الحی ہم جو ہو سکے یا س اجابت بولی
مین ہی موجود ہوں تیری جو دھائیں آئیں

وہ نہیں جس مقام پر ایسا کوئی مکان نہیں
ضبط اسی کا نام ہر دو دو جگر عیان نہیں
مجھے بیان ہو کیا ہلا حال عدم عیان نہیں
تازہ عدم سر آ یا ہوں جانش پوچھو میرا کچھ
فصل ہمارا کھی جام دے سا قیا ہمیں
پہتا ہوں خاک چھانتا ایسا مجھو جنون ہوا
حسن کا تیرو جانبان شہر نہیں کہاں کہاں
بٹھیے آکے متصل شہر زرا گاکے دل
ضعف بڑا ہو اس قدر ڈھونڈو اگر کوئی شہر
جائیں ہمارو دل اولٹا نکالے اگر وہ لے لپٹ
دخو نسو جائیو جی ہل ہو وہ ہمارا جکل

جلوہ ہر او سکا ہر جا پشان خدا کہاں نہیں
انپا ہی بس یہ کام ہر جگہ ہیں اور ہوں نہیں
وصف دہن کرو نہیں کیا کام ہی کی زبان نہیں
کون ہن کیا بتاؤ نہیں نام نہیں نشان نہیں
نبت غنہ کو ہر جگہ تین ہر جگہ جان نہیں
زلزل کا یہ سلسلہ پاؤ نہیں شریان نہیں
کتا ہر سراسر اسان ایسا کوئی جوان نہیں
قصہ ہر میرا جاکسل کوئی دہان نہیں
جسم کا فرش خواب پر نام کو ہی نشان نہیں
گردش چشم یار کچھ گردش آسمان نہیں
جسمین خزان کا ہر عمل وہ مرا بوسان نہیں

کٹ گئی ہیں قیاس فقر و ہن آجی عجیب
نیچ یہ تیز غصہ یا تیس مری زبان نہیں

لشہ شربت ویدار را کر کے ہیں
الفق حشمین بیار را کر کے ہیں

عاشق ابرو چمدار باکرتے ہیں
 گیسو یار کے پابند ہیں اک مدت سے
 عاشقوں کو یہ فضا بہائی ترک کوچے کی
 نقطہ خال کا سودا جو ہو اسے ہلکو
 الفت چشم بین دنیا کی جبر کیا ہلکو
 ہوش آتا نہیں موسیٰ کی طرح مد سے
 زندگی خوش نہیں آتی ہمیں اس صد محو میں
 اوس جگہ جانے کو کیا خاک مزاجی چاہو
 درد و رنج و الم و یاس کا منو ہونے میں
 آجکل وصل صنم فضل خدا سو ہے نصیب
 درد و رنج و الم و غم سے بہتا ہے دل
 اک نہ اک بات نکلتی ہے سانس کے لیے
 بیٹھا کرتے ہیں جو اوس گل کا دبا کر ہلو
 جگر و دل ہی نے اک ساتھ دیا الفت میں
 چھپے کرتے ہیں مح نوح جان میں مدام
 نہوا چاک محبت میں گریبان نہ سہی
 دیکو در حضرت یوسف کو زینخانے لیا
 پاس رکھتے ہیں نشانی یہ تریے اثر کی
 فصل گل میں بھی نہیں کہوتا صیاد نفس
 منتظر حضرت موسیٰ کی طرح کون رہے
 سرمدیان وہ بھی تیغ ادا کیجی میں کوئے

ہم شہادت کے طلبگار باکرتے ہیں
 اس سلاسل میں گرفتار باکرتے ہیں
 صورتِ سایہ دیوار باکرتے ہیں
 چرخ میں صورت پر کار باکرتے ہیں
 نشہ عشق میں سرشار باکرتے ہیں
 محو نظارۂ دلدار باکرتے ہیں
 ہجر میں جان سے بزار باکرتے ہیں
 بزم دہر میں تو اغیار باکرتے ہیں
 ہجر میں یہ مرے غمخوار باکرتے ہیں
 نعتِ تفتہ مرے بیدار باکرتے ہیں
 میرے ہر دم ہی دو چار باکرتے ہیں
 وہ مرے درپے آزار باکرتے ہیں
 غیر کی آنکھ میں ہم خار باکرتے ہیں
 یہی دنوں مرے غمخوار باکرتے ہیں
 بدل گلشن بخار باکرتے ہیں
 سینہ چاک اور دل افکار باکرتے ہیں
 ہم ترے دلے خریدار باکرتے ہیں
 ہم جو باندھے ہو تووار باکرتے ہیں
 بھل اوڑ جانے کو تیار باکرتے ہیں
 یہ وہی طالب دیدار باکرتے ہیں
 ہمتو مرجانے پہ تیار باکرتے ہیں

کس حسین نے یہ سایا ہجو کیا کیسے کو یا س

آپ کیوں جان سے بزار باکرتے ہیں

فکر میرا یہ تیری آنجن میں کون نہیں
 آبیان یار کے چاہ دن میں کیوں نہیں

ہر عجب فنا نہ بھل میں کون نہیں
 اس قدر قربت کیوں ہے تعجب کی جگہ

بار بار اونکے لب شیریں کے ہیں بوسے لیے
 عمر تو ساری ہوئی زنجین مزاجی میں لب
 ایک ت سیرہ دوبا ہے اسی کی چاہ میں
 مہر سیکا اسکو دعویٰ ہو اگر جیسا ہے سب
 سانس چلتے ہیں پروا نہیں پروا سے
 گو میں دیوانہ ہوں پر کیوں بھاگتے ہیں مجھ سے
 جامہ ہستی ہمارا نوبہ نو ہے آج تہا
 سا دلی کیوں ہو گئی ہو وضع قلمین شریک
 پیٹیا ہو کر ہیں تو میں ہی ڈالے کہیں
 اپنی جلتے جی تو میں ہنسا کیا عمدہ لباس
 یار کی آنکھوں کی سی شوقی بھی ہو دشت بھی ہے
 دیکھتی ہیں جب کو اچھا سنا ہے میں اوسے

پہر حلاوت تمذکی میری ہیں کیوں نہیں
 قبر سری دوستو صحن صحن میں کیوں نہیں
 دل چارایا رکھے چاہ ذوق میں کیوں نہیں
 اونکی زلفوں کی سی پوشاک صحن میں کیوں نہیں
 بو تو الفت دوستو شمع لگن میں کیوں نہیں
 بو محبت کی مر و اہل وطن میں کیوں نہیں
 ایک و پیوند سخت کہن میں کیوں نہیں
 بانگین کی بات اوسکو بانگین میں کیوں نہیں
 آسیا کی طرز اس حرم گن میں کیوں نہیں
 بو تکلف کی میری دو گز کہن میں کیوں نہیں
 اوس قدر شرم و حیا ایدل ہر میں کیوں نہیں
 ہو تعجب قدر کا لہلہ فن میں کیوں نہیں

ہر جوان سے بیوفائی کرنی ہو دنیا کو دون
 یاس پھر رسم وفا اس سرزن میں نہیں

دل بیل کو نہیں باغ میں آرام کہیں
 میری تحقیر کہیں ہوتی ہے اگر آرام کہیں
 فصل گل میں نہیں بلبل کو کوئی دم آرام
 کوئی مدت سیر و سہ کوئی تازہ اسیر
 شادی وصل کہیں ہو تو کہیں رنج فراق
 باغ و صحرائیں تری شیم کے ہیں نام جدا
 دیکھو اچھا نہیں ہر روز کا آنا جانا
 آپ کے عشق نے دونا مہمان میں پائے
 باغ و صحرائیں کی طرح نہیں جی لگتا
 جب سوا دیکھ رخ و گیسو کا ہو ہر سودا
 ہر جگہ ابوح ملے دیکو ہمارے کیا کیا

خلش خار کہیں ہر شش دم کہیں
 یاس کہتی ہیں کہیں عاشق ناکم کہیں
 عجم صیا و کہیں خطرہ گلد ام کہیں
 یار کی زلف ہے رنجیر کہیں دام کہیں
 نیک غار کہیں ہے توبہ انجام کہیں
 کہیں گس کہیں آہو گل بادام کہیں
 صحبت غیر میں ہو جاؤ نہ بد نام کہیں
 کفر مشہور کہیں ہو تو یہ اسلام کہیں
 دل عشان کو ملتا نہیں آرام کہیں
 لوگ باتے ہیں مجھ سے کہیں شام کہیں
 عرش کہتے ہیں کہیں یا ترابام کہیں

<p>اٹھکوا جائی نہیں گھر سے تو دو کام کہیں پہلے لینا نہ خبردار مرانا م کہیں وہاں سے کچھ گالیان ہو جائیں نہ انعام ہر یہ انصاف کی جا حاصل کہیں عام کہیں</p>	<p>کس طرح آئین میرا پاس کت کے سبب تجھے قاصد میں کہو دیتا ہوں لنگڑہ خط بوسہ لب جو طلب کرتا ہوں اسے ادا ہم تو ہیں دور کمر پہنچے ہیں پاس کو قریب</p>
<p>اڑ گیا رنگ جو ہر دلوں کو لگا اسے پاس سیر کو باغ کی آیا تھا وہ گلغام کہیں</p>	<p>اڑ گیا رنگ جو ہر دلوں کو لگا اسے پاس سیر کو باغ کی آیا تھا وہ گلغام کہیں</p>
<p>اپنے عاشق کو نہم اتنا حجاب اچھا نہیں چار دن کو واسطے رنگ خضاب اچھا نہیں سر اٹھانا اس قدر مثل حباب اچھا نہیں ای بربر و وصل میں اتنا حجاب اچھا نہیں آفتاب آ جا جب سر پر خواب اچھا نہیں دل اولیائے میں گئے ایسا انقلاب اچھا نہیں پوچھتے کیا ہو دل خانہ خراب اچھا نہیں بزم میں ہر بار عاشق کو خطاب اچھا نہیں ای دل مضطر تھریہ خط اب اچھا نہیں دیکھ آتنا ضبط اور چشم پر آب اچھا نہیں رنگ تیرا زرد ہو آفتاب اچھا نہیں اوضا یہ رخ دنیا کا عذاب اچھا نہیں روز کا یہ سر بھڑانا اسے جناب اچھا نہیں ایک دل کا یہ غرض ایسا حساب اچھا نہیں</p>	<p>مانع نظارہ ہے زخیر نقاب اچھا نہیں عارضی جو ہو جا نہیں وہ شباب اچھا نہیں آدمی اپنی ہوا میں آپ ہوتا ہے فنا ہجر سے بدتر ہے یہ منہ ڈھانپنا ہر بار کا آئی بالوغین سیدی جو کج غافل ابو خیر کا عاشقوں کو لکھ تم بھیر و قیامت کی سزا میر کا جان ہمارا رہتا ہے یہ عشق چشم میں دیکھو یہ امر کہ گذرے غیروں کو خلاف غیر ہلو میں ہیں افسا ہو جائے تیرا حال ابر سے بھگو مقابل آج کرنا ہے مجھے کیا بھگد میں رخ محبوب کو تشبیہ و ن زیت کی تو چند دہائی جا میں احت سیر حضرت ناصح کہاں کی باب لگی ہو آپ کو میں بے گنتی لپی ہو تو وہ کہنے لگے</p>
<p>ہے تجھے محبت میں گر جانا تو کار خیر کر جو عمل ہو پاس حلالی از ثواب اچھا نہیں</p>	<p>ہے تجھے محبت میں گر جانا تو کار خیر کر جو عمل ہو پاس حلالی از ثواب اچھا نہیں</p>
<p>سو ہو حال مرا پار سے کہ بتے ہیں حالی لایا سے نالو مر کہ آتے ہیں متصل سامنے سے تیرے نگاہ آتے ہیں</p>	<p>پاس کا لون کے جو کیو کیو آتے ہیں بقیہ آدمی کے سبب شک جو آتے ہیں دل ٹپتا ہر مرادیکہ ہے قاتل</p>

راہ چلو میں چہ رہیں نظر ہے اونکی
 آجکل حضرت دل ہو گئی ہے قریب
 ہم شب بھر ترا سا منہ کرنے کے لیے
 یاد پستانِ صنم میں نہیں خود روتا میں
 بخاطر گمور رہی ہیں وہ مجھے محفل میں
 اوسکی محفل میں تو جاتی ہی ہیں حضرت دل
 اوسکو کوچ میں کسی نہیں احتیاج
 ابر شرماتا ہی اس شور میں دیا ہوں
 تم جو کہتے ہو مری نرم میں آئینے قریب
 خود بخود ہجر میں آنکھوں کو لٹکیے ہیں خوشک
 یاد آ جاتی ہیں دست میں بھی انکھیں اوسکی
 اک بلا ہو کے یہ تے ہیں شانے کو مرے
 ابر کا چاند یہ ہو جاتا ہی دھوکا ہر بار
 آہیں ہو جاتی ہیں ہر وقت مری سینے پر

ہر طرف بھینکتے وہ تیر نگاہ تے ہیں
 روز یہ پہلو دلدل میں رہ آتے ہیں
 لیکے رنج و الم و غم کی سپاہ تے ہیں
 آبلے دلائے مری بھوٹکے پہ آتے ہیں
 تاک کر اتنا ہوا ہر ترنگہ آتے ہیں
 یار سو آپ مرا حال تہی کہ آتے ہیں
 صدمہ اثری نالی بھی سہ آتے ہیں
 یاد حُسنِ مجھے اپنے گنہ آتے ہیں
 یار ہم آپ نہیں ایسی جگہ آتے ہیں
 ہیں یہ ناسور مری دل میں کہ آتے ہیں
 جب نظر دشت میں آہو کسیہ آتے ہیں
 حضرت دل کسی کیسویں جو رہ آتے ہیں
 رخ روشن پہ جو کیسویں آتے ہیں
 اوس طرف سے جو ادھر تیر نگہ آتے ہیں

یاس ہو ملک عدم ہی کوئی دلچسپ مقام
 جا کے آئی ہیں گدا و بالسنہ شہ آتے ہیں

زلزل جان کا ہر خیال ہمیں
 خون سکر دیا جو لال ہمیں
 کیا کہیں اونسے ایک بوسے کو
 سابقا در و محسب کو دے
 مجھے کہتا ہی اونکو شوق میں دل
 آج بھی ٹل گیا جو وعدہ وصل
 دلی تمیت جو دہرہ دیتے نہیں
 حسرتیں دید کی نکلیجائیں
 پہر دل آزار یان وہ کرنے لگے

زندگی کیوں نہ ہو بال ہمیں
 تو مے قابل کیا نہال ہمیں
 شرم سے مانع سوال ہمیں
 صاف ہیں ہم پلان لال ہمیں
 اپنی پہلو سے تو نکال ہمیں
 یار ہو گا بڑا ملال ہمیں
 پھیر دین وہ ہمارا مال ہمیں
 نظر آئے جو وہ جال ہمیں
 دیکھ پایا زرا بجال ہمیں

وصل میں یار مجھے روٹھ گیا
خاک ہی اوڑھنا چھوٹا ہے
چاند دیکھا جو دھوپن شب کا
پاس کے وحشی کسی کی آنکھوں کا
وصل میں یار مجھے کہتا ہے
آکے دنیا میں تجھے بعد ہوا
تو نے ابرو دکھا کے غیظ کو
نہو فصل گل میں کیوں سودا
وصل میں رعب حسن کے ہاتھ
جتنا اونکا عروج حسن ہوا
یار جو بے عدیل پایا ہے
بولا قاتل لگا کے تیرے نظر
یار انگڑائی ہاتھ اوٹھا کر لے
عشق ابرو میں جھلکے ہو گئے خم
ہجر میں فرش غم پر گرتے ہیں

لو ہوا اور انفعال ہمیں
یہی سندی ہی ہر سال ہمیں
اونکے رخ کی ملی مثال ہمیں
گھوڑ تری ہیں بہت غزال ہمیں
ہجر کا کچھ سنا و حال ہمیں
اب ہر درکار اتصال ہمیں
کرو یا بے چہری حلال ہمیں
ہو گیا کیا میرا بکے سال ہمیں
نہوئی بات کی مجال ہمیں
اوتنا ہوتا گیا زوال ہمیں
لوگ کہتے ہیں ہمیں مثال ہمیں
خوب آتی ہو دیکھ مجال ہمیں
نظر آئے کہ کہیں ہلال ہمیں
سب کہیں صاحب کمال ہمیں
اوتھکے اکر در و دل سنبھال ہمیں

جو رسول کریم ہے امی یاس
بخشوا سیکلی اوسکی آل ہسین

پیش نظر ہیں کیسے دلدار رات دن
ہر کوئی یار مصر کا بازار رات دن
کس کا قتل نہ نظر ہے بتائیے
ہم دائر میں چرخ کے نقطہ کی طرح ہیں
اوسنگدل نہو ترے دل کو کہی خبر
جہانکو تو اوتھکے روزن دیوار سے بھی
حیرت میں ہوں ہ کیسے و زخا رو کیا مگر
معشوق بد مزاج ملا ہکویا نصیب

رہتا ہوں اس بلا میں گہوار رات دن
رہتے ہیں جمع در پہ خریدار رات دن
چھٹتی نہیں جو ہاتھ سے تلوار رات دن
گردش ہر اسکو صورت پر کار رات دن
شکر امین سر کو ہم پس دیوار رات دن
رہتے ہیں دیو طالب دیدار رات دن
کس طرح دونوں ملے اکبار رات دن
ہوتی ہے اوتھتے بٹھتے تکرار رات دن

طالع ہمارے رہتے ہیں بیدار رات دن
ہر محبہ رنج و غم سے سرور کا رات دن
جس طرح کالے صاحب زار رات دن
آواز صبح و شام ہی انکار رات دن
دلہن ہمارے چلتی رہے تلوار رات دن
حاصل ہے مجھ کو دولت ویدار رات دن
برسون رہا ہوں سحر میں پارس رات دن
پھرتی ہے آنکھ میں تری زقار رات دن
کرتا ہے یوں لبر تر بیمار رات دن
میں دیکھتا ہوں یار کو حسار رات دن

صحبت ہر گرم ایک پریر و سر آجکل
الفت میں زلف و رخ فی ہر تہیکہ کیون
اوقات یوں لبر ہوئی اپنی فراق میں
کیونکر ہو وصل یا رتلون فراج ہے
ہو زلف و رخ کے عشق میں اوج کا خیال
ہر وقت دیکھتا ہوں تصویر میں شکل یار
حسرت ہر میری دیکھوں نچ اب مرگ کی
آٹھون بہر ہی محبہ قیامت کا سامنا
دلین کہی پیش کہی زخم جگر میں درد
نخلین چک چک کرے ہر دھڑکے محبہ کیا

بھڑکنم میں یاس تھے ایک دم نہ ہشک
ٹوٹا کبھی نہ آسنوون کا تار رات دن

اوتر آئے ہیں مری دلین برابر دونوں
پہچین آئینے اگر در مقرر دونوں
دشت غربت میں ہم بھگتے بستر دونوں
یا خدا خلق میں آباد ہیں کہر دونوں
کہیں برپا نہ کرین فتنہ عشق دونوں
گر ٹہری گل کو ترین کیوں ہو پردوں
روز و شب شمس و قمر ہر دو ہیں بکیر دونوں
بوسے سب ہو گئے آج برابر دونوں
آج مقتل میں دکھائے ہیں جو ہر دونوں
ہوئی تعمیر تمہارے لیے یہ گھر دونوں
آج آمادہ پیکار ہیں لشکر دونوں
زندگی خوب کی ہوں جو میسر دونوں
ہیں بلا کرتی گیسو کے منہر دونوں

قاتل بر وتری سر نیز ہیں خنجر و دونوں
مائل زلف ہوا دل ہی جگر بھی میرا
قیس و رہم ہوئی پہر ایک جگہ آئی بہار
خوش رہیں وہ بھی ہمیں ہی کوئی صفا
میری ناک تری غلال کی جھنکار صنم
بعد مدت جو چھٹی کچھ نفس سے بلبل
جستجو ہے کسی محبوب کی بیشک انکو
بعد فرما دے شیریں کی جو دی جان اپنی
ہوگی قاتل سو کمی اور نہ میں تر ہو ہنگام
چاہو کبھی میں رہو چاہو ہمارے دلین
ہیں او دہر سحر کے غم دلی ادہر میں ہیں
وصل دلدارے اور شہاب کا رنگ
تو نے شافونہ جو پوڑا ہی ٹوٹل ٹرتے ہیں

فرق قسمت میں ہو کہ کوہین تہر دونوں
دیکھ قاتل یہ میری خوشی ہو تو تہر دونوں
دوستاری میں تری کا نوٹے کو ہر دونوں

میر دل لعل ہو اور غیر کا دل سنگ سیاہ
ہو غصہ خنجر مقتل کی زمین ہو گلزار
رخ روشن کی بجلی سے چمک دیتی ہیں

یاس ہم اور الم سا تھہ ہی شاگرد ہوئے
قیض استاد سے کہلائی سخن روزوں

ہمسفر کو سیکڑوں میں رہا ہر کوئی نہیں
میرا خط لیجائی ایسا ناتہر کوئی نہیں
چار دیوار عناصر میں توہر کوئی نہیں
سیکڑوں نالہ ہیں لیکن با اثر کوئی نہیں
ہم توہم اذ غم ترا خواہاں اگر کوئی نہیں
قابل تجھ مر از غم جگر کوئی نہیں
اس طرف قاتل عنایت کی نظر کوئی نہیں
چاندی صورت کا اگر شب کوئی نہیں
چاک دہن جو ہو سی سحر کوئی نہیں
اوسط عاشق ہمارا ہے جد ہر کوئی نہیں
تاج شاہی خیر زر بالا ی سر کوئی نہیں
اوسط ساری خدائی ہو اور ہر کوئی نہیں

عشق میں سا تہی بہت چڑھ کر کوئی نہیں
کون اوسو ہو نچا کر عاشق کی خبر کوئی نہیں
قید ہستی سے رہا ہو روح کیونکر جسم سے
ہجر کی شب میں تڑپتا ہے آگے نہ وہ
تیری ہمانداریاں چین سولی ہیں آج تک
گماؤ پرہن گماؤ تیغ ابر و خمدار کے
سیکڑوں تبہل ہوئے تیغ نگاہ ناز سے
مجھے کیوں نفرت ہو عاشق تیرے بے یوہی
اگر کوئی شب میری تمام میں نہیں بھلے بال
بیکسی بھی تو نہیں ہو ساتھ اسکے ہجر میں
اگ گداہوں اہل دولت سے دہن کیا جگر
حسن کو غلبہ رہا الفت یہ روزِ حشر بھی

ہجر کی شب شام ہی سے چمکی اپنی چھری
یاس زندہ آج کیا مرغ سحر کوئی نہیں

عشق شہر مست میں میں آپ ہی ہمار ہوں
ہر طرح کے شکرستا ہوں طبعیت دار ہوں
آبرو میں دیکھیے تو ابر کو ہر بار ہوں
البتعا عاشق کی ہوں عشوق کا انکار ہوں
سر جھکا یا مینو اوقا قاتل لگا تلواری ہوں
کہہ دو نشو اسے پری میں سایہ دیوار ہوں

چھیرا می ترکان نہ مجھ کو صاحب آزار ہوں
کیون ہوں بول بل فن کن خوش گفتار ہوں
عشق وندان میں گہرا شکوئے بے آہو ہوں
حرص دنیا ہی ہو پاس بروہی ہو مجھے
راہ کسکی دیکھتا ہے دیر اتنی کس لیے
تیرے کوچہ میں گر ہوں جبر اوہتا ہی نہیں

ہو یہ عاشق سے اشار اول چراگونی ترا
میری آنکھوں سے نہان ہر دور روشن یار کا
دوست آنکھوں پر ٹھکانا ہوں مجھے ہر بزم میں
ہر جنون کے فیض سے دغ و غنا کا قلب پر
ہوں وہ قانع جو سوال وصل بھی کرنا نہیں
خوب ہو خانہ نشینی کیوں بہر و میں در بدر
میتے جاہت کی تو سب کو لگو خواہش تری
حسب خالی کا یہ مطلب ہو غم و غم اسکا
بہر میں خاموش ہوں ناگو کروں کیلئے

آہی زلف رسا کہتی ہر مین طرار ہوں
ہجر کی شب کیوں نہ شکل ماہی ہر ہون
وہ طبیعت ہی نہیں جو میں کسی پر بار ہوں
کون کہتا ہے مجھے فلس بہت زردار ہوں
خون لبتیا ہوں ہر یار میں غم و غم ہوں
کیوں ہی کے پاس جاؤں کیوں ہی پر ہوں
ای مری یوسف میں تیری گرمی بازار ہوں
روح کہتی ہر عدم جاؤں کو میں تیار ہوں
حشر کیوں برپا کروں کیا میں ہی فنا ہوں

لڑکھاتا ہوں تو دل کہتا ہے میرا یا غلی
یا نس جب ساتی کوثر میں یہ سرشار ہوں

تیرا مداح جو اسے ابر و دل ابر ہوں
جو کہ ممکن ہمیں اس شہ کا طلبگار ہوں
چشم گلچین میں خدا جاؤں کہ کیوں غبار ہوں
ضعف و دنا ہو کس طرح نہو جائے بہلا
دیکھنے آئین نہ کیوں مجھ کو حسیناں جہان
ابتدا عشق کی ہر اس سے یہ بتیابی ہے
اب میں بوسہ بھی نہیں مانگتا چاہیں وہ ہیں
دل دیا ہو اوسے توڑی یہ خطا ہے میری
جب نظر پڑتی ہو اوس شوخ کی پہلو پر مری
ایک جان اپنی بچاؤ نگاہیں کس کس سے بہلا
عاشقان قد جانان میں طر اوج مجھے
ہوئی ہو مجھے اس نشہ میں دنیا اندھیر
ای پر پر ترے کو چرمین بلا پر ہے بلا
عشق میں ہوش و حواس و خرد عقل گئی نا

چلکے کہتی ہر زبان میری کہ تلو ابر ہوں
یار سے پردہ کشیں طالب دیدار ہوں
عاشق غل نہیں بلبل پے غبت بار ہوں
آجکل نرگس بیمار کا بیمار ہوں
یار کے نرگس بیمار کا بیمار ہوں
کیوں نہ تر ہوں کہ ابھی تازہ گرفتار ہوں
انہو دل ہی کا فقط اونسو طلبگار ہوں
ظلم جو چاہے کرے یار سزاوار ہوں
دل آڑ پکڑ مرا کہتا ہو کہ بیمار ہوں
ہر ادا یار کی کہتی ہے کہ تلو ابر ہوں
دار پر چڑھ کر یہ چلاؤں کہ شرار ہوں
الفت چشم سیہ نام میں ہر شرار ہوں
سایہ ہر سر پہ مری سایہ دیوار ہوں
کیا کروں کیا نہ کروں آہ کہ ناچار ہوں

شب ہجران مجھ کو لکھو نہیں بسر ہوتی ہو
 عشق کہ بڑی ہی ہو جاتی ہو دنیا اولیٰ
 مرلے کا ہو کہی سودا تو لبو نکا کہی عشق کا
 یہی انصاف ہو کیوں اگر فلک کہ فدا
 میری پہلو سے چرا کردہ یہ فراتے ہیں
 یار آتا ہے کہ صیاد کوئی آتا ہے
 مجھے اور یار سے کچھ خوب بنا ہو سودا
 میری قسمت تو یہ کہتی ہو نہ ہو گا کہی دل
 کیوں نہ ہر بار میری خاک سوختے او نہیں
 لوگ حیرت میں ہیں کوئی نہ صفت پہ مجھ گرایا
 لشکر عجم کی چڑائی جو ہوئی فرقت میں
 یہ دلا سا مجھے دیتا ہو فلک الفت میں
 نہ ملے یار مجھ ہی نہیں جینا منظور

یاس آتا ہے مجھے یار کا اپنے جو خیال
 دل مرا کہتا ہو مجھے کہ ترا یار ہوں میں

کیا ستم ہو ناز کی سوزہ ہی سکتے نہیں
 بخت خفہ ہی نہیں اگر سلا سکتے نہیں
 دوسری عشق کی ہم ناز اوٹھا سکتے نہیں
 دوست اپنا ہو کشاکش میں چھڑا سکتے نہیں
 گفتگو کا منہ نہیں باتیں بنا سکتے نہیں
 شیر صحرایہ نہیں آ لکھیں کہا سکتے نہیں
 محبو کو اپنے گرا آپ آ سکتے نہیں
 آپ میرا خون دہن ہو چھڑا سکتے نہیں
 طالب دیدار ہیں پر آنکھ اوٹھا سکتے نہیں
 دیکھے جو جو وصلے ہیں آزا سکتے نہیں

نا تو ان میں ہم تو او کو یاس جاسکتے نہیں
 باعث بیدار می عشاق ہو تیرا خیال
 آپ کے ظلم و ستم سننے کی عادت ہو گئی
 و کہ تو تقدیر کا اہل پھنس گیا زلفوں میں دل
 بند ہر اپنی زبان عشق و مان تنگ میں
 آہواں چشم سے ہم و شہیون کو عشق ہو
 ہر جہر و چھٹ جاؤں ایسی کیجئے تیرے کچھ
 شہر میں بھی یہ گواہی دیگا میرے قتل پر
 سر جہ کاے سانسو بے ہیں عجب حسن سے
 اپنی گستاخی ہو ہے اون کو بگڑ جانے کا ڈر

کس طرح او کو تباہی میں جو محبت ہو نہیں
 ہو گا وگیر الفت زلف آذما کی کیا خیرین
 یار کی چشم فسونگار ہے نظر بند جان
 ساکنان ملک عشق آباد اپنی سوئے ہیں
 خون عاشق ہو میں لیتے ہیں نایق سر پر
 کو تھی قسمت کی بند راہ کو تو یار ہے
 تیغ قاتل یا نکمیں اپنا دکھاتی ہے اگر
 ابتدا عشق میں انجام پر ہو کیا فطر
 بڑی ہی ہو سخت جانی ہر کے آزار میں

خال جو دکھا ہمارے سر دکھا سکتے ہیں
 قیدی زنجیر میں پر غل چا سکتے نہیں
 اوسکی عاشق اور سو آنکھیں لڑا سکتے نہیں
 طالع بیدار بھی جنگو جگا سکتے نہیں
 پاؤں میں ہند می لگی ہو کیا جو سکتے نہیں
 پاؤں سوئی منزل مقصد بڑا سکتے نہیں
 آبرو کہتے ہیں ہم ہی سر جگا سکتے نہیں
 پردہ غفلت کی ٹری ہیں آنکھ دکھا سکتے نہیں
 ضعف ہر ایسا کہ ہم دنیا سے جاسکتے نہیں

یاس پیش آتی ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں
 جو لکھا قسمت کا ہرگز مٹا سکتے نہیں

ترا تیر نظر ہے اور میں ہوں
 جہاں کی رہ گذر ہو اور میں ہوں
 عدم میں بھی لبتاب ہر ساتھ
 سر محفل دلیل او سکھ کر دنگا
 خلش شرکان کی ہو اور دل قاتل
 چلا ہوں سوئی جانان ساتھ ملے
 نہیں ہمارے محنون کے کوئی بھی
 چلا ہوں کوچہ گیسو میں شب کو
 خیال روگو گیسو روز و شب ہو
 تصور ہو جواب خط کا ہر دم
 خدایا برو الفت میں کہ لے
 خیال یار ہے ہر وقت دلیں
 گذر نیوالی دنیا سے برابر
 چلا ہوں دہر سے بے توشہ دڑا

مرا در و جگر ہو اور میں ہوں
 یہ بھیر کا سفر ہو اور میں ہوں
 یہ خوشی ہر سفر ہو اور میں ہوں
 ترکیب فتنہ گر ہو اور میں ہوں
 ترایہ بیشتر ہو اور میں ہوں
 یہ میرا راہبر ہے اور میں ہوں
 یہ تفتیدہ جگر ہو اور میں ہوں
 یہ راہ پر خطر ہے اور میں ہوں
 یہی شام و سحر ہو اور میں ہوں
 خیال نامہ بر ہو اور میں ہوں
 یہ بحر پر خطر ہو اور میں ہوں
 یہ مہمان میری گھر ہو اور میں ہوں
 فقط شمع سحر ہے اور میں ہوں
 غریبانہ سفر ہے اور میں ہوں

فراق یار میں دل نہیں پاس
کمر باندھی عدم جانے کو بیٹھے
بدر میں جس ترن ہیں تاقیاست
جہاں دو ہوا خواہ چین ہیں
شب مہتاب ہو وصل صبح ہے

اک آہ بے اثر ہو اور میں
بس لب فکر کمر ہو اور میں
یہ مایوسی کا گہری اور میں
بس اک بادِ سحر ہو اور میں
مرا شک تیر ہے اور میں

نہ مجھے یا کس چھوٹے کا فن شعر
میں سیرا ہنر ہے اور میں ہوں

ہجر میں اشکو نے دہن کو بھگو دیا ہیں
تنگ آکر کبھی حشت میں جو رو دیتے ہیں
راز کھلتا ہے الفت کا جو رو دیتے ہیں
شوق میں منہ جوڑتا ہوں تو کتنا ڈوٹ
جان بھی ل بھی تھارو لیے سب صبر ہیں
آجکل اونکے بھی نہیں ہر برابر الفت
یاد اللہ میں آتا ہے تو نکا بھی خیال
انہا دل اونکے کئی بار جو مانگا بیٹھے
برسوں کیوں ہنٹ چیا کرین مہر کے
ایسویوانے کے لین سو بہلا کیا حاصل
کیوں پہلو چوسے نہ ہر سال بہلا نخل خون
سینچا پڑتا ہے ہر آنسو کے پانی سے
برج دیتی ہیں کبھی اور کبھی کرتے ہیں خوش
بعد مرئیے محبت نے دکھا یا ہے اثر
اونکے یہ ظلم اوٹھائے کہ اپا ک بات یہی
جاکے مشق تو انکے پاس آتا ہر پھر کل سے
اوسو یہ کہ نہیں سکتے کہ حقا کیوں تم ہو
بخود میں نہ کوئی غم نہ کسی کا ہے خیال

اور کچھ بن نہیں آتی ہیں رو دیتے ہیں
اشکو نے دہن صحر کو بھگو دیتے ہیں
سکو یہ دیدہ تراور و رو دیتے ہیں
بوسہ تم سے طلب کرتے ہو رو دیتے ہیں
نکھیں جس خبر کی خواہش ہو کو دیتے ہیں
رو تو گردنیتے ہیں مجھ کو تو رو دیتے ہیں
بار ماہم حق و باطل کو سمو دیتے ہیں
جو مجھ بجا کے زیادہ نہ ہو دیتے ہیں
بوسہ لیتی نہیں تم لب کا وہ گو دیتے ہیں
آپ کہتے ہیں کہ دل تم میں دو دیتے ہیں
ہم تو ہر دائرہ زنجیر کو بو دیتے ہیں
ہم اگر خم محبت کہیں بو دیتے ہیں
گرم و سرد آپ زمانے کا سمو دیتے ہیں
اونکو جب میرا خیال آتا ہو رو دیتے ہیں
آہ بے دیکھے مرو چھوٹے رو دیتے ہیں
دکو ہر مرتبہ ہم ہاتھ کو رو دیتے ہیں
بس فقط آنکھوں پہ چلتا ہو کہ رو دیتے ہیں
ہوش تو آ کے مجھ اور بھی کو دیتے ہیں

غیر نوسہ جو طلب کرتا ہے وہ کہتے ہیں
ہم جو کچھ دیتی ہیں وہ پاس ہی کو دیتی ہیں

سوزِ غم رہنے لگا میری دل بہتا بے بین
داغِ دل و ناہی عشقِ شرابِ تاب میں
چاندنی کو دیکھ کر ہنسی ہو کیون تم ہنسی
ہو بہ و خورشید کا یہ رنگِ پیش و یار
روزی تو فرقتِ محبوب میں مر جاؤ گنا
دیکھنے کے لشکِ مذمت کی مرو گراؤ تاب
حسکے دل میں آج بھی چاہی رہیے شوقِ کر
دل لگی ہوئی ہو در و درج و غم سے بچیں
بے کسی معشوق کو مہوئی نہیں تحرکِ عشق
سب تعلق چھوٹ جاتی ہیں شہرِ بے درگ
رکھو نگا قاصد کی لکیر سر پہ پڑ دیکھیں
عاشقِ جانناز تو لکھتی ہو صادق ہی لکھو
نور کی گیارہ رشکِ لیلیٰ غیرتِ شیریں کہا
حال جو سینے میں ہو دکھا فراقِ یار سے
بوسہ لبِ کس طرح لیں شہزادہ خط کا ہر ڈر
قتلِ عاشق کے لیے کچھ تیغِ ابرو کم نہیں
کیا سبب ہو کیون مجھ پر وصلِ پراضی نہیں
حسرتِ دیدار میں دریا کھڑی ہیں دیر سے
تیرے دھڑکنے کی تھکا کیونکر کرے کوئی رتم
دیکھو محبوب کا میرے جمالِ ارمہ مصر
نور کی چادرِ نظر آنے لگی بالائی آب
آبدیدہ وہ ہو کر سنسکے مرے من کا حال
عشقِ آبروِ صنم میں ہو گئے جہک کر کمان

جا کر حیرت ہے کہ آبِ سن بند ہو سیاب میں
اور حدتِ بڑھ گئی خورشیدِ عالمِ تاب میں
کیا کوئی دھماکا ہے چادرِ مہتاب میں
جس طرح درویش پتے ہیں شبِ مہتاب میں
غرق ہوئی کشتیِ عمر روانِ سیلاب میں
غرق ہو جائینگے موتی آپ اپنی آب میں
کب تکلف کو جگہ ہے خانہٴ احباب میں
جی پہنچاتا ہے اپنا صحبتِ احباب میں
بے سبب ہوتا نہیں کچھ عالمِ اسباب میں
کوئی شہزادی نہیں ہی عالمِ اسباب میں
فرق آئیگا نہ خط یا رسکے آداب میں
اور اک فقرہ بڑا دو تم میری القاب میں
تکرمین ہوں یا رکومین کیا لکھوں تلقاب میں
یہ ترپ ہوگی نہ آتش پر کہیں سیاب میں
زہرِ قاتل ہی ملا ہے شربتِ عذاب میں
پہر لگائی تو نے کیون تو اقبالِ ڈاب میں
عاشق و معشوق کو دیکھیں تو اپنی ڈاب میں
کہی کیا ارشاد ہے اب عاشقوں کے باہن
حضرتِ یوسفؑ کی دیکھتے تھے یہ اخترِ خواب میں
حسنِ لیلیٰ آپ نے دیکھا انہو کا خواب میں
گر نہائی جائی وہ خورشیدِ روتالاب میں
پہر لگائی تو نے کیون تو اقبالِ ڈاب میں
سرخ کار تہا ہے اپنا آجکل محراب میں

آخری سجدہ ادا ہو گا اسی محراب میں
ہوگی یہ طاقت نہ ہرگز رستم و شہر میں
چھٹکیا ہو دل ہمارا آجکل گرداب میں
اک مدت سے ہنسنا نہیں اسی گرداب میں
لعل کے ٹکڑی چڑھے ہیں گوہر نایاب میں
سو کھار کاٹا ہو عشق گل شاہد میں
جان خون پار اہل ہر کیا دل بتیاب میں

سرجہا بیکے تہ شمشیر قاتل وقت قاتل
روز کو دھمکاتا ہوں یہی میرا کام
ناف کا اوس بجز خوبی کی عشق سے نہیں
ہر جہر میں گہری ہے مجھ کو آب طوفانی میں
جا بجا یازن کردہ ہے ہن جو ہنوں میں تری
اولی تاثیر میں نظر آتی ہیں کشت کی ہن
سینہ سوزان میں اکدم بھی نہیں اسکو قرار

یاس پیری میں ہے اک نوجوان عشق ہو
ہو گیا مشہور یہ قصہ ہی نسخ و شتاب میں

وہ پیدا دل کہا نیکی عجب ناز کرتے ہیں
کہیں جا جا کر غازی ہی غماز کرتے ہیں
کوئی ہی پردہ دلین کہ اوس سوا کرتے ہیں
یہ کافر و لسی پیدا کچھ تو انداز کرتے ہیں
بتوں کو بے نیازی چاہی تھی ناز کرتے ہیں
مری جینے کی تدبیر میں مری دساز کرتے ہیں
خدا کی شان ہو اولیٰ تو یہ مجھے ناز کرتے ہیں
ہم افشا اپنے دکھا آج ایک کرا کرتے ہیں
جو میری ہوش و نکو سامنی پردا کرتے ہیں
گر بیان کی طرح سینے کے در کو باز کرتے ہیں
ہرقت دکو مری تیر نگاہ ناز کرتے ہیں
عیان ہو جاتا ہر پہناں جو دین از کرتے ہیں
کہ جس سے بلبلوں کو ہوش تک پڑا کرتے ہیں
جلا دیتی ہیں باتوں کی بیت عجا کرتے ہیں
اگر ہم ناکہ کش کہ ہی بلند آواز کرتے ہیں

کبھی تیری ڈھالیوں میں گاس ناز کرتے ہیں
مری نالوں ہی افشا میری دکھا راز کرتے ہیں
قصہ میں نہیں معلوم کیا جا بنا کرتے ہیں
تو نکو سو جتنی ہیں دل دکھا کی عجب باتیں
یہ اپنی عاشقوں کو دیتی ہیں ناحق کی تکلیفیں
مری احباب ہر وصل اولیٰ رور کرتے ہیں
جو غیر دن کیسے میں اولیٰ کہتا ہو تو کہتی ہیں
کے دیتی ہیں سب اولیٰ کنار و بوس کے ران
مجھ کو شمع پینچی بنتی ہے پر قطع کرتے کو
یہ تدبیر آج کی ہے حسرت دیکھنے کی
اداسی دیکھتے ہیں تڑپا ہے یہ پہلو میں
صفائی اپنی باعث ہو گئی اولیٰ کدورت کی
خران کیسی جن میں آمد صیاد بنالہ ہے
خدا کی شان کا جلوہ نظر آتا ہر امین ہی
کہیں ہون چوک پڑا ہن ہر سو میں شہادت

خلیقہ کہ نہیں آتی یاس مجھ کو شعر گوئی میں

عنایتِ ہر یارِ دل کی چہ متا کر تے ہیں

اوٹھیں ہن کا لہا بول واکثر ہونیوالی ہیں
 سزا یاب ایک دن سزا دینو بر ہونیوالی ہیں
 بہت جو رحم کرتے ہیں مگر ہونیوالی ہیں
 ہم اکدن عاشق زلف منہ ہونیوالے ہیں
 چمک کر دل غم سودا مثل اختر ہونیوالی ہیں
 درست اشعار و صفت زلف کا محبوبہ تاجر
 فریب کروڑ دنیا دیگی بسکوشک نہیں ہیں
 بہت حیران کیا آئینہ رویوں کی محبت میں
 حسینان پریر ہیں شرارت ہی تو ہو لیکن
 لگا لجاٹیکے کوچ میں اس کی حضرت دل ہی
 خدا کو رحم آجیگا ہر اشکِ ندامت پر
 ٹھہرنے نہیں دیتی مجھے اپنے کو چون میں
 تلامطم ہو گا بحر عشق میں نہ نہر ہو گا
 گواہی دینگے وزیرِ قاتل خون کی پینٹیں
 مجھی کو دیکھ کر تم اس قدر گہرے جاتے ہو
 ابھی کس نے جو قاتل مگر ہیں قہر کی بلکین
 جویوں دیکھو تو ظاہر میں جانوسو ہی کچھ کہیں
 چلے ہوا اٹھکے ہلو سو جو پھر آؤ تو بہتر ہے
 لگا ہونسو مری دکھ تو چھپانا تو نے ام قاتل
 نسیم صبح کا لطف ابتدا ہی میں کچھ اوٹھتا ہو
 تراشینگے ہزاروں بت یقین ہو حرصِ نیلین
 تعب کیا عشق زلف میں ثابت قدم ہیں ہم
 مہرِ حورِ شید کو درگم رہی جستجو تیری
 رہ کر مجھ کی حد تک مگر اتنی تک سرک دن

ہم اب سنت شرب روح پرور ہونیوالی ہیں
 کہ یا مالِ خرام ناز و لبر ہونیوالے ہیں
 جو دل شیشی کی ناز کی ہیں ہتھکڑیوں پر
 مگر دیوا کی لیلی کے مہر ہونیوالے ہیں
 یہ کالی کالی دھبے بھی منور ہونیوالے ہیں
 یہ اور اق پریشان میری دفتر ہونیوالی ہیں
 جوان جو ہیں وہ اس تجھ کی شوہر ہونیوالی ہیں
 ہم اپنی دل ہی سو اکدن مگر ہونیوالے ہیں
 ہمارے تھیشہ دل میں سنہرے ہونیوالے ہیں
 جو خود گم گشتہ ہیں میری رہبر ہونیوالی ہیں
 یہ قطر و زین ہو ہو کر کوثر ہونیوالے ہیں
 دلو میں دن جھینون کر مری گہ ہونیوالی ہیں
 یہ دُکھ دُکھ میری یادوں لنگر ہونیوالے ہیں
 تری دامن ہمارے خون کا محضر ہونیوالی ہیں
 ابھی کیا ہو بہت اس پر ہتھکڑی ہونیوالے ہیں
 یہ جھوٹی چھوٹی نشتر بڑھ کے بھر ہونیوالی ہیں
 مگر دریا ہمارے دیدہ تر ہونیوالے ہیں
 خبر کی کیا تھیں جس کے جو ہر ہونیوالے ہیں
 مری نالے تری تیرے ہتھکڑی ہونیوالے ہیں
 دم سہرا سننے آخر باد صحر ہونیوالے ہیں
 جنہیں زر کی مٹا ہو وہ آذر ہونیوالی ہیں
 بہت ہی سو کھڑا سطر حکے سر ہونیوالی ہیں
 قیامت تک یو میں دنوں کو جگر ہونیوالی ہیں
 ہمارے گھر کی ہر دیوار میں در ہونیوالے ہیں

مر خطا یا ر تک بے جان کھم کے نہ ہو گیا
سکر د عاشقوں کے ہونے خوشیاں کجا کل ہن
ہو اس شوق آئینہ کا او نکو حد کو کچھ بڑھل
فلک کتا ہو با ہم دیکھ باریاں صحبت کو
ابھی تو دلو کو دتے ہیں نگہاٹینگے گہر سو
سرخبرم آج دلبر کو لتا ہے اپنی جوڑی کو
بس اتنی دیر ہی پہلو میں آکر بار بیٹھے تو
جو چوڑی میں لب شیریں ہی ہم پہر ہی چٹینگے
تری سی خون سرنگے کا صیا و ستم پیشہ
تری بلیں چلیں گلی تری آنکھوں کا اشار ان یہ
مری ناؤں سے کیا تو آج گھلے تا ہر اسے دلبر
یہ رفته رفته سارے جسم تو بڑھ کر چھپا لینگے
جنون زلف اکدن کو بکو انکو پھرا سے گا

وہی جائینگے دھاتک جو ہمیں ہونو الی ہن
ہم اس جمعیت ہمسیر کے ہمسر ہونو الی ہن
وہ اپنی وقت کے ایدل سکندر ہونو الی ہن
یہ مجمع ایکدن دنیا میں اتہر ہونو الی ہن
یہ انھی سے بڑھ بڑھ کے اڑو ہونو الی ہن
دل آخفتہ حالوں کے معطر ہونو الی ہن
کو نیکم میں ہم اب جامی ہو یا ہونو الی ہن
یہ بوسے اب ہمیں قہر مکر ہونو الی ہن
شال برگ گل بلبیل تری ہو ہونو الی ہن
یہ دو خونریزان تر کو نکے ہمسر ہونو الی ہن
بیا کل تک تری کو چوڑی میں مشر ہونو الی ہن
مری داغ جنون ہو لوں کی چادر ہونو الی ہن
تری دیوانے برگشتہ مقدر ہونو الی ہن

مری اشعار شکر ابتدا میں لوگ کہتے تھے
مقرر یا اس بھی اکدن سخنور ہونو الی ہن

پہنے گر میل گل باغ جوانی چوڑیاں
وصل پہ پہلے پہل کی ماہر و عاشق سر کج
یو اتی ہیں ہاتھ اوٹھاؤ میں تیری امیری
یا آتے ہیں مجھ پر دم وہ پیاری پیاری ہاتھ
اوشیہ ہی نام خدا جو میں عجب برسات میں
آج کل نام خدا ہے حسن جانان کو عروج
اوس کے عاشق کو گہر میں وصل کا وعدہ آج
جذبہ الفت دیکھنا پنی جو میں ہتھکڑی
آٹھ نہیں سکتی کلائی پٹریوں کے بوجہ
حسن و نا ہو گیا گوری کلائی کا تری

زہر ہنبر کے لیے ہو جائیں مانی چوڑیاں
روز ہر نور و زکا بد لو پڑانی چوڑیاں
کرتی ہیں فریاد عاشق کی زبانی چوڑیاں
اوپری تو بھیج دے انبی نشانی چوڑیاں
بر میں چوڑا سرخ ہو ہاتھ نہیں مانی چوڑیاں
ساعذر ہرہ کلائی آسانی چوڑیاں
رات یہ شادی کی ہو ہنوشانی چوڑیاں
دست دلبر میں ہن سود کی نشانی چوڑیاں
ہاتھ میں اوس گل کے کرتی ہیں گرانی چوڑیاں
بند جو پہنے سنہرے اور دانی چوڑیاں

دم میں نیچے پھنسا کر زہر بھی ڈنگے ہیں
زہر سے کچھ کم نہیں ہو عاشقوں کو واسطے
سنبھرنے بال گو نگر والدانی جوڑیان
سنبھرنے کانوں کا تمہاری اور والدانی جوڑیان

یاسین تڑپا دیکھ کر ماتھوں میں تیری آغوش
ہاتھی بانہی پیاری پیاری آسانی جوڑیان

جسے دم مارا نہ زہر و خیم خبر میں ہوں
آج کل اپنی زمانے کا سکندر میں ہوں
انہی چوستے ہیں جبکہ وہ پھر میں ہوں
جوش میں آنکھ مری اتنی ہو کوشش میں ہوں
چونک غافل تری اعمال کا دفتر میں ہوں
اوسکے برو کا اشارا ہو کہ خبر میں ہوں
نازیر وار ترائی مر سے دلبر میں ہوں
چھپتا ہو جسے فساد کا نشتر میں ہوں
اس کی نالہ مرا کہتا ہو پیسہ میں ہوں
عشق کی فینس سے اب صاحب لشکر میں ہوں
چونکہ ظلمات سے نکلا وہ سکندر میں ہوں
ای خون و یکہ لب کی قیس کا ہمسر میں ہوں
جو ہو گشتہ آب دم و خیم خبر میں ہوں
جس سے چو کا ملک موت وہ ناغر میں ہوں
بہت تن دعویٰ خوشنہی ہو محضر میں ہوں
دیکھو انصاف سو گر کوئی تو افسر میں ہوں
بوسے کیا کہتا ہو تو کیا کوئی پھر میں ہوں
سنگ و شست تری ای دل مضطرب میں ہوں
آج اوڑھی ہوئی خاک کی چادر میں ہوں
شرکین برق بھی ہو جس سے وہ مضطرب میں ہوں
کب ہو تکہ وین لگا ہے ہو کسب میں ہوں

جوز تڑپا تڑپا زانو سے تکر میں ہوں
یار کے آئینہ رنج کی ہر الفت دل میں
سنگ ہو کا اشارا ہے در کعبہ یہ
اوسکی رحمت کا جو رو ہمیں خیال تھا ہے
عمر بڑھ کر کہا کرتی ہے مجھے ہر بار
نہ یہ عشاق کو بے جان لیے جیوڑیگا
غیر کیون ظلم اوٹھانے لگے ناحق ہوں
مجھے سو دہمیں بھی ہر الفت شرمناک کلیں
ہجر میں یار سے سب حال جو کہ آتا ہے
ہے الم آہ تو درد الم و رنج سے فوج
الفت کیسے محبوب کا وابستہ رہا
اوسکو سو دا ہوا الیلی کا مجھے کا کل کا
مر گیا دیکھ کر بروئے عسرتی اودہ
پھر گیا دھونڈہ کے بستر پہ مجھے آخر کار
ذاع خالوں کے کہیں ہیں کہیں زخم ابر کے
اونکے عشاق میں ہوں عاشق کیسویں
بت کہا میں جو اونکو تو بہت ہی بگڑے
الفت چشم میں و نرات تڑپتا ہے تو
کل مری جسم پہ تھے بار حریر و دیبا
ہجر میں جب میں تڑپتا ہوں یہ چپ چاتی ہو
پہلے ہی کی ہر ملک عدم کا ہے خیال

اک حسین و تصور سے بنا لیتا ہوں
جان اک روز تری سبرہ رخ پر دو بچکا
صاف دل کہتا ہوں نلکہ سنو و عشق
وصل ہو تا نہیں آکے وہ پہر جاتے ہیں
میر دیوار پر ہی ضعف سے افتادہ ہوں
بج دنیا کی نہیں ہے یہ عذاب تربت
پانی ہو نشو و نما آتش رنج و غم سے
ہر شہرہ سو مری و نہیں دانی جاتی ہے نہر
سکے غافل دہن کو سے آتی ہے صدا
نا توانی ہی بقا کا ہے سبب اور قاتل
نوح کرنے میں جو پڑتی ہر گاہ قاتل

جسکے لمین و صنم خانہ وہ آذین ہوں
زہر کمان کو نہ گنبد خضر میں ہوں
آجکل صاحب آئینہ و ساغر میں ہوں
ای فلک و یکہ وہ برگشتہ مقد میں ہوں
ساز کی طرح لگا کی ہوئے بستر میں ہوں
یوں تو زندہ ہوں مگر مردی بتر میں ہوں
آگ میں بہتا ہوں نرات سندر میں ہوں
اتہا نہی میں جسکی وہ سندر میں ہوں
جہنم رہنا ہے ہمیشہ تھو وہ گہر میں ہوں
چھپکا جو ہر خنجر میں وہ لاغر میں ہوں
زیر شمشیر ہر خنجر تر خنجر میں ہوں

کیون نہ ہر شہر سے انیاس فصاحت چلے
پیر و مولس مرحوم شہر میں ہوں

سہلا گر و نکشی کی تاج کیا جان نہار میں
یہ جبر چلکی ہیں پیرا و سچے نہیں کیا
نہ ہر تازست وہ طالع کو دیدار جانکے
وہ زندان جان کیا ہمارا شکست کیا
کیسکو عشق میں و سکے کہی بچتے نہیں کیا
گنگاروں میں جھکو دیکھ کر کہتا ہو وہ قاتل
یہ وقت رات دن کی بستر غم پر گرا دیگی
بد و نکی خو کہی آتی نہیں نیکو کی طینت میں
یقین تو ہو کہ اوں پہو لوسی پہو لوسی دفا آتی
بلا تا ہی تو دور میں مجھ ہی جام دمی ساقی
پیا پیچنے جو پانی ہی تو لیکر نام ساقی کا
جدائی میں کسی کی کروٹیں لیتا ہی تو ہر دم

جگر سبیل ہو جو جاتی ہیں قاتل کی اشار میں
دیا ہو زہر گنے اوں لگا ہو نکی کنار میں
جناب حضرت موسیٰ تھو بیشک بردبار میں
یہ دونوں قسم کو موتی ہیں بدل بردار میں
نکیو نکار یا پر مرے کہ ہم تو جان ہار میں
کوئی تو جان پر کیل ہو ہی جان ہار میں
جھی ان اس نمس پر میں نہیں اون سوار میں
گل اپنی رنگ پر رہتو ہیں گوستی میں خار میں
ہمارے داغ دل ہو تو جو اس گل و گلزار میں
جو اپنی آبر و دی میں نہیں اوں بادہ حار میں
یہاں اس امر کا چرچا رہا ہم بادہ خوار میں
تجھے ہی جانتی ہیں ای فلک ہم بھیرا میں

بگوئے دیکھ کر جو میں اپنے یار کہتا ہو
 ہمیں کچھ غم نہیں تنہائی وقت کو مرنے کا
 سنایا کرتے ہیں سب کو زراخو دہشتیں اک
 نہیں ملتے شب چلے لنگہ سے عاشق کی لنگہ دلی
 شب وقت زرا دلی تعلق دیکھنا میری
 نہوایا کہ وقت امتحان کچھ بھول چکا
 یقین ہو ایسا کہ نصرت تھی ہوا و سب حاصل
 بڑی بند و بست اسکو عدم سے پہلے بھی تھا
 گستاخو مٹی پر چلکا دی ہمارو جام موسیقی
 پس گ ایسا ملک ہیں شبنم و شام شب غربت
 کلاہ مخمر ہے میری یو یہ خاک اور انا بھی
 تمہاری انکڑیوں کا ہجو جو عالم نظر آیا
 جھکا کر سر کو روٹی ہیں گناہوں کی بدست ہو
 محبت آپ سے کیا کی جان میں انقلاب آیا
 دل بداع انہو عاشقوں کے اوکو بہاؤ ہیں
 نکلیا کرتی تو ان سب کو رہیں ملک میں خاصی
 تر پکارو دل بتیاب و تہمتیں نہ ایداد کو
 ہمارے سینہ سوزان میں بہر کو نکر قرار گئے
 جگر کو تو کیا تیغ نگاہ تازے زرخشی

کسی آوارہ کی ہر خاک شاید ان غباروں
 شب ہجران ہی ہو جاگی ان سو گواروں
 کہی تو حضرت دعا غلطی نہیں اگر ماروین
 حجاب دشن و محکا رہا تو کچھ داروین
 شرار ہو کر جا جا کر نکلتے ہیں تار و نہیں
 ہمارا نام بھی لکھ لکھتے گاجان تاروین
 اگر تو منکسر ہو کر ملے ہم خاکسار و نہیں
 جنون کہتے ہیں جسکو ہر ہمارے پیشکار و نہیں
 برس جائی ترا بر کر ہم بادہ خوار و نہیں
 ہمارے روئیو لو نہیں ہمارے سو گوار و نہیں
 جنون کے فیض سے جھکو کیا ہر تاجدار و نہیں
 یہ حشت ہو غزالو نہیں نہ یہ شونہی چکار و نہیں
 خدوند اہمیں محسوب کرنا شمسار و نہیں
 وہ دشمن ہو گئے جو تھی ہمارے دوستدار و نہیں
 بڑی سیر آجاتی ہیں وہ ان لالہ زار و نہیں
 رہتی حسرتیں آپ کس طرح ہم دنگار و نہیں
 اسی کا پاس کر ہم میں تیرے خدنگار و نہیں
 دل بتیاب رہتا ہر سینوں کی کنار و نہیں
 دل نا کام میرا رہ گیا اسیدوار و نہیں

دور مضمون ہمارے یاس ایسا اب رہتے ہیں

حسینان جہان جھکو لگا نہیں گوشتوار و نہیں

تو عاشق بھی پائیکے لہی ہمارا نہیں
 اوسکی بکسی رہتی ہوا سکے غمگسار و نہیں
 خدا جانی کہاں کا حسن ہر ان ماہ پار و نہیں
 جنو نکام لیکر ملکیا پانچون سوار و نہیں

عدیل پناہ نہیں رکھتے اگر وہ گلزار و نہیں
 نہیں بعد فنا کوئی کسی کو یادگار و نہیں
 چکا چونہ آتی ہے خورشید کو بھی سامنے جلے
 ہلا اہل جنوں کی ہمسری جو نوسے کیا ہوتی

شب بستان یا فشان لگا کر کون نکلا ہے
 تہلہ دی شمشیر کیون دیکھتی ہو گیا بخود
 دل کا تھک چکے ہو گئے ہوئے ہوش جاؤ دین
 چھٹے قلب جگہ ثابت کوان تک بھر جانا نہیں
 عیان ہونے نہیں دیتا کہی راہ محبت کو
 دل عاشق کو مٹا تو ہی اوی صبر ناکامی
 دل عاشق میں بغض حسد کی جانیں بالکل
 کرن گواہی اوس ہونے جو ہو دو پیر میں
 تیر تپتی ہے مثال برق تیر کا کان کی بجلی
 ہماری سخت جانی ہوئی تلوار بھی آری
 کہی تپتی ہو دم بھر کے لیے شمع محض بجلی
 سو ملک عدم جاتی ہے عمر ہو فادہ میں
 کسی سے وصل دہر ہے کوئی ہے تیر علم پر
 بلایا اکھم سے جسکو ہوا وہ سر کے بل حاضر
 ہم ایسے جوازل تو ششہ جام شہادت میں
 سواؤ انکسار و عمر گناہیں ہو بیان کسکی
 مٹایا ہر فلک کو جنگو قاتل تیر کو چہ میں
 مٹے نام و نشان سکندر و حبشہ و دارا کے
 جہاں پوچھو ہمیں سب عاشق بد نام کہہ گئے
 مقام محبت دل تھرکان میں کیوں نہ ہو ہم
 تصور یار کے آنے کا شرب ہلکو رہتا ہے
 گری ہی جھپٹا ہر عشق کیسوں لکڑ چپ ہو
 یقین تو ہو کہ حق زہر پیچھے رال زہد کی
 دل اپنا جیتے پھرتے ہیں شوخو تنکے کو نہیں
 ادھر مہی نہ کہ اسے تیغ بران چشم جو ہر سے

نمایاں ہو یہ کسکا چاند سراج تار نوین
 ابھی تک اوی پر رو تھا مردل و شیار نوین
 عجب خوش و خوش ہو گئی ہینی اوس گلزار نوین
 ہمارے پاس تنہائی فقط ہے عکسار نوین
 ہمارا دل ہمارے عشق کے پڑھہ دار نوین
 توارا کر کہی تو زہر ان لیے قرار نوین
 فقط تھم محبت ہی بھری ہیں ان انار نوین
 شعاع مہر کی صوفی کنارے کے کنار نوین
 چمک تار و نکی ہوا و ماہر ان گوشہ نوین
 کری ایسی کہ دھڑائی ہوں جس صورت نوین
 کہی ہر فلک ہوتا ہے اپنے شکبار نوین
 سمندر ناز کا انداز ہو اسکے برابر نوین
 کوئی بستا ہو ہونو میں کوئی رہتا ہو خار نوین
 دم شمشیر کا عالم ہی قاتل کے اشار نوین
 فراغت رہتا کتا ہو و نہیں تیغ و نکی دار نوین
 جگہ کیا خاک پاؤ سر کشی ہم خاکسار نوین
 غبار اپنا ہی بلجیگا اکدن اوج غبار نوین
 کیسے آنکھوں تک بھی نہیں باقی فرار نوین
 خدا کو فضل سوا تبو ہو ہی ہن نامدار نوین
 تعجب نہیں کیا ہر شیر رہتے ہیں کہار نوین
 ہماری جان اکدن جانیگا ان انتظار نوین
 دل وحشی ہمارا آجکل ہے بردبار نوین
 کو سیدم ہی جو بیٹھے آکے یہم بادہ خوار نوین
 یہی پیشہ نشین آیا ہمیں سب روزگار نوین
 کڑا ہر کشتہ ابرو و قاتل جان نثار نوین

ہمارے دل میں سوز عشق ہی ہر اشکِ سرست ہی
تمہارے کشتہ تیغِ تعافیل کا یہ عالم ہے
اور ہر نبی اس نگاہِ نازِ معشوقانہ ہو جاتی

مقامِ آتش کا پانی میں ہر پانی کا شکر رسین
نقطہ کہن کو جیتا ہو مگر ہر جان ہار و نہیں
کوئی بیٹھا ہوا ہو اور بھی اسید دار و نہیں

بیتِ اوس کی تھی ہم نے تو دل کو پہننے کو
برہی جا بھنسیا ہو یا پس ہے چچا ہر بار و نہیں

جب سے سودا کی زلفِ دسج جاناں ہو نہیں
کیا مجھ کو غم ننگہ عاشقِ شرکان ہو نہیں
شمعِ سان سوزِ محبت سوزِ فرداں ہو نہیں
انہی محرم میں جگہ دی ہو کسی نے جب سے
نجد کہتا ہو مری خاک سے پیدا ہے خون
ز فرمون پر مری سب گوشِ آواز ہیں گل
چوٹی گندہوا لو تو ہو جاوے مرغِ خاطرِ بسج
عشق وہ علم ہے عالم نہیں جسکا کوئی
میرے سود و کر کی تعلی کو کوئی دیکھے تو
بجھے کہ تانہ محبت نہ ہلا میں پہنستا
چند دن رہ کر میں دنیا سے چلا جاؤنگا
ساتھ ہی الفتِ رخ کے ہر مہرہ کا سودا
وصل ہو آج تو ملجاؤ گے کہو گے دل
اور کیا پس ہوں وہ داغ ہوں میری تن پر
ایک خوشنقد کی میں رفتار کا دیوانہ ہوں
سیرٹوں ل نظر آتے ہیں ہر اک ہو مجھ کو
اوسکی پیکان کو جو دی میں جگہ دے لے قریب
اوسکو چیلے کے جو گل کہاؤں تو ہوں کی شکل
یار کے سامنے غزون ہو تو مار سے تیغین
جب میں کرتا ہوں شکایتِ خلش پہلو کی

اکو جنوں مثلِ سحر چاک گریبان ہو نہیں
آنکھ جھپکی نہ کہی شیرِ نشتیان ہو نہیں
باعثِ روشنی نرم حسینان ہو نہیں
دل یہ کہتا ہو چراغِ تہ و اماں ہو نہیں
جس میں ہر ترستِ محبون ہر بیابان ہو نہیں
بلبلین ہیں متبع و غزلخون ہو نہیں
بالِ کولی ہیں جو تھنے تو پریشانی ہو نہیں
قولِ مجنونا ہو اک طفلِ دبستان ہو نہیں
مہ نو کا ہو اشار کہ گریبان ہو نہیں
خود ہی از زلفِ تر اسلسا ضیاء ہو نہیں
کیون ستا تا ہو فلکِ مجھ کو کہ مہان ہو نہیں
خارِ شرت سحر میں جس میں ہر گلستان ہو نہیں
سینہ سے سینہ ملا دو کہ پر رمان ہو نہیں
نیر کے گہر میں تو شادی ہو چراغان ہو نہیں
حشر بر پا ہو اگر اوس کے خردمان ہو نہیں
مثلِ نینہ تری نرم ہر پیران ہو نہیں
دونوں ہر شکلو میں جگہ ہو ایساں ہو نہیں
وہ پیری ہو جو انگوٹھی تو سلیمان ہو نہیں
میرے روئی پر نہیں نرم وہ گریبان ہو نہیں
دل یہ اتا ہو کسی تیر کا پیکان ہو نہیں

آہے جلد کوئی حس نہ ویران نہیں
کچھ ہی اسکا نہ کیا پاس کہ مہمان نہیں

آواز دہلی جو غلی تو یہ آواز آتی ہے
پھیر دی مجھ پر جو ای دہر جو ادھ کی چہری

دیکھ ادم کی بھی ابھی نہیں غفلت اور بایں
قول دنیا کا ہر اک خواب پریشان ہو نہیں

چن گیا باغین یہ ہو لکڑیاں کون
بوگن خلق میں زنجیر کے یہ دانے کون
عشق میں کون لگیا ہو کر گھائے کون
دخل کیا شمع کو اوسن خم میں ڈانے کون
دولت حسن لکڑی کسکی پڑا مانے کون
روکتی ہیں مجھ میں یہ خدا جانے کون
جاڑی مستی میں بہلاؤ ہو نہ ہر پیانے کون
آج اس باغین آیا ہو اکھانے کون
جاننے کے مار میں تر دہن آسمانے کون
اس سے معلوم نہیں شتا ہو افسانے کون
بہر گیا ہر میں یہ شیشہ یہ پیانے کون
پس دیوار یہ روتا ہو خدا جانے کون
جو کون نادان ہو پہر اسکی بہلا مانے کون
کون ان کو گونہیں ہشیار پہر دیوانے کون
لگیا نامی مرے موتیوں کے دانے کون
آگیا ہو دل خوش گشتہ کو ترپانے کون
جاڑی میرے دل ارفہ کو سمجھانے کون
ان مکانوں کو بنا لگا پر سخا نے کون
وصل میں آیا تھا اوس شمع کو شمعانے کون
دگیا مانے یہ دھوکا مجھ کو کیا جانے کون
جو مرے دل پہ گزرتی ہو اوس جانے کون

ساقیا آیا ہمارا مینو خدا جانے کون
زلف کے عشق کو جو ہو ہو دیوانے کون
درد و غم ساتھ رہی ہو ڈر گئے ہوش و حواس
عاشق آئینے اوڑ دیکھنے ہر شب کو ضرور
یار بوسے مجھے دیتا ہو گھڑتے ہیں قریب
آپکی نرم کے مختار ہو کر کب سے غیب
موجہاں ملتی ہے چلو ہی سہی لیتے ہیں
دیکھا کریوں دن کاغذ پھر کتا ہے جگر
بات یہ عقل کے برعکس ہو دعا عظمیری
کہہ نہ کہہ دل مرا ہر وقت کہا کرتا ہے
آہو آہو نہیں ہیں ہر وقت تو لو میں خوننا
مٹکے نا مارے اختیار سے بولا وہ شوخ
کوچہ عشق سے ناصح کو نہیں آگا ہی
نام معشوق کا کچھ رتی ہیں کچھ ہیں خاموش
اشک حسرت ہی ٹپک کر نہ رہی پاس مرے
رقص سہل کا تماشا کے خوش آتا ہے
نالہ سینے سے نکلتی نہیں کسو بھیجوں
کسکا جلوہ ہو سمانے کا جو چشم و دل میں
تہا حجاب آنکھ کا یا میری مدد کا تہا خیال
لگیا دل مرا تیرا وفا پر کوئی
میرے اجاب بھی عشق میں سمجھاتے ہیں

ہوں وہ نعم دوست خوشی کا خیال ڈرگا
نالہ اکابر لگا سینو سے چلا منے کون

یار کرتا ہر سو ایساں کو کیونکر مرا عشق
میں تو بہو پیش ہوں جاؤ اور سمجھا منے کون

تشنہ میں لاکھ اسی بہلا دہلتا ہی نہیں
نہرم جان سو عدد آسے تو ٹھکتا ہی نہیں
تو کر بوسے کا تو کیا وہ نہیں دیتا وشتام
ہکتا رکے ہوا جسے جو کوئی تم حسن
ہو جو غرض ہفت میں تو آہیں کیلچے
گرم سوزِ حمرے دلین بندر سوزِ فزون
نہون ہو جائیں دو دو چار کے ناحق ناحق
آسے وہ شونج جو بہلو میں مرے لیٹا ہی
ایک ہی حال پر آتا ہے نظر فرقت میں
سوم ہو جاتے ہیں تھیر بھی مرے نالو سو
ایک سار روز جانی کا ہر میرے عالم
تجکودت ہوئی ظالم کہ لگا ہے مجھے
دل پر داغ کی میرے یہ خوش آئی ہے نصن
نہرم جان میں مرے ضعف کا ہونا سوز
دیکھنا چو وہ نشیون کی محبت کا اثر
میری غریب کا نہیں بیان بھی جاتی ہے
میرے رمان کا دیکھے تو کوئی اشتغال

دلِ دان تو شبہا لہری ٹھکتا ہی نہیں
کیا ہر رمان ہر میرا جو ٹھکتا ہی نہیں
نخل الفت کو کسی فصل میں ٹھکتا ہی نہیں
پانی پانی یہ پو اغیر کہ جلتا ہی نہیں
بے سہار کو کبھی انسان ٹھکتا ہی نہیں
واہ ریزِ طرف چھکتا ہی او بلتا ہی نہیں
یار اسی خوف و سندی کہی بلتا ہی نہیں
دلکو یہ چین ملا ہے کہ او چلتا ہی نہیں
رنگ عاشق ہے زمانہ کہ بدلتا ہی نہیں
دل ترخت ہو ایسا کہ ٹھکتا ہی نہیں
کیا معشوقہ نکا جو بن ہو کہ او بلتا ہی نہیں
کیا کہنی ہر تراخبر بھی کہ چلتا ہی نہیں
اسین جو آتا ہو ارمان ٹھکتا ہی نہیں
تو کہ بھی ست ہو ایسا کہ جو چلتا ہی نہیں
نالہ کرتا ہوں مگر دل سے ٹھکتا ہی نہیں
کیا دل شمع کد ہے کہ ٹھکتا ہی نہیں
دم خلیج آتا ہو لیکن یہ ٹھکتا ہی نہیں

عاشقانہ ہی کے شعر ہمیشہ انکو یاں میں
واہ ریزِ رنگِ طبیعت کہ بدلتا ہی نہیں

رویت و مہملہ

عشق زہسار میں گر جلوہ گری پیدا ہو
دل پر داغ سے نورِ قمری پیدا ہو

جلد ساقی کہین شیشے سے پری پیدا ہو
 شجر خشک کی بھی شاخ ہری پیدا ہو
 سنگ تربت کی عقیق شجری پیدا ہو
 ٹھنڈی ہانسون کی نسیم سحری پیدا ہو
 صورت قیس مری ناموری پیدا ہو
 دست وشت سے اگر جامہ دری پیدا ہو
 عشق گیسو میں وہ آشفہ سری پیدا ہو
 خوب خوش رنگ عقیق شجری پیدا ہو
 درد سرجا کی تو درد جگر کی پیدا ہو
 کس طرح یار کی نازک کمری پیدا ہو
 تیری دیوانے کے سارے سے پری پیدا ہو

مگر گنگ کے مشاق ہیں مخوار تمام
 اوس نہال حین حسن کا سایہ جو پڑے
 قبر پر میری پھر کر آ کے جو وہ سرو سی
 گل کہلا یں یہ مرے دن عکسِ وقت میں
 دشت غربت کو نکلیاؤں جو میں دیوانہ
 برزے ہو جاؤ مرا جامہ عریانی بھی
 دنگو دشت سہی ہی رات کو اوجھن سہی
 جگر پر آنسو دنگے ساتھ اگر گنت جگر
 عشق گیسو سے جو ابرو کی ہولفت مجھ کو
 کیا وہ سو جو جو ہو معدوم عدم کی صورت
 عشق کامل جو دکھائے اثر اپنا اور

تیری الفت نے کیا یاس کے دلیں یہ اثر
 اپنے سارے کو ہی دیکھے تو پری پیدا ہو

پہلے مقتل میں مرے سر پہ فدا ہو تو یہ ہو
 میری گھڑائے نہ تم اونسے گلا ہو تو یہ ہو
 مرض سحر میں عاشق کی دوا ہو تو یہ ہو
 مورد آفت و آلام و بلا ہو تو یہ ہو
 عشق میں درد جگر کی جو دوا ہو تو یہ ہو
 جسم سے سر جو ابھی میرا جدا ہو تو یہ ہو
 ہنسی اگر میرا گلا ہو تو یہ ہو
 زندگی کا جو راسخے میں مرا ہو تو یہ ہو
 کانپے ہر بند مرا خوف خدا ہو تو یہ ہو
 ہجر کی شب جو مری آہ رسا ہو تو یہ ہو
 منجھلی میں تو نہیں مان جو تہکا ہو تو یہ ہو
 میرا محبوب اگر مجھے جدا ہو تو یہ ہو

میکو کہتا ہے وہ مقتول جفا ہو تو یہ ہو
 تو کہ غیر و ناکہی لب پہ نہ آئے پائے
 بوسہ سیب و قن شربت دیدار ملے
 دل ہی نے الفت گیسو میں ہنسیا یا مجھ کو
 یا اکی مری بیتابی دل پڑھ جائے
 چشم حسرت نگران ہو سو کی قاتل میری
 جذب الفت سے یقین ہو وہ پتھر لگن خود
 وصل لدا رہو بوسہ چون لب شیریں کر
 جب خیال آئے گنہ کا کہوں تو توبہ
 خود چلے آئیں تڑپ ہوئے ہر مجھ کو یقین
 فلک پر پھر ساتھ مری سودے میں
 کہی و بون کہی تڑپوں کہی عیش ہو جاؤں

جرم اجاب یقین ہے کہ رہے پشیمان

یا نس را ہی جو سو ملک بقا ہو کو یہ ہو

آنکھ اڑھا کر بھی نہ دیکھ کبھی گلزار و نکو
کون دیتا ہے دو اہجر کے بیارون کو
پاؤں نچر نہ کرتا رہ کر تارون کو پاؤں
ہو یہ آزار نیا چشم کے بیارون کو
یار سودا تھا جو یوسف کے غریب وارون کو
ہے ستم و سپہ کہ سی دیتا ہر شکارون کو
دلبری کشی سکھائی ہے یہ دلدارون کو
ہنے دیکھا ہے بہت مصر کے بازارون کو
لب جان بخش بج چشم کے بیارون کو
ہی یہ سودا تری لقون کے گرفتارون کو

پائے بیل لگاؤں پھولے خسارون کو
نہ ملا شربت دیدار بہین فرقت میں
خود مسلسل ہیں تری دولت میں یاد و شہن
نگہ کی جانب وراہ کی بند ہی رہتی ہے
دیکھتے خواب میں ہی تنہا تو جاتا رہت
قید کرتا ہے جو مرغان سپہن کو صیاد
ملکی جس سے نظر لیلیا صفا و سکا دل
تم ہمیں ہو کوئی یوسف سا بھی آیا نظر
و کہیں اعجاز فردون ہو ترایا او سکا فون
کسی گشت میں ہیں صحرا میں کبھی خاک لبر

ایسا ہمدرد نہیں مجھایکے ہم غربت میں

یا نس تلواروں سے نکالانہ کبھی خارون کو

آپ کو عاشق کی مشیت خاک لیں برباد ہو
شکل ہو تم ستم اچھا دہو حبلاد ہو
آپ کے دلین اگر کچھ ہی ہماری یاد ہو
بلبلو گلشن میں پھر شور مبارک باد ہو
پھر کوئی مضمون دہان یار کا ایجاد ہو
بعد مرنے کے ہماری خاک ہی باد ہو
میرے نالوں سے فنا یہ چرخ بے بنیاد ہو
خبر جلا دہو یا شتر فساد ہو موٹا ہو
یار کا بوٹا ساقہ بڑھ کر گین ششاد ہو
کیا کرے بیل اگر سیلو ہی میں صیاد ہو
اسکی کیا پروا کوئی سٹجائے یار باد ہو

جائے حیرت ہی صبا کا اٹھنے سے بید ہو
سچ ہے کیونکہ نکاح خیال عاشق ناشاد ہو
ہچکیاں لے لگین پھر شہنہ جانے خبر
آئی ہو ہر بزم سے لیتے غروب فصل گل
طبع کہتی ہے جو دیتا ہونین غم و شال
کیا عجب وار فگی سودی کی ہر گرا شطرح
شل غم میں جل اوٹھو کہین خون جو آہ برق ا
دیکھ کر دونوں کو خون آتا ہی اپنا جوش میں
پہلے باغ ریاضت سے ہی کتا ہر دل
گلشن رخ دیکھتا تھا پندگیار لغو میں دل
چال چل لیتا اٹھیں انکھیلیوں کی ہو ضرور

قتل اگر قاتل کرے محکوم جنوں کے شور میں
نصل کل میں سلسلہ جنیان جو ہو جا جنوں
سمجھے کیا جاہل سوا شاعر کرا شاعر کا سخن

آب ہو جا کر ابھی گرجے فولا وہو
نعل مری زنجیر کا شور مبارکباد ہو
کیا اوسم سو جتے بہلا جو کور یا ورا د ہو

پڑ گیا سکہ ترا اسی یاس ملک نظم میں
کس طرح شہر نہ تو متوش صاحب اوستا ہو

عدل اپنا نہیں کہتو ہو تم ہر شے سے فضل ہو
جو اونکی ناز کی قمار ہو یا ونین چاگل ہو
جہان کج جا کر کم میں مین ساری دقت ہو
ہزاروں جہوں اور جو ایک اک بالین مان
جو کھینچوں ایک نال رنگ دنیا کا سہل ہو
وہی عشق ہو یہ خوبیاں سب جمع ہوں میں
پہری ہو اچھل محسو ہو ایسی زمانے کی
دل مضطر کو یہ کہہ لکھے سمجھاتا ہوں نہیں ہر دم
جنوں میں قدم سر خار ہوں داب صحران
جگر ابرو کی گماں ہونشانہ دل ہو مرگان کا
شمار زلف جانان سلسلہ سو کر لکھی جائے
شمار زلف دلبر میں خیال رخ ہی لازم ہے
فلک پر تہا مہ نو بہر تہما رانا سخن پا تھا
جنوں لیکن مان بکھو جان پر ہونہ سنا یہی
دان سخن بنے اپنا جان محنون تو الکباب
شمار نور روئی یار میں لکھتا ہوں غزلوں میں
یہی کافی ہر ذلت سیکھو تو واسطے ساقی
تعجب کیا جو تم اکلیسیوں کی چال چلتے ہو
ایسے دل ہی کو تھا پیریاں پسنائیں کیوں محکوم

ہر آخر کے نہیں آخر ہو ہر دل کا اول ہو
قیامت ہو بیا دو گام میں اس طرح چل ہو
ہر کجا سفر و قاتل تری توار کا پہل ہو
تجھاری لہنہ کھلے کھلے کہ ہر شانہ نکیوں قتل ہو
زمین لرزی ہو گر دونوں عالم میں پہل ہو
ادا ہونا ہو انداز ہو عشوہ ہو پہل ہو
فزون ہو درد سر گر تلخ میں میری صندل ہو
بہت دیر بہین ہو وصل جانان آج ہو
مری تلونین ہو جو ابلہ پانی کی چاگل ہو
جو یہ سامان ہو قاتل مر اسنیہ کیوں قتل ہو
ہر اک مضمون ہو پیچیدہ عبارت بھی سلسل ہو
رہ تار یک میں یہ چاہیے ہر شے عمل ہو
یہاں حیرت نہو کیونکر حوا علی ہو وہ سفل ہو
نہ آؤ جو عمرات ہی کوسن وہ بگل ہو
جنوں ہی بھاگ جاؤ ڈر سہوہ چون بگل ہو
شعاع مہر تابان کی مری دیو میں جہول ہو
تعجب کیا سیہ سستی ہی آگاہ کجا جو کاجل ہو
خدا کے فضل سے طائر ہو کس ہو چل ہو
تمہاری زلف کا قیدی سلاسل میں سلسل ہو

صبر و راحی یاس ہر شاعر کو شوق شعر لازم ہے

اکھین جو ہر گرتن زبان میں خوب صیقل ہو

اگر کے اوس چہ گئی زلف رسا کا ہیکو
عشق گیسو میں دل ہزار بھسا کا ہیکو
سارو دنیا کے سینوں کا وغاشیوہ ہے
بہرہ تکلیف ہو کیوں جان یوہن تیری ہم
کیا کسی گل کے پسینہ میں ہو بسکرائی
آج اس شیشہ کو شاید کسی بت نے توڑا
کیونکہ تم آئے جو نالو کیے دل ز میرے
ہم بغل غیر کے شاید ہے مرا رشک قمر
راز کی طرح چھپا لینے اوس میں دل میں قریب
اندون و ستون کو بھی میں رکھنا ہوں
دم دیا کیا کسی محبوب کے جلو میں نے اسی
پلے دید میں دل جان وصل کو طالب پہر ہو
تھے کیونکہ مہندی لگے ہاتھ دکھائے چھکو
آج سینوں سے نکالو گے دل نالان کیا
ملکے چند اوسکی نگاہوں نے میرا کیا ہے اسی
ابو جنت میں ہی رہنا نہ خوش آئے گا میں
عاشقوں کو یہ جلائیے ستائیں گے ضرور
صادق لغت میں کہ درت سحر دل صامرا
ہو میں کیا سفر ایسا ہے دھرتی ہے جوں
دیکھنا ہو چین یار صدفائی دل کی
پھیر دو چھکو جو کہتے ہو تمرا دل ہے بڑا
میں وہ بچپن ہی ہے عشاق تم کا رہی تھا

عاشق ابرو کا جو پایا تو کس قاتل نے
آگئی ہر تری اس سے قضا کا ہیکو

کہو لہریں کپ چین میں جو غنبر گیسو
 پاؤں تک آگے اوس شیخ کے ٹرگر گیسو
 چوڑو تیا ہے جوشا نو نیہ وہ دہر گیسو
 نہیں آتے یہ ترے رنج کے برابر گیسو
 جال مارا تری بالوں کے ہر اک عاشق پر
 تیرے باعث سی بلا کو شب فرقت آئی
 یوں نہیں اوقات شب در در بسر ہوتی ہے
 ان سیر رویوں کے کیا رتبہ عالی پایا
 چھو لیا کسے جو برہم ہوئے حد سے بڑھ کر
 صاف ثابت یہ ہوا چاند گن میں آیا
 حسن و ناترے بالوں کا ہوا نشان سر
 لکھنور شک ختن ہو گیا سارا دم میں
 بڑھکے آنر کو بلا ہو گئے عاشق کر لیے
 ان بلاؤں نے مجھے لوٹ لیا الفت میں
 سایہ کیا انہ تری زلف پر نشان کا پڑا

پہچ کھایا کرین سنبھل کے زمین پر گیسو
 ہونگے طویل قیامت کے برابر گیسو
 ہر طرف پھینکتے ہیں دم برابر گیسو
 طعنہ زن ہوتے ہیں ناکامی دل پر گیسو
 اک بلا ہو گیا ہر دل کے لیے ہر گیسو
 تو نے کیوں وصل میں کھوئی مر سے دہر گیسو
 دن کو رنج پیش نظر رہتا ہر شب ہر گیسو
 ہلکی لین کیوں نہ سیر پار پہ چڑھ کر گیسو
 کھلے جوڑا جو ہوئے آپ سے باہر گیسو
 اور کے آکر جو ہوا سے ترے رچہر گیسو
 شب تار یک مین دکھاتے ہیں آخر گیسو
 نام پر کھوئے جو اوس گل کے بغیر گیسو
 ہنگے دیکھنے نگھانے کو اندر گیسو
 کشور دیکھتے ہو گئے لشکر گیسو
 کہ چو سنبھل کے نظر آتے ہیں ابھر گیسو

باغ سے دشمن ہو دی کو پریشان ہر یاس
 اسکو دکھلائے یا حیدر صفہ در گیسو

سرمہ دیکھ نہ تم ادھر دیکھو
 رنج تو بدلو کسان ابرو کا
 ڈال تو تم نقاب چہرے پر
 تنے جانی کو وصل میں جو کہا
 زلف کی جو نکالو سگی کپاس سے
 قتل کرتی ہے ہمو تنغ نظر
 ہنگے تم جو بیسے پہلو سے
 شہر ڈوبنے کا اب کوئی دم نہیں

ہونگے رنجی دل و جگر دیکھو
 پھیر کر منہ زرا ادھر دیکھو
 بھگیا شرم سے قمر دیکھو
 ہو گیا فراق رنج اس سر دیکھو
 دھری ہو جائے گی کمر دیکھو
 کون کہتا ہے تم ادھر دیکھو
 پھر تڑپے لگا جگر دیکھو
 جوش پر آئی چشم تر دیکھو

دل لگاؤ نہ لالہ رویوں سے
کوئی مشتاق دید اور بھی ہو
اب بھی باز آؤ انہی الفت سے
قبر میں لوگ کہتے ہیں دم و فن
اوڑ گیا رنگ میری چہرے سے

نہون ہو جائے گا جگر دیکھو
اس طرف بھی تو اک نظر دیکھو
اس میں ہی جان کا خسر دیکھو
کھو لکر آئنگے اپنا گھر دیکھو
اسی الفت کا تم اثر دیکھو

کو جھونے کو ہے عدم کی طرف
یا نشہ درپیش ہے سفہ دیکھو

ہزار آئی ہو ساقی ہاتھ میں لاشیتہ گل کو
سہیسا میگا بلایا میں کیا کسی غمیدہ بلب کو
نہ تو نے لی خبر مرنے کا عاشق بچ فرقت سے
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جان
سہارا جامیاریا بنے ہو جلدی خزان کے
ہزار آئی ہو الفت سے پھر سرشار ہو جائے
یقین آتا نہیں معشوق کو جو اپنی الفت کا
نیا لشکار ہا ہر روز اسے فصل ہا رہی میں
چمن میں آج بلب امتحان ہو تیری رونے کا
نظر آنے لگے ماریہ گلشن میں لہراتے
ترقی حسن کی ہو ویدم عاشق زیادہ ہو
چمن پر خار ہیں ایسا خزان کی انقلاب یا
خدا جو جھکو دیتا ہے اوسی پر شکر کرتا ہو
جہان میں سقدر جو قیاس کی حشمت کا شہر ہو
چمن کی سیر کو یہ کونسا بیخوار آیا تھسا
شرابین پکے کیوں گا نہ بیخوار یہ کیا ہو
ہو ثابت یہ اک دن اگی گلشن لگا نیکی ہو

لب دینا سونگین مست تیرے شو قتل کو
لگاتا ہو جو تو ای باغمان گلشنیں سنبل کو
کہی تو آگے دیکھ اس کشتہ تنہ تافل کو
اگر اس گھاٹ پر تو کہیں پڑ تو آگے مل کو
دل مشتاق بلب دیکھ رو شاہ گل کو
صبا شکار بلب سے لگا دی ساغر گل کو
گو ای میں دہر نیلے دیکھنا ہم شاہ گل کو
نظر آیا کہی گلشن کہی صبا دلبل کو
جہی جانیں کمر شکوئے جہاد کی آتش گل کو
جول دی دی کے چوڑا رہی اوس کا فز گل کو
خدا افزوں کر ہے سب تری جاہ و گل کو
کہ شب کو عنایہ میں دیکھتی ہیں شمع گل کو
جہان میں ایسا توشہ جانا ہو تین نوک کو
یہ دیوانہ ہو اشنکر مری زنجیر کے گل کو
کہ توڑا جسے غنچے کے سبو کو ساغر گل کو
کمر روز سنتے آتے ہیں شیش کی قفل کو
غضب بھر کا رہی ہے آہ بلب آتش گل کو

بہتر آؤ نہ کوٹھے پر کہی گلیوں میں روئے ہو

جہان میں یاس کیوں سرتی و تنزل کو

اچھو نیچے باؤ سر و کا اوندھو گمان ہو
 جہاں کو دل پر آہ نکھل کر عیان ہو
 سن لینے میرا حال تو روزی لکھیں گے خود
 جس نرم میں رہو صفت پو کر گل رہو
 اوس بیوفاسی پہنے وفا کی تو کیا حصول
 روزی لگے کرے جو تصور بھی قصہ خون
 ہو آسمان تو میرے مٹا کر کی فکر میں
 مرنے پہ بھی نہیں مجھ پر شکنی کہہ سید
 اونکا خیال کس میں رہو دل تو شکلیا
 ایدل نہ کر فلک کے ستم کی شکستیں
 ہو مجھ کو شوق قتل نہ کہنچ مجھے اس قدر
 آہیں گاہیں اور حسنین کا بھی خیال
 چرخ مقوس ایک حسین کی کمان ہے
 شے پہ بھی چھوڑینگے دھن کو تیرے دم
 مجھے ادیب عشق نے یہ بار بار کہا
 بچپن میں کون جانتا ہو عشق و عاشقی
 دلی محافظت مری آنکھیں نہ کیوں کریں
 دل لیتا جا جو آیا ہے تو اچھو خیال یار
 ظاہر کر اپنی شکل کو اچھو صبر و صہال
 پہچان لہر ایک یہ عاشق کسی کا ہو
 ابرو میں اوندھے بل ہو نگاہ کام کیا کر
 اگر ہمارے ساتھ رہیں کوئی یار میں
 کاوش اسو ہے پسیر کا یہ بعد مرگ بھی
 دروالم کی دلیہیں پر ابرو میں دعوتیں

اچھو سویر دل یا ضل مرا را گمان ہو
 اچھو ضبط عشق آگے لگے اور دھوان ہو
 افسانہ نعم کا ہے یہ کوئی داستان ہو
 انسان کو چاہیے کہ کسی پر گراں ہو
 کیوں اپنی جان میں جو کوئی قدر دان ہو
 وہ میرا حال ہی جو کسی سے بیان ہو
 مجھ کو خیال ہو کہ یہی بے نشان ہو
 ڈرتا ہوں نہیں کہ زیر زمین آسمان ہو
 کیا انقلاب ہے کہ کیوں ہو مکان ہو
 منظور یا رہی کو ترا امتحان ہو
 اچھو تیغ یار رک کے گلے پر روان ہو
 عاشق کا ہو یہ خانہ دل لا مکان ہو
 کس طرح اسکا تیرا ہلا بے امان ہو
 اپنا عبا رگر درہ کار روان ہو
 یوں ناتوان ہو تم کہ کسی پر گراں ہو
 بہتر بشر کے حق میں ہی ہے جو ان ہو
 بے قید ہو مکان اگر پاس بان ہو
 آدرودہ خاطر ہی تری اسے یہاں ہو
 تو ہنسے غمزوں کے دلوں میں نہاں ہو
 خاک ایسے عشق پر کہ جو رخسے عیان ہو
 کیا تیر کا تصور جو سید ہی کسان ہو
 گلشن میں بلبلو نکا اگر آسٹیاں ہو
 مرقد بھی عاشقو نکات آسمان ہو
 کوئی وہ غم نہیں جو مرا یہاں ہو

گلگشت روی یار کو جاتا ہر سیر اول
خاموش مجھ کو دیکھ کر اوس شمع نے کہا
ہر وقت ہر خیال عہد مہم کا لگتا ہوا
کس کی مثال دیکھئے ابرو سے یار کو
نکلے وہ ماہ بھر کے ستارے جو مانگ میں
گر ضبط عشق ہر بحر میں نالو نکاحم دے
ترپون جو میں فراق میں وہ بھی بن تیرا
گیسو کے عشق میں متحمل بلا کا ہوں
ایدل شب وصال ترپون تو زرا

خسپوش اس حین میں کسی جاگنواں نہو
بولو وہ خاک جسکے ذہن میں زبان نہو
عاشق ہو جو کمر کا وہ کیوں نہجان نہو
کیسے اگر کمان ہی تو خاطر نشان نہو
اوس شب کہی فلک پہ عیان ککشان نہو
یا میں نہوں زمین پہ یا آسمان نہو
یہ کیا کہ اضطراب بیان ہو وہاں نہو
ٹوٹے جو آسمان بھی تو مجھ پر گراں نہو
سیری طرف سے یار کہیں بد گمان نہو

یلتا ہے رنگ بلبیل شیراز سے ترا
کیون یا اس تو بھی طحی سندوستان نہو

نہو مثال صنم بے مثال ایسا ہو
یہ چاہیے کہ رہتے خواب میں تصور یار
بروز حشر بھی یہ سرخوردہ ہو سب میں
نہ سرو ٹھٹھائے فلک تم جو چار گام جلو
خوشی سے سر نہ پھولا سائے گلشنین
عجب نہیں جو سلمان سے بنوں کافر
پہنسا کے طائر دل زلف میں نہ کہتا ہوں
بشر تو کیا ہین فرشتوں کو بھی بنوں ہو جا
اونہیں سو پوچھیے او کو دہن کے مضمون کو

مہر کہاں نجل ہو مجال ایسا ہو
نہ جائے دل سے کہی جو خیال ایسا ہو
ترے شہید کا لبوس لال ایسا ہو
مثال سبزہ رہ پامال ایسا ہو
تمھاری سایہ تند سے نہال ایسا ہو
یقین ہر عشق صنم کا مال ایسا ہو
نہو مجال نکلنے کی مجال ایسا ہو
خدا کی شان تبوں میں مجال ایسا ہو
جواب دعوہ سکین وہ سوال ایسا ہو

یقین تو ہر نہ نکلے کو اب ایک بھی یا اس
گناہگار مرا بال بال ایسا ہو یا

ہر اک حسین ہر مہیا مرے جلانے کو
لطافت ادنیٰ بڑی میری دلیں آنے کو
یہ اون سے روٹھا ہر الفت کے آزمائے کو

الہی اک لکے اس بڑی زمانے کو
نگاہ بنگی آئینے میں سانسے کو
تصاوتی نے کین یا اس کی سانسے کو

بہانہ خوب ہی عاشق کا خون بہانے کو
 جھکا ہوں یا ترسی ناز ہی اوٹھانے کو
 خلش یہ غم نے نکالی مری ستانے کو
 ادھر بھی درد ہے پہلو مراد بانے کو
 یہ میرا داغ جگر روشنی دکھانے کو
 تلخ ہوئے ہیں وہ میرا نشانِ شانے کو
 خوش ہو رہی ہم دیکھ کر ماسے کو
 سنا ہے آج کہ سجدہ وہ بت ہر ڈانے کو
 کیا تھا ذکر کسی کا ابھی سنانے کو
 جو آئی حیرت دل آتہ دکھانے کو
 یہ بانگ ہیں ہی فقط میرا دل گمانے کو
 سر شکستہ آئینے دلی لگی جھبانے کو
 اوٹھتے آج جو ہم اشک گر گرانے کو
 دگر نہ آپ میں بخود تھکے اٹھانے کو
 افضل میں درد اوٹھا ہی مری اٹھانے کو

نکل رہا ہی مراد وہ ہندی لٹی ہیں
 خوشی سو یا کہ خفا میں گلے لگو نگاہ دور
 دل و جگر میں اکٹھا ہی بھانسنے ہو کر
 اوہ ہر قریب جو پیٹی ہیں اونکے پہلو میں
 وہ ہم کہیں شب تاکہ یکہ ہجر میں آئے
 لگا رہی ہیں جو ہر بھر کے قبر پر پھٹو کر
 مجال کیا تھی جو پہلو میں اونکی بیٹھتے غیر
 کھڑا ہوں دل لپی ہوا سطر میں تر ہی ہیں
 جتا جتا کے وہ دیش ہیں اور سچ بننے
 سکوت فرقت جانان میں بڑ گیا کچھ اور
 اوہ ہر ہی کہتے ہیں تر ہی تر ہی نظر دل کے
 ستائیکا ہمیں سوز جگر تو رو دینکے
 کسی کو زور دکھانا تھا نا توانی کا
 جنوں کو جوش نے جامی سے کر دیا باہر
 گرا ہوں بستر غم پر جو ہر جانان میں

کسی کو ہجر میں یہ کیا کرے بلا کے بھلا
 کہ آپ بیٹھا ہی دنیا سے پاش جانے کو

روایت ہر ہوت

ہو عکس رخصت غیرت گلزار آئینہ
 پیشانی آتہ ہی وہ زحسا آئینہ
 پھرتا ہی اسلیے سیر بانو آئینہ
 کیون دیکھتا ہی پھر پھین سیر بانو آئینہ
 اپنی صفا دکھاتا ہے بیکار آئینہ
 ملتے ہی آنکھ ہو گیا ہمارا آئینہ

دیکھے جو میرا آئینہ زحسا آئینہ
 دل آتہ ہے سینہ دلدار آئینہ
 ہے جان دل سے تیرا خبریدار آئینہ
 عاشق جو روی صفا و نور کا ہیں
 دل سے ہمارا ہو وہ مقابل کیا مجال
 خود اوکا منہ کو دیکھ کر چہرہ میں گیا

اوست نہ ایک پورے عاشق کے لکھو توڑ
لیلو تم سکو شو قسور حاشیہ پیر اول
کچہ تیر کر دو کی صفا سوا چہاں ہر وہ
آؤ جو میر سے گھر وہ سکندر چشم مرا
کیون وہ پونہ رنگ طائی یہ پار کے

بیب یاں تیر گیا تو ہی بیکار آئینہ
ای بار ہوا کرتین در کار آئینہ
ولین غبار کرتا ہے بیکار آئینہ
ہو عکس ہے سب فرود دیوار آئینہ
دست نگاہین ہر طلب کار آئینہ

اس طرح رات وصل کی ہ کاٹتے ہیں یاں
ہر بار انگلی جوئی ہے ہر بار آئینہ

محبو الفت ہو گئی اوس ظلم کو بانی کے ساتھ
یا وہندان میں برل چشم طیفانی کے ساتھ
دن ٹھاسا را خیال رخ میں حیرانی کے ساتھ
جیتے جی جو منہ دکھلایا کہی اس جہ سے
دیکھا کہ رت تری دنوں تھے قصہ پرگی
نزعین تو مصحف زسار دکھلا دے اگر
جبکہ جاتا ہے وہ عشاق بھی ہمراہ ہیں
ہر من شبام سے آیا تر سے رخ کا خیال
فرقت جانان میں دین دتا ہوں جلتا ہو جگر
میں جوڑا پہر نہ اوسکا دل بھی قابو میں رہا

جان دلالتا ہو جو عاشق کی نادانی کے ساتھ
آج تیرا امتحان ہوا بر نیسانی کے ساتھ
شب بسر کی یاوگیسویں پریشانی کے ساتھ
اب وہ میری لاش پر آئی شیشانی کے ساتھ
دنگ ہو کر رہ گیا نہرا دھنی کے ساتھ
دم نکلا جائے تری عاشق کا آسانی کے ساتھ
کاروان رہتا ہر اک اوس یوسف ثانی کے ساتھ
صبح تک رویا کیا شمع شبستانی کے ساتھ
آگ بھی ہمارا رہتی ہے بیان پانی کے ساتھ
خود بھی بسمل ہو گیا جلا د فریانی کے ساتھ

یاں یہ رنج و الم کی طبع جو گھر ہو گئی
رہ گئی طرز نفاں میری غزل خوانی کے ساتھ

اک مجھی کو عشق ہو گیا اوس کی جان کے ساتھ
وصف گیسو چاہی بیشک رخ جانان کے ساتھ
چاہی خط کی نگارش عارض جانان کے ساتھ
عشق بازی کی سند کرتا نہیں قرآن سے
عشق ہو رہا کہی کہ چشم کا گہر زلف کا
قد رہی لعل بختان کی لبونلی وجہ سے

بشیر انسان کو الفت ہوئی ہے اسانکے ساتھ
رات کا بھی ذکر لازم ہے یہ تابانکے ساتھ
لازم و ملزوم ہے تفسیر ہی قرآنکے ساتھ
سورہ یوسف لکھا جائے فریویانکے ساتھ
اک نہ اک آفت لگی رہتی ہے میر جانکے ساتھ
آبر و موتی کی ہر تیر کو درد اندانکے ساتھ

کیا حقیقت برق کی لگی ترپ کو سامنے
 سبزہ خط بھی تو ہو قرب لب مغز بیان
 اک نہ اک آفت بابرہی ہوا سخی ذات کو
 ہو یقین برین نہ پھر پتو لاسائے دل مرا
 تنگ کیوں ہوتا ہو تو ایدل خیال یا رستے
 اوجھم کیا خوب کی عاشق نوازی آپ کے
 دل نکلتا ہی نہیں میرا حصار زلف سے
 لاکھ یہ مار کرے او کو ہنو کا کچھ اثر
 حشر میں دل کی بختی ہر صبا یا زمین
 سب نہ عاشق ہی برابر ہیں بہت شوق ہی

ابر کیا برسی گا میری دیدہ گریاں کے ساتھ
 سم قاتل بھی تو ایدل شبہ حیوان کے ساتھ
 جان بھی جائیگی عاشق کی دل دانے کے ساتھ
 ایک شبہ کوں اگر میں اس گل خندا کو ساتھ
 اس قدر کنظر فیان لازم نہیں مہانکے ساتھ
 رسم الفت کیا بھی مجھ بیہوشاں کے ساتھ
 تیرے قیدی کو محبت ہو گئی زندان کے ساتھ
 نامرادی بھی دل کی ہر دل نالائکے ساتھ
 جی نکلتا ہے نہ میرا حسرت واران کو ساتھ
 کیا کیا دیکھو زلیخا نے مہر کفان کو ساتھ

ایسے ویسے سہیں مطلب ہو دنیا میں بھی
 یا س ہو گا حشر کے دن بھی مردان کو ساتھ

رویت یا رختانی

ہر اک سر مدح سلطان سالت ہو میں سکتی
 دل کس طرف میں غمی محبت ہو نہیں سکتی
 ترمی فرقت میں کیا خوش کنین ہندی سکتی
 تناسخ وصال یا رمر کہ بھی رہی دلمین
 جو تم ہو کر لگا دو فاتحہ پڑ کر تو چن آسے
 ہجو مہر و غم سے دلمین اور عشق کی پتیا
 کھلا گرا زلف تھی ہوگی دلی بد نامی
 ہمارا خون جو دہن کی گردنہ رکھتا ہے
 رگ گل گر کما او گلی کر کو پھر تکلف کیا
 خلافت عقل ہر شہم جانان کو کہیں ہو
 مجھے آوارگی ہو نچائے گی تا منزل مقصد

حقیقت تو یہ ہر جدت میں کثرت ہو میں سکتی
 مگر غیرت یہ کہتی ہو کہ شہرت ہو نہیں سکتی
 جو خود فخر ہو اوس سر شہرت ہو میں سکتی
 بیان اور بیکسی کچھ اپنی حسرت ہو میں سکتی
 کہ ممکن قبر میں بوسا کر رحمت ہو میں سکتی
 جو صحبت عام ہو وہ جاہر خلوت ہو میں سکتی
 ہمارے واسطے کچھ سہین ملت ہو میں سکتی
 کچھ اس کہ تو قاتل کی برات ہو میں سکتی
 جو موئی بات ہو وہ میں زراکت ہو میں سکتی
 کبھی وحشی میں اتنی آدمیت ہو میں سکتی
 سفر میں مثل مجنون میری خلعت ہو میں سکتی

کینکے ہم نہ کچھ منہ سے نکالیں کر جتنی
 دہن کو جھپٹیں کر کر کے نہیں ممکن
 وہ آکر لاکھ فتنی ایک ٹھوکری کرین برپا
 تپ زوت کا مار ہوں نہیں کوئی علاج اسکا

خلواف سہم الفت ہر شکایت نہیں سکتی
 کشتی عریضیوں قوت میں قوت نہیں سکتی
 یہ قابل ادھکی قاست قیامت نہیں سکتی
 مجھے بے شربت دیدار محبت نہیں سکتی

اسکما کو کسی کے شعر کو ان کو یاس کتا ہے

یہ دولت جمع ہر اک کی بدولت ہو نہیں سکتی

سنگی باطل پرستی حق نمائی ہو گئی
 سترگارا شاہ مردان کل حسدائی ہو گئی
 آفت جان ان تبون کی آشنائی ہو گئی
 ترک ہے ہو گیا شوق زرخندان حسنم
 وصل میں کہیں جو یوناز سوز بولا و شوخ
 آسا نیر جا کے چکی صورت تیر شہاب
 جسے جو مانگا او سو تو نے دیا اسے کر و کار
 سلسلہ دشت کا ٹوٹا اگنی فصل خزان
 روز او کی تو ریاں چرتی ہیں مجھ عشق میں
 وہ ملکون پیشینگی کو سمجھتا ہے بدی
 سہندی ملکر ہاتھ دریا میں جو دھوئی یار نے
 دید یاد دل آپکو دعویٰ مجھ بھر اوس پہ کیا
 میں تڑپتا ہوں یہاں چہین سوز اور کو پاس
 الفت محبوب میری دلیں ہر حیرت کی جا
 اکثر آئینہ نہیں خاکستر سے ہوتی ہے چلا
 پہنکتی ہیں اجوت اللہ کے گھر میں کند

کسی پیدائش سے کب کی صفائی ہو گئی
 آپ ہی سو خلق کی مشکلاشتی ہو گئی
 اک طرف میں اک طرف ساری خدائی ہو گئی
 چاہہ غم سے یوسف دل کی ربائی ہو گئی
 ہاتھ میرا چوڑی بیکل کلائی ہو گئی
 آہ سوز ان منہ سے جب نکلی ہوئی ہو گئی
 تیرے در سے خلق کی حاجت دانی ہو گئی
 دم گیسو میری دل کی ربائی ہو گئی
 لشکر غم کی مرے دل پر چڑھائی ہو گئی
 کی جو عاشق سے بھلائی ہے بڑائی ہو گئی
 واہ رمی تا تیر ہر مہلی حسائی ہو گئی
 ہاتھ سے اپنی گئی جو شے پرانی ہو گئی
 فرقت جانان میں دلسو ہی جدائی ہو گئی
 ایک اس کو زمین دریا کی سائی ہو گئی
 میری دلیں جب غبار آیا صفائی ہو گئی
 ساکھوں کی منزل دل تک رسائی ہو گئی

ملکیا اونسے سوال وصل پڑھو جواب

بس چلو ہی یاس قسمت آزمائی ہو گئی

ہر سہل مجبور موت تیرا منظر اسے

کہتا ہوں میں بیچ سب وصل یار سے

<p>پہلے نہیں ہر گردش لیلِ نہار سے چما لیں آسمان میں دس لکے بخار سے آنکھیں ہو میں سفید تر و انظار سے میں گفتگو میں بند ہونگا ہزار سے تشبیہ کیا میں سر کو دوں قدیا سے تھی کچھ خبر عشق کے انجام کار سے دیوانگی ثبوت ہے میرے ہزار سے</p>	<p>بڑھتا چلا ہر عشقِ تیرے زلفِ یار سے جلتا ہر اک حیران ہو یہ تیری عیان نہیں راغزوں کے جاسکے سنے سیاہی کو دیا دو چار بسا دیکھا کیا ہے کارنگ وہ بے تر ہے اور یہ محفلِ سراوہ پہلے تو ہم یہ سمجھے تھے یہاں کا خوب دل پتھر کو جابجا سے ہیں ٹکڑی اوڑھی ہوئے</p>
--	---

ہو کر لگا کے قبر پر اوس شوخ نے کہا
ہم آئے ہیں یا اس جلد نکل آزار سے

<p>خدا بر باد دی محبت میں ہمارے گھر سے ہر نیر پہ شیشہ کی یارب سا مٹا پھر سے ہر اتو یہ دھڑکا مجھ اپنے دل مضطر سے ہر یہ گاہ کشتوں کو ای قاتل تری خجر سے ہر طنہ ہر اک شانِ عروسی قبر کی چادر سے ہر اک کہ ورت سے عیان تصویرِ سکندر سے ہر زہر کی زینہ ش تری تلوار کے جوہر سے ہر ترش شمشیر پیدا یار کے تیور سے ہر کچھ صبا کو لاگ سی میز میں لاغر سے ہر اک ادھر میں ناواں ہوں بنا منا شکر سے ہر</p>	<p>ابتدا سو دایہ کیوں دلِ تیرے سے ہر ان تبوئے عشق میں کیوں نہ کھینچ کا دل مرا توڑ کر ہلو نکھائے نہ فرقت میں کہیں بیوفائی کی سگے ملکہ نہ ٹھٹھا ایک دم مرگ کی شادی مبارک شمع کو عرس میں صاف ظاہر ہے نہ کچھ دیکھا بنا کر آسنہ سیرہ رخا جو قاتلِ غلّس اس سپر پڑ گیا کون دیکھو کسی چشمِ سرکین کو الا مان چین سے تیرے بھی رہتے نہیں تہی مجھے بہر میں گھیرے ہیں در در و رنج و غم کھیر کر</p>
--	---

دستِ زریں کمال کیوں نفرت نہو جاؤ مجھے
عشقِ مجھ کو جنابِ ساقی کو تر سے ہے

<p>ستم ہو تمہارے ظالم تری گفتار کیا کہئے مگر جانا ترا ہر بات میں ای بار کیا کہئے غضب جو بن ہر چہرہ پر تری ای بار کیا کہئے جو کچھ آزار دیتا ہے دل بیمار کیا کہئے</p>	<p>بسا جانا ہر دل ہر بات پر ای بار کیا کہئے کہی قرار و صلت ہو کہی انکار کیا کہئے تجھے جب دیکھتا ہوں دل نکھلتا ہر قابو سے فراقِ یار میں پڑن تر پتا ہے یہ پہلو میں</p>
---	--

بس اب بھائی ہر یون شے سب سے تہہ
غضب پر شام ہی کو صل میں ہونید جاتی
سو اساتی کے رکھتا ہی نہیں میں اور کب
کسی کی جان لیتی ہو کسی کو زندہ کرتی ہو

وہ سنتا ہی نہیں پروں سو حال کر کیا کہتے
سلا دیو میں سکو طالع بیدار کیا کہتے
جو غافل ہو زمانہ سے اوس ہشیار کیا کہتے
قیامت کا نمونہ ہو تری زقا کر کیا کہتے

ہوین تھکنا مراد دل سینے میں پروں کی تپائی
بہلا چنگا ہو جو ایس یاس اوس ہیار کیا کہتے

تین آد کا قاتل اسپر ہی وار کوئی
آؤ گے خود بڑھتے کیوں نہیں کریں ہم
وہ چھپے کرو نہیں ہجائے دنگ ہو کر
ہوگی خطا کسی سے سکو سنرا ملکی
نرخ کے عرف کو اگل اور زلف عنبرین کو
تھے شب کو غیر کے گھر دلو مری خبر ہے
بلبل میں رنگ میرا گل میں نہ اوسکی پوچھو
محنت تو باغبان کی بلبل نری اوڑھے
وجہ بڑی ہر تیری بیشک تو بخش گیا
کشتہ کیا صبا نے اک اک کو ضد سوا کر

حاضر حضور میں ہے تقصیر وار کوئی
نگلی بڑا ہوائے بے اختیار کوئی
آئے مقابلے کو بلبل ہزار کوئی
مجرم ہیں ان کو ہو تقصیر وار کوئی
کہتا ہے عطر کوئی مشک تیار کوئی
چیتا ہے جاگنے کا صاحب خمار کوئی
جنگے ہزار کوئی مہکے ہزار کوئی
کوئی کرے ریاضت لوٹے ہزار کوئی
مجھے گمنہ جو ہو گا پروردگار کوئی
روشن نہ رہنے پائے شمع ہزار کوئی

کہتا ہے یاس اکثر صورت و کہا دی دلیر
در پر کھڑا ہوا ہے امیسہ وار کوئی

بجھاموسی عمران کو بھی حیرت ہو جائے
کعبہ رخ جو دکھا تو زیارت ہو جائے
لطف جب ہو جو کسی سے تجھے الفت ہو جائے
سیر گلشن پر اگر آپ کو رغبت ہو جائے
مجھ کو اوس عیرت لیلی کی جو الفت ہو جائے
اک برس تیری جدائی میں اوس میں بھون
منفصل اونے محبت کرتا ہے میں نہون

تو جو بائیں کر کو یا لبت رستہ ہو جائے
نہم اپر دیکھتے عمارت ہو جائے
میرنی صورت ہو جو کچھ وہ تری صورت ہو جائے
دیدہ ترنس شہلا کو بھی حیرت ہو جائے
پہر تو مینوں کی طرح بچہ میں شہرت ہو جائے
گنڈ کے گرا کیا گہری کی شب فرقت ہو جائے
تو مددگار جو ایس شکستہ امت ہو جائے

و م گلشت جو دیکھو نظر لطف سے تو
کسی میں تو وہ اک حشر ہوا کرتا ہی
مردی اس طرح تو ہوا کر سے جلایا نہ کرو
گیو و نکاتر سے جس ات کو بند ہوا کیلی
قتل عاشق کو تو یوں تیغ نگہ کیا کہ ہے
خط نکل لئے تری روئے کتابی پر اگر

وصف اوس غیرت عیسی کا جو نوزوں ہو گیا
چرخ چارم پہ مری نظر کی شہت ہو جائے

شگفتہ رہتا ہے دل جب بہار آتی ہے
نہیں یہ گرد جو اسے شہسوار آتی ہے
ہو اسے رنجہ جو زلف نگار آتی ہے
خبا رقیس پریشان ہو تو عجب کیا ہے
جو دیکھنا ہو تجھے جلد دیکھ لے مجھوں
صبا بھی ابر بھی بلبل بھی گل بھی مین ہمراہ
پلاوے بادہ گلگون چمن میں اوسانی
نہ اوٹھ سکیا گا تر ابو جھبھے کے اکی کا کل
تھکا ہوا نہ پس کا روان کوئی رہ جائے
آل کار چمن ہے عیان جو شہنم پر
دل اوٹھ لیتے ہو تم جس سے بوسہ ہارے ہو
تمہارے جگر میں یوں م کی آمد و شد ہو
تیرے جوں کے مرا عیسی تو مہم بجان میں
ہمن چہ باد نذران چل گئی ہے کیا چمن
جلا کے دیا ہی بیوز فرقت محبوب
خوشی کا دن ہو مبارک ہو تمکو اسے ستو
خضر نرگس شہلا چمن میں ہر ملبس

ہر ایک گل سے ہمن بوسہ یار آتی ہے
ہماری روح برائے شمار آتی ہے
نظر دور نگلی لیس دھار آتی ہے
ہو اس کے ناکہ پر لیلی سوار آتی ہے
ہو اس کے ناکہ پہ لیلی سوار آتی ہے
بڑے جلوس سے فضل بہار آتی ہے
کہ تازہ رنگ و فصل بہار آتی ہے
کمرے اونکی صدا بار بار آتی ہے
صدا جس کی یہی بار بار آتی ہے
گلون کے بننے پہ یہ شکار آتی ہے
نئی طرح کی تمہیں بیت ہار آتی ہے
کہ جیسے سانس دم اقتضار آتی ہے
ابھی گئی ہوئی پھر جان زار آتی ہے
نسیم آج بہت بیستہ رات آتی ہے
کہ دلے آہ بھی نگرشہ رات آتی ہے
ضراحیون میں مئے خوشگوار آتی ہے
نگاہ لطف کی امید وار آتی ہے

کہ میرے خواب میں بھی وفا قرار تھی ہے
جو آج باد صبا شکبار آتی ہے
جدہ ہر سدا و دہر آواز یار آتی ہے
ہمارے قتل کی کسوٹ بارتی ہے
غضبِ سرب کہ شبِ انتظار آتی ہے

یہ اونکے ابروؤں کو عشق کی ہر سب تاثیر
کھلی ہو کمال محبوب کی گرہ شاید
یہ وہی یہ عشق مجازی سے معرفت حاصل
وہ کاشترہین گلے آج دیکھیے ایدل
گزر چلا ہی بہر طور سہر کا دن تو

نہ خوف کر کہ غلام اب تو راب ہے یا نس
صد از مین سے یہ وقت فشار آتی ہے

قابو میں ہمارا ہی دل از نہیں ہے
قسمت میں مریخت و ملت می از نہیں ہے
تلوار ہو وہ ابرو جس از نہیں ہے
وہ چشم سیہ نرگس بیمار نہیں ہے
یہ مجمع عشق ہو باز از نہیں ہے
ہاں کاٹ سو خالی کوئی تلوار نہیں ہے
اب کوئی بھی معشوق طر حد از نہیں ہے
انکار ہی انکار ہے اقرار نہیں ہے
وہ جانِ جان مجھے تو نیر از نہیں ہے
اس شیشے کا اب کوئی خیر از نہیں ہے
یہاں جان کہ دیر میں ہی نکاز نہیں ہے
دلبرہن بہت پر کوئی دل از نہیں ہے

ہیو میں کئی دلی جو دل از نہیں ہے
آیا نہ دم نزع ہی وہ عیسیٰ دوران
کی جسے نظر اوسکا جگر ہو گیا زخمی
کیا تاب ہو اوس سے جو کوئی آنکھ ملائے
پر دیسے نکل آؤ اب ایو یوسف ثانی
دل ٹکڑے نہ کس طرح ہوا برو کی شکن
فسوس حسد سے جہاں ہو گیا حالی
کیونکہ ہو مجھے وصل کی امید کہ وہاں تو
پرو از نہیں کہ مجھ کو جو پھر جائے زمانہ
توڑا ہو مرنے و لگو بہت سنگد لون نے
حاضر ہے اگر تم دل شیدائے ہو طالب
دل دینے کو حاضر ہوں مگر دست زہری

تو حول قیامت سے عبت ڈرتا ہو ای یا نس
حامی تر کیا حیدر کر از نہیں ہے

سالی میں پائیے پہول خبر شادمان چلے
سب دستوں کا خوب کیا امتحان چلے
کیا کہ خفا ہو دیر میں کیوں کہاں چلے
جائیں کہیں نہ کہ زمین سکنا کہاں چلے

کی خوب سیر باغ کی اسے باغبان چلے
دارِ فنا میں ایک ہی اپنا نہیں رشتہ
آتے ہی میری بزم سے تم ادھم ٹھہر ہو
مجھ کو یہ ادب کی ہر مگر کاخیال ہے

سکندرخا سرین کا لڑکا قاتل کے پاؤں پر
 ہے چین بہار میں چھٹتا ہے بلبلو
 سسل بنا چکے مجھے تیرنگا ہ سے
 جو بن پراندون ہر گستاخ حسن یار
 اے درد ہجر یار کہلکتا ہے سب کو تو
 صحرانوردیوں کی ہے یہ مشق آجکل
 اے دوستو یہیں مری لاشے کو سوئے و
 روز آپ چھڑ چھڑ کے دیرین گالیان
 گل توڑنے پہ دیتی ہے دشنام عنایب
 بہن کیا سگان کوچہ ولد از خود عرض
 قاتل میں خوش ہوں شوق سے سرکاٹ لہرا
 لکھتا ہوں اپنے ضعف کا میں جاں اے قلم
 یوں لکھ رہا ہوں کلک مری آہ کا الف
 آیا وہ وقت مرگ عیادت کے واسطی

تد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
 رگما رگل کی پائونین میں بڑیاں چلے
 اب فیصلہ ہو چھوڑ کر کیوں نیجان چلے
 یارب اب اس چین میں نہ باؤ خزان چلے
 ہم کیا چلے جہان سہری قدر دان چلے
 تھک جائے میری مسافت اگر آسمان چلے
 کوچی سے یار کو مجھے لیکر کہاں چلے
 ایسا ہنو کہ میری بھی آدن زبان چلے
 سچ ہو کسی کا ہاتھ کسی کی بان چلے
 تربت پرانی کہاؤ مرے استخوان چلے
 گردن پہ کون اوٹھا کے یہ بارگران چلے
 اس طرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
 جیسے عصا پکڑے کوئی ناتوان چلے
 صد شک اس جان سے ہم شادمان چلے

بھوکے یاس کو چہ زلف سیاہ میں
 تاریک شب میں ہو کرین کہاؤ کہاں چلے

بے ستونیں لوہے قیس خستہ تن آہن میں ہوں
 بت کو لو پو جا کر ہو گانہ اوسکا دل گداڑ
 ناتوان ہر زلف کا قیدی ہی ہر بہاؤ کا لیا
 تیغ قاتل چلتی ہے باد بہاری کی طرح
 قید یو نکا حال کیوں اتر نہو جائے پہلا
 بل پڑا جب ابرو قاتل میں وقت امتحان
 کیوں نہ حشت ہو کہ لوہے کے نفس میں ہے
 قتل کرتی ہو کبھی ہر دم تری مشہر کا
 زلف کا قیدی تو ہوں پناہ کیوں پڑی

شک سے خستہ سوا اے کوہن آہن میں ہوں
 نرمی اس سے تو سوا اے بہن آہن میں ہوں
 کیلی جگر اے ہوا یہ خستہ تن آہن میں ہوں
 چہرہ و نگاہ بیکہنا پہو لاچن آہن میں ہوں
 رنج کیا ژدان میں ہے کیسا محن آہن میں ہوں
 صاف یہ ظاہر ہوا سب کو شکس آہن میں ہوں
 فصل گل میں عندلیب خستہ تن آہن میں ہوں
 واہ اے قاتل غضب کا بانگین آہن میں ہوں
 کیلی یہ یہ گرفتار سن آہن میں ہے

<p>و انو شترین کفن میں کفن آہن میں زلف کو دیوانہ کا سب سے آہن میں ہر دیکھنے شمشیر کی نابین شکر آہن میں ہر</p>	<p>بند کی آہن میں تختوں سے مجھ جیسی آہن سے ہاتھ ہنگریوں میں ہیری آہن میں گڑھوں میں صاحب جو ہر وقت ہوں یہی لازم ہو مایس</p>
<p>حسن قیامت سے تری تازہ قیامت ہوگی مصر و کفان میں مری جاہ کی شہرت ہوگی میں نہ سمجھا تھا بھی یہ یہ قیامت ہوگی تیرے دیوانے کے خون میں ہر جرات ہوگی طینت یار میں بے شبہ شرارت ہوگی وہ نمائے گاہ جو کچھ بھی بصیرت ہوگی دین قاتل سے بڑی مجبوند امت ہوگی شب فرقت ہی مجھ صبح قیامت ہوگی ملکیا شربت دیدار تو صحت ہوگی اب ہی میں صاف ہوں قاتلوں کو دہشت ہوگی سب کی تصویر زمین بختا تری صورت ہوگی جان جب خانہ تن سے مرے نصبت ہوگی</p>	<p>مرد و عورتی او ٹھیکے زند و پرال آفت ہوگی مجاور و غیرت یوسف کی جو الفت ہوگی مرگیا دیکھ کے انداز تری قیامت کا چماڑ پڑ جائیگا تو ارم قاتل دم قتل جو پر زار دین ہوئے ہیں ہر محرو و فرج یار کی آنکھ سے فرگس کو ہلایا نسبت مضطرب ہوں کہ نہ جلدی جو کٹے گایہ گلا رخ روشن کا ترسے دھیان جو تر یا سکا بن وہ بیمار میں جسکو دوا سے ہوشفا قس ہونے پہ ہی آیا نہیں اس میں غبا جسکا جی چاہو حسینوں کا مرقع دیکھے ابھی بیور ہو او وقت چلے جانا تم</p>
<p>یاس وہ شعر جو بحر کیے ہیں شب وصل گر سناؤ گے تو محظوظ یہ صحبت ہوگی</p>	
<p>یاس الفت جسے ہوگی اوہ کلفت ہوگی بچ کے بعد ہوا وصل تو راحت ہوگی اگر صنم خلق میں تجھے جسے صحبت ہوگی بیان کسی گل میں اگر ہوگی صحبت ہوگی نہ او سے ہوگی محبت نہ مروت ہوگی ہر شب تار مجھے صبح قیامت ہوگی شرم سوز رد گل تازہ کی زلفت ہوگی یاد ابل کو گاستان کی حکایت ہوگی</p>	<p>رج ہو وصل کو کل یار سے فرقت ہوگی ہر چہرہ تک ہر نہ صد ہونے فراغت ہوگی کب یقین ہے کہ نہ کافر وہ مسلمان ہوگا ہم ہی اس باغ میں چاہیے نشین اپنا اتحان ہونے کیا کہ کہ حسین جو ہوگا یاد آئیگی جو فرقت میں تری زلف دراز سرخی مارض نازک جو دکھاو گے کہی قصہ کو چہ جانان نہ سمجھے بھو گے گا</p>

بے نقاب آج تر مصحف رخ دو کیہ لیا
کیا نگہ ظلم کا معشوق کہ ہم عاشق نہیں
جو فرار ہو مرے یوسف کے کشتیرین
بند ہو گئی نہ پس مرگہ بھی نکہین اونکی
جس کے سبب نہ پیر مردہ نظر آئے گا
وقت تلقین نہ ہلائے کوئی شانہ میرا

اب مرے دل کو نہ تسکین کسی صورت ہوگی
وہ نکلنے میں ہی لب پر نہ شکایت ہوگی
قد میں یہ نہ یہ مصری میں جلالت ہوگی
جس کے دل میں تری دیدار کی حسرت ہوگی
اے حسین وہ ترے بیمار کی تربت ہوگی
زخم دل کے ابھی آہیں اذیت ہوگی

لقد جان دیکھے خریدار مری یوسف کے
یاس جب گرمی بازار محبت ہوگی

بیان عاشق و معشوق میں ہر شعر و مطلع ہو
ریخ پر نور کی توصیف میں ہر ایک مصرع ہو
یہ سنتر ہیں وہ کوٹھڑ سے دکھانے کے حال بنا
خبر شاید ملی ہو ان سمجھو کو قتل ہونے کی
پسند آئے نہ کیوں عاشق فرار ہو نکو سخن میرا
گر پڑتا ہو ہر سہل پہ سہل پائے قاتل پہ
نہیں کس حسن کی ان سارے معشوقوں کی تصویر
تجھی سو محکومتی ہو ہر اک شرایر سے رازق
نمود اہل دولت سطح ہو اس مانے میں
یہ قوت امتحان ہو تیخ اوس قاتل کو کہینچی ہو
لکھے میں سیکڑوں کی کجیخت مضمون اب دین
پڑا ہو عکس جو ساقی لب و دندان جانان کا
ہر کہ بندہ شکی سید ہی حال مضمون ہی ہو موزون
تری دونوں پہ ابرو دونوں مصرع ہیں برابر
وہ سر کی زلفت اونکر خستہ آئین عاشق ابرو

غزل جو یاس کو دیو نہیں ہر اک مرتع ہے
بنا ہو مطلع خوشید جو دیوان کا مطلع ہے
در جانان پہ جو ہم عاشق نکا آج مجمع ہے
گنگار و نکا جو قاتل کے در پر آج مجمع ہے
حسین مضا میں کامری دیو نہیں مجمع ہے
پڑی ہو بھیر کیا تلوار پر آفت کا مجمع ہے
میان عالم ایجاد یہ کیا ہی مرتع ہے
تجھی سو التجا میری ہو تو ہی میرا مرجع ہے
کہ اس کی واسطے دو چار دن جیسے طبع ہے
نہ سر کے پاؤں جکا کیت ہو دشمنش آئین ہے
نہیں کہ یہ رب و شک سہیں سخن میرا مضمون ہے
عجب قدرت خدا کی ہو لب ساغر مرتع ہے
شال سرو وصف قامت جانان کا مصرع ہے
بیاض حسن میں یہ اوصاف کیا خوب مطلع ہے
ہی بی بی ہلال عید دیکھیں صبا مطلع ہے

مکدوں اوی یاس اس سر سوید او کار خون ہو
شنا کو رو کر دہر میں وہ مطلع ہی یہ مقطع ہے

محبت ہو مجھ کو اس صفت ناطق کی صورت سے
 مجھ کو معلوم ہوتا ہو یہ ایدل تیر مٹی خست
 جلا جاتا ہوں کہ دُش سودا کی حرارت سے
 عجب آئینہ رخسار تابان پر صفائی ہے
 بہت بھرتیا ہوں کہ بیت عیار ہو پند پیکر
 نقابت کی سبب کروٹ بدلتا سخت شکل ہو
 ازل سے نشہ ہو صبا کو لفت کا یہاں دلیں
 قفس میں عنایت ہے تان فریاد کرتی کر
 پلایا آبِ حجاز انہی سب کشتوں کو قاتل نے
 بہلا پر یونگا ہو گیا ذکرِ لسان کی حقیقت کیا
 ہر گزے اشکِ خون قاتل کی بھی سوت آنکھوں میں
 جمالِ انہاد کماؤ بسکو چہرے سے نقاب لٹو
 ہمارا ذکر کیا ایامہ تابان ہوتا انسان میں
 کبھی لٹو گئے کہ گدگدایا وصل میں مجھ کو
 ہمارے ادنیٰ تنہائی میں باتیں دنیوالی میں
 کبھی دشمن کی جانب ہو غبار آیا نہیں میں
 جفا پر کی جفا اوس بت نے پر اللہ شاہد ہے
 اثر ہو بعد مرئی کے ہی پیدا عشق کیسو کا
 اوتا اس مر قاتل کو اپنی اچھ سے بارے
 قیامت میں بلاؤ پریش اعمال کو جب تو
 جلے تر پڑ کر ہو روی صدی حیر کے جھیلے

سندھ اور ہندوستان کے جنگوں کی قدرت سے
 نہ نکلیگا کہیں نامزد مجنون وشتِ غربت سے
 خدا محفوظ رکھ کر گرمی و زقیامت سے
 تمہارا روی نور و یکتا ہو چاند حیرت سے
 نہ دو گنا دل کی سیلاب میں باز آیا مروت سے
 ہمارا حال اب یہ ہو گیا جو در ذرقت سے
 تمہاری چاہوں والوں میں ہم میں ایکیت سے
 کہو صیاد بہلاؤ کی گستان کی حکایت سے
 ہمیں مجروح آخرہ گویا جامِ شہادت سے
 نہ دیکھیں تیری عاشق آئینِ گرجوینِ جنت سے
 تیرے جو جو دیکھا اوسکو تیرے چشمِ حیرت سے
 شرفِ یاجاجین عاشقِ مصحفِ زلفی زیارت سے
 ترانہ دیکھنے لگتے ہیں پر بیانِ چشمِ حیرت سے
 کسی پہلو وہ باز آؤ نہیں اپنی شرارت سے
 ہر جن کو لونسو پردہ وہ اوٹھو میں بزمِ حیرت سے
 مرا آئینہ دل پاک ہو عیبِ کدورت سے
 ہو کر واقف نہ اپنی لبِ کبھی شکایت سے
 پریشانی ہو ظاہر تیری سودا کی تربت سے
 سبکدوش آج عاشق ہو گیا بارانِ امت سے
 گذر ہو ہم گنہگار و نجایا رب بابِ رحمت سے
 جو عاشق ہو کسی کا پہلو کی کیا کام راحت سے

غزل شکر ہوئی محفوظ سب و یاس صحبت میں
 سناؤ اور اک مطلع فصاحت سے بلاغت سے

کہ جب کا نور تھا پہلو کہیں آدم کی خلقت سے
 یہاں رگ رگ ہر مٹی ہو صفتِ حسنِ ملاحت سے

جہاں عشقِ کامل ہو مجھ کو اس ملامت سے
 وہاں ظاہر نہ تھا بالکل نمک کی بھلی صورت سے

وہ سحر و جادو کی چشم بصیرت سے
 کیا ہر چاک تادہ من گریبانِ شہادت سے
 پڑی ہر تڑپ میں ہم صحرایہ اکائی سے
 مرغِ نر دیک مر جانای بہتر اس صیت سے
 وہ دلبر پوڑی رخ جبکا صبح روزِ صلیبت سے
 بہت جیلِ الم دوری کاسنے ایک مدت تک
 خیالِ خمیں تر پامین تو اوکھن بڑائی دلی
 خدا کی واسطے صورت دکھاؤ عینیِ ورن
 فراق یار کیا آیا بہاڑ اک آپڑا سر پر
 کہاں کی یہ سیہ بختی ہر حصہ میں آئی ہر
 خبرِ انجام کی آکھتہ سمجھے داہ رنی غفلت
 گذاری ہر مین برسوں اکدن چل دی کیا
 جسے کچھ نہ ہوتا ہو خوشی بھی دسکو ہوتی ہر
 پتا اسکی درازی سے ملا زلف پر پردہ کا
 دیا بوسہ نہ تھنے خال کا خسار و لب کیسے
 کہلا یہ اب کہ تربت سے مکان کوئی نہیں بہتر
 تبِ فرقت کو سینے میں جرت کیہ جو باقی تھی
 کہک ہان عطری یہاں گلشنِ خشت کیہ بونو کی
 دکھا دینست آنکھیں دس پرچی بھاگتہ نیر
 سحر جب ہوگی جب شرمین تربت سے وہ بھینکے ہم
 کہاں نہ گسکاں کہان ہو کہاں ڈھنچم بھین تو
 ازل سے ملامت میں ہم برونر جانان کے
 تمہاری افت قامت بھی ہر کچھ طویلین دزد
 بڑا احسانِ اجنبے اوتار اسے تنکا ہی
 وہ چہ بچائیکے جکار بھر دم بہر نامو اراہی

نہیں باہر کوئی عشق مجازی کی حقیقت سے
 قبا بھی تنگ آئی ہر مری سو دیکی شدت سے
 نہ پوچھو حال کی محنت کشانِ دشتِ غربت سے
 قسم اوں لفت کی دل کا پتہ ہو نامِ فرقت سے
 وہ گلیہ وہوں جو بڑھ جائیں سب تار یک فرقت سے
 یہ صد مہ انبا و ٹھہر گا تری بہارِ فرقت سے
 مژگی کیسے ملو محکوشب تار یک فرقت سے
 مر دم اب لبون پر آگیا ہو طولِ فرقت سے
 بہلا کس طرح میں بھجوں و باہون بارِ فرقت سے
 ستارے منہ چھپاتی ہیں شب تار یک فرقت سے
 دگر گون تھا ہمارا حال کچھ آغازِ فرقت سے
 ملا ہر مصرع پر دروید و دیوانِ فرقت سے
 وصال یار کا آغاز ہی انجامِ فرقت سے
 جنون بڑھنے لگا تار کی شجھائی فرقت سے
 ملا ہر کونہ اک تل ہی تھلے خوانِ نعمت سے
 کہدیکانم نہیں گوشتی میں ہم سو تو میں رحمت سے
 وہوان نکلا کیا ہوں ہمارے سنگِ تربت سے
 کفن میرا عطری کہیں دھماکا جلعت سے
 کہلا ہمیریشم نہ گس شہلا کی حیرت سے
 یہ شبِ فرقت کی بڑ بڑکے ملگنی ہم قیامت سے
 میں اتنی التجارکتا ہوں اربابِ بصیرت سے
 اسی گوش میں ہم چاہے نشین میں ایکیت سے
 یہ شب کو بڑ بڑکے بڑ بڑکے روزِ قیامت سے
 مری گردن گئی قدمو نہ جھلک بارِ سنت سے
 صدی افراق آتی ہر ہم کوشِ جلعت سے

خدا کو رحم آیا تم جو روئے یاس مشرین
چلو سب دیکھو کہ فرود گئے اشک نہایت سے

میرے گلے پتیر ہشتہ چہری رہی
سینے میں غم رہی تو مری دل لگی رہے
شاید ہو چہر پاس اہل ہی کٹری رہے
دل چل چکے تو آگ جگر میں لگی رہے
باد بہار کی یونہیں گودی بہری رہے
پہلو میں تم رہو تو مری دل لگی رہے
دل کو ہفت بنا کے خطا سے بری رہے
یار ب ہمارے کشت تنہا بہری رہے
پای جو اونکو پاس جگہ خوب ہی ہے
بہو لوئی بوسہ میری پلنگڑی بسی رہے
خلوت میں ہی تو وصل سے محروم ہی رہے
اک یار میرے پاس اک بخودی رہے

ہاں وصل میں ہی یار کی پوری چڑھی ہے
نیچ والہ میں تو خوشی سی خوشی رہے
جب تک ہی اونکا وصل مری زندگی رہے
اے سوز عشق کچھ تو تری دل لگی رہے
باغونین گل کھل رہیں بلبل کی ہٹے عا
اوہل سوانکہ سے تو غضب کا ہوسا منا
کیا خوب آئی قدر اندازیان میں داہ
وہ سبرہ رنگ آنکھ سوا تہیل نہو بھی
مدت کے بعد حضرت دل پھر کے آدھین
گر ایک شب ہی سو رہے آکر وہ گلبدن
شکوہ نصیب کا ہو گلہ یار کا نہیں
کیا لطف ہو جو وصل میرے ہوا طرح

آئے کہی نہ فاقہ پڑھنے کو ہی وہ یاس
بہتر ہے اگر حد پہ مری بیکسی رہے

کے آخر کو اپنی جان سے سرباز و دونوں کے
تکلی بیٹے ہیں مرنیکے لیے جان باز و دونوں کے
ہو کر وجہ ہیں اب دوستو اغراز و دونوں کے
ہیں سرو گل چین میں گوشن آواز و دونوں کے
جلا دی ہیں عاشق کو یہ ہیں اعجاز و دونوں کے
قیامت ہی کریگا اک نہ اک نہ ساز و دونوں کے
اوڑا دی ہوش تو ہی ہو گاہ ناز و دونوں کے
خدا حافظ بڑی ہیں عشق میں انداز و دونوں کے
نہ انسا کیجیو ای جو سن الفت راز و دونوں کے

غضب ہیں لیلی شیریں تم تھو ناز و دونوں کے
غضب چشم و ابرو ہیں تم میں ناز و دونوں کے
سڑکیر دل نے رو کر آنکھ لے اونکو بھایا ہو
پسند آتے ہیں اونکو چھپے قمری وابل کے
نگاہ لطف کرنا پوچھ لینا مہربانی سے
بلا ہوا زلف کا بلنا ستم ہے جنبش ابرو
بہت دعویٰ ہو میرے دل جگر کو صبر پانچنے
مڑ پتا ہو دل مضطر ان میں آنکھ سوا آنسو
میں معلوم نہیاں کون ہوا سن دیدہ و دین

نہ اوٹھینگے نہ اوٹھینگے کسی سوز و دہونے
محبت میں بہت بے رنگ ہیں آغاز و وٹو
یقین ہو رنگ لائینگے کس دن ساز و نوٹے
ابھی کر جائیں سرس ہوش تک واز و نوٹے
مگر نالہ تو ہیں ہر وقت میں ساز و نوٹے

وہ گیسو مانگتا ہر دل نگاہ ہر جانکی طاقت
ہمارے چشم و دل کا دیکھے انجام کیا ہوگا
غنا و عجب او نہیں سچو و کرنگے و صلیب ہنگر
جو دیکھیں قمری و بلیبل گاہ نازاوس کلکی
ہمارا اور مہنون کا اگر ساتھی نہیں کوئی

کلام ناسخ و آتش کے کیوں پر دھون شاعر
نخن انکو نہیں ایو یاس میں تجاز و نوٹے

کیا کہیں تجسوس شب وعدہ جو ہم دیکھائے
روز و شب کو نور و ظلمت کو ہم دیکھائے
جو مقتدر نے دکھاؤ وہ شمع دیکھائے
سیر کی دنیا کی شب بہرام ہم دیکھائے
آج منیا نہیں ساقی کا کرم دیکھائے
اپنی قاتل کی طرف حسرت سے ہم دیکھائے
ویر تک اجاب میر مرتن میں ہم دیکھائے
اس مکان میں ہم ہمیشہ ہم ہم دیکھائے
جوش کیا کیا تیری ہم اچھو چشم غم دیکھائے
خواب میں ہم صورت تیغ و دم دیکھائے
وہ ہمیں دیکھائے اور اؤ کو ہم دیکھائے
ہم یہ سار عیش کا سامان ہم دیکھائے
ہم عجب رنگین چمن زہیر قدم دیکھائے
معرکے میں تیغ قاتل کی علم دیکھائے
وصل کی شب صبر تک روئے صبر دیکھائے
تیری تیزی ہی ہم ای تیغ قلم دیکھائے

راہ آئے کی تری تا صبح دم دیکھائے
زلف چہرے پر تری ہم اے صنم دیکھائے
مہربان کیا کیا حد و پرنگو ہم دیکھائے
وقت جانان میں اپنے دلوں ہم دیکھائے
وہی شراب اور ونکو او سحر اور ہم دیکھائے
باری اپنی آئے جب تک اشتیاق قتل میں
عش ہو اجہدم میں جلوہ اوس پر ہی دیکھائے
خانہ دل کب رہا خالی غم و اندوہ سے
جب بہاؤ اشک بریا نوح کا طوفان کیا
ایز و نکایار کے اکثرا دلمین خیال
بعد مدت وصل کی شب کو جو بکجائی ہوئی
ساز و مطرب ساقی و مرجع تھے آئے نہ وہ
آبلوئے خار و شست میں نہ ہن رشک گل
واؤ بختی ہمارے سر نہ کیوں کٹوا دیا
اور گستاخی ہوئی ممکن نہ رعب حسن سے
لگایا وہ صاف مہنون لگایا کوئی اگر

کیا رقیبوں کو جلایا شعلہ تقریر سے
آہ کی آتش زبانی یا اس ہم دیکھائے

کھینچ کر تیغ ادا کر مارتا قتل اوٹھے
تیری شمشیر پے قتل جو قاتل اوٹھے
میر سیاشکو نکا جو موجد کبھی ایدل اوٹھے
جو بیان آؤ ہین تیار ہین جانے کر لیے
ضبط کی آہ و فغان جب کہی جا کر بیٹھے
لیلی آتی ہو زرا کہینچ تو آہین مجنون ہا
تو وہ لیلی ہو کہ عاشق تری مجنون کی طرح
اوجنم دولت ویدار ملے عاشق کو
خواب میں ہی ہر خیال سفر ملک عدم
خاک جہان گرین جنت میں بیابانوں کی
نگہ چشم و شہرہ بیس ہین خونریزی پر
خواب بخت بچہ و شوار ہوا ہر شکست می
ضعف کا زور بڑا ہو یہ تپ فرقت سے
شک کی طرح گر کر تیری نظر سے جو گرے

جس پر اک ماتھے پر ہو بہر نہ وہ لیل اوٹھے
ہر گنگار ابھی ہونے کو لیل اوٹھے
شور دریا میں ہو طوفان لب ساحل اوٹھے
جب ہو کوچ وہین چوڑی منزل اوٹھے
جب اوٹھو وہاں سے سنبھال ہو ہر محل اوٹھے
یہ ہوا میں جو چلین پردہ محل اوٹھے
نقش حیرت ہوں اگر پردہ محل اوٹھے
بلٹھکر ورہ نہ خالی ترا سابل اوٹھے
جب اوٹھو صورت گرد رہ منزل اوٹھے
بہر نہ بیٹھین تری محفل میں اگر دل اوٹھے
قتل کرتے کو مجھ کو کئی قاتل اوٹھے
میری رفتار سے یہ شور سلاسل اوٹھے
ہم جہاں بیٹھیں گھر وہاں سے شکیل اوٹھے
جب اوٹھو صورت در و جگر دل اوٹھے

یاس کہہ کہلے سے روین جینان جہان
اس جہان سے جو ترا عاشق بیدل اوٹھے

آزار عشق نے یہ کیا نا تو ان مجھے ہا
مٹا ہر کب کسی کی گلی کا نشان مجھے
بھما ہو خار خار چین باغبان مجھے
رحمت ہوئی نصیب جہان میں کہاں مجھے
خوش ہو گا بک و دانہ الفت کو دلیں کیا
اک دار اور کیوں نہ کیا تیغ تیسر کا
میں خاک اوڑا کے رہ گیا ساتھی نکلا گئے
خواہش سے بھگونا مودی کی مٹا دیا
کہاؤ کو علم تو پینے کو خون جب گویا

مشکل ہو در و دل کا بھی پیر بیان مجھے
او جذب شوق لیکو چلا تو کہاں مجھے
صدما ہوا بنا کے یہاں آشیان مجھے
پہونچا میں جبل میں پہ ملا آسمان مجھے
میسے گا آسیا کی طرح آسمان مجھے
یہ کیا کیا کہ چھوڑ گئے سنبھان مجھے
دشوار تری بس اب کہ ملے کا ڈان مجھے
اس جستجو نے اور کیا ہے نشان مجھے
اگر عشق خوب تو کر کیا یہاں مجھے

<p>تیرتی تلاش لانی کہاں سے کہاں مجھے کہتے ہیں لوگ بلیں رنگین جان مجھے ساقی پلائے آج مگر غوان مجھے لیکن مانہ کوئی مرا ہریان مجھے بلجائے شاخ گل پر اگر آشیان مجھے شمشیر سے بھی تیر ملی ہو زبان مجھے آئی نظر زمین کی زمین آسمان مجھے</p>	<p>ٹوہو ٹماہم میں دیرین گلشن دہشت میں اوس رشک گل کی مدح کا اچھا مٹھ لا سو موسم بہار بھی روز وصال بھی گلشن میں بلبلو بھی وہی کی بجٹ بار بار پھولا سماؤں پھر تو نہ فصل بہار میں فقر وں سے سیرے نرم میں گلنگئے قرب ذری بھی کوئے یار کا انجم سے کم نہیں</p>
---	---

مخطوط ہو رہا ہے وہ میری سخن سے یا س
 معشوق بھی خدا نے دیا قدر دان مجھے

<p>وہ گل پہلو میں ہو کچھ تو میری دلکی ہوس نکلے یقین سے یہ گلشن کی ہوس ابکی برس نکلے بلا لینا جو اس سحر سے وہ دھنسی نفس نکلے گریبان چاک و شہین ہم ایک برس نکلے مراد ماسکی دو زمین اگر اڑی ہنفس نکلے تری مٹھل سے ہم خالی ای دست ہوس نکلے خداوند کہی تو میری دلکی ہی ہوس نکلے روانہ کاروان جہدم تو آواز برس نکلے کسی لیلیٰ ادا کے عشق میں نکلے تو بس نکلے ہر رون اوسکے عاشق تہی مگر صادق وں مٹے آرام یہ بلبل جو بیرون نفس نکلے اوہر سے پیشوائی کو دل و جان پیش نکلے</p>	<p>بہارانی کسا کسکو رہا پی اور برس نکلے بہارانی اور ہم توڑ کر کچھ نفس نکلے دم آخروں سے دیکھو تو کچھ دلکی ہوس نکلے بہین محروم فصل گل میں کہانا تو اتنی نے جنازہ کوچہ محبوب کی جانب سے لیجانا نہ ہاتھ آئے قدم تیر غرض محروم جاؤ ہیں ہوئی مت کہ اس سر میں ہوا وصل جانان ہو فغان بل بھی کر یہیم بہین جب اشک نہ ٹھوس ہمارا ہر وہاں بستر جہان بستر ہے محبوب کا ہمیں بس ایک ٹھہرے آٹھائیں شکر کی جا اذیت میں ہوں یارب ہم سے جب تک خاندین اوہر سے آدہ عشق و سودا کی ہوئی باہم</p>
---	--

خدا یا یا قس جہدم روضہ پیشتر میں جاسے
 صریح پاک سے سینہ کو اپنی کر کے مس نکلے

<p>دماغ مانہ چھنی مٹے ہی انو نکلے بہت بچاؤ ہو تو مشکل آبرو نکلے</p>	<p>تکے وہ زلف تو رشک جان کی بو نکلے شرانجام سے لکیر جو ہم سب نکلے</p>
--	--

جو تیغ جھ سے ہوا چاک فون پہلو سے
خدا کرے کہ نہ دیر ان خانہ دل ہو
مبصرون نے گلوان کو جو باغ میں بکھا
غم و جرات و لکاشوت دین آئین
بکھر کے تمام سی کو کھٹے پیار بیٹھا ہے
جو تھک کر بیٹھیں ہی ہم دل تلاش یار کر
مقابلہ ہو اگر یوں عیان ہو نقص کمال
کیا جو دشت میں مجنون ترا گریبان چاک
زبان خنجر قاتل پہ ہے یہی جاری
یہاں تو کچھ نہیں کہتا مگر بٹا دونگا
کیا تصور دینا نہ چشم ساقی سے

اوہر دل سے اگلے اوہر سے تو نکلے
جو آرزو رہی او کی تو آرزو نکلے
ہمارے داغ کی تصویر ہو ہو نکلے
بہاؤن ایک سوا شک یک سی ہو نکلے
کو قمر سے زرا افسکے رو بدو نکلے
ہمار ہی گوشہ نشینی میں جستجو نکلے
افق سے بدرتوبت اشرف تو نکلے
درخت بید سے کانٹ پنے ز نو نکلے
جو میرے گھاٹ کا پانی پیئے ہو نکلے
جو تیری بزم سے باہر کبھی عدو نکلے
کہ دست مست سے کیا شیشے کا گلو نکلے

ہزار رنگ سے قاتل ہی کرے اس یاس
دہان غنچہ سے جو تیر سی گفتگو نکلے

اگر وہ کہو لکے گیسو سے مشکبو نکلے
ہمیں نہ کہ سے فقط بھہر جستجو نکلے
مجاز میں ہی حقیقت کی گفتگو نکلے
لی ہو چہرے پہ مودونوں ہاتھ ہی تر میں
ارادہ رونے کا ہو منفعل گناہ سے میں
فنا کے بعد ہی ظاہر ہو جو ش رقت کا
طاغی کھا کے چلے سیکھو سے حضرت شیخ
زیر وہ سرکہ جو مملو ہو تیر سے سودی سے
وہی حسین ہو عاشق نوازیان جو کرے
عدم سے آئے جہان میں گڑ جہان سے عدم
خدا کا شکر یہ ہے سنا منا تھا غیروں کا
بہار کی ہو جو آمد چمن میں اسے ساقی

یقین ہو بان سے شبل کشادہ ہو نکلے
تری تلاش میں نالو بھی چار سو نکلے
جو بولے سانس ہماری صلا ہو نکلے
شرانجانے سو کیا شیخ با وضو نکلے
ہماری فرود عمل بہرست و شو نکلے
جو میری قبر کو کہو دین تو آج ہو نکلے
جناب ہاتھ سے زندون کی سحر و نکلے
خوشا وہ دل کہ تری مہین آرزو نکلے
وہی ہو پول کہ مہین وفا کی ہو نکلے
تری تلاش میں ہی یار کو کہو نکلے
توں کی بزم سے ہم لیکے آبرو نکلے
زبان سی مستوں کی آواز طر تو نکلے

جو لیکے سوزن عیسیٰ پئے رنو نکلے
مری کنار سے وہ مثل آرزو نکلے
ادب کی جاس نہ خون رگ گلو نکلے
جگر ہو چاک قبا میں اگر رنو نکلے
کہیں جو تو تو کہیں تیری آرزو نکلے
بجائے قفل شیشے سے اشرو نکلے

قبا کے چاک نہ دکھلا میں ہم رنو گر کو
لئے تو صبح شب وصل دل کو ٹپا کر
قرب اس سو ہے کوئی نہ فوج کراقل
جنون میں بھی مری غیرت مجھ کو کتی کر
کرین تلاش جو اسے یار کعبہ دل میں
پتین شراب جو رند نہیں مٹھکرا ہر

ہنسنا یا عشق کی آفت میں خیم و دل کی آفت
جنہیں سمجھتی تھی ہم دوست وہ عدو نکلے

وہ شوخ فتنہ او ہمارا ہی گار ہاڑی جہاں رہا
کسی کو گردون ہنسار ہاڑی کسی کو ظالم و لارا رہا
ہمارے سینے میں دل ہمارا چین پر آفت او ہمارا رہا
یہ میں تصور ہی اسکا جلو امری نظر میں ہمارا رہا
یہ رنگ گردون دکھار ہاڑی ہنسار ہاڑی رولا رہا
جو ایک بوسہ کہی لیا ہی تو یار برسوں خفا رہا ہے
ہمارا صیاد ہی ٹرا لاکہ طائر دل ہنسار رہا ہے
ہرک کہ پہلو سے وہ تسمہ ہرک کہ دلو چہرا رہا ہے
ہمارا خون جو ہوا ہر شامل تو برسوں نگاہ رہا ہے
میں عاشق تھا ہوں کیا مقدر جو جیجکلو پھر رہا ہے
یہ بات کہتا ہوں وڑ پڑ تاکہ یار مجھ کو بلار رہا ہے
لیا تھا اک دن بوسہ بوسہ زبانیہ برسوں ار رہا ہے
لحد میں بھی کتے ایک آسکو ہلاک شانہ جگارا رہا ہے
صبا پہ کیا ہر نسیم پر کیا ہر چمن میں کار رہا ہے
زمانہ کی ایک اک ہلاک کو فلک مرا گہر تبار رہا ہے

کسی سے زخمو چہاں رہا ہی کسی کو جہرہ دکھار رہا
کسی کو دو لہنا ہمارا ہی کسی کی تیت او ہمارا رہا
خواب میں شیم کا مارا تڑپ تڑپ کر و لار رہا ہے
جو اسکو دیکھا تو ہو گا سکتا غش آجیجکلو کل رہا
کہیں ان اذخو وصل کا ہی فراق کا گاہ سلسلہ رہا
اسی لیر ہمنے دل یا گہر گناہ ایسا تو کیا کیا رہا
یلا و دہ لہنی لہفون لا ہرک پہر حال و شہر الا
جہا نہیں مشور ہو رہ دیکر کر نہ پہر دلبری کیو رہا
دکھا دیا اپنا عشق کامل تو یہ بھی نگاہی لہلہ رہا
یہ ظلم کرنا ہی روز و رستار رہا ہے مجھے تنگ رہا
عجب طے حکما ہی مجھ کو سو داکہ پہر ہو ہو نک رہا
فرانہ مصر میں ہی یہ پایا نہ تندی اسطر حکما رہا
تمہارا عاشق پکار کو کسکو دیا فلک و نہ چین رہا
گلو نکو بھی شل جار کھٹکا غنہ مجھ پر باغبان ہی رہا
پتا دیا اونچی ہر ادا کو دکھا دیا گیسو رسا کو رہا

نہ کیوں ہو بیزار ہر کسی سے ہر ایک سے اسکو رنج پہونچے
او ہمارے ہیں یا اس زوہ صد کہ دل جاسی او ہمارا رہا

گنایہ خون ہمارا کہ زرد ہو کے اٹھئے
 فلک ز خاک کیا سکو موت نے ٹنڈا
 کیا تھا قتل جو قاتل کی ٹنڈی گرمی نے
 جو غیر سامنا کرنے ہمارا اٹھتا ہے
 یہ جگہ بیٹھے کہ آخر قریب بہاگ گئے
 پوچھ کچھ ترے دیوانے کس طرح گذری
 سمجھ کے گل جو اٹھائیں ادل صد چاک
 مٹایا کہیل محبت کا ترک عشق کیا
 کسی کے در پہ جو ہم خاکسار بیٹھے تھے
 نظر سے گر کے کسی کی ہوا پہ راج تو کیا
 کسی اٹھ کے لپٹی کا تھا جو شوق بہین
 نہ شوق دیدار اٹھنے دیا گلی سے تری
 قریب کی بھی مصیبت پہ بیٹھ کر روئے
 اثر تم کا رہے اوسکو ترک عشق پہ بھی
 کیسے عشق میں دیکھے عجب شیب فراز

تھہاری نرم سوا میاں دور ہو کے اٹھئے
 اٹھتی جو در سے تری گرد ہو کے اٹھئے
 یہ وجہ بتی کہ زانویں سر ہو کے اٹھئے
 تو ہم جاتے ہیں مرد بند ہو کے اٹھئے
 تمھاری نرم سوا میاں آج فرد ہو کے اٹھئے
 مٹایا عشق ز صحرانور ہو کے اٹھئے
 تو اوسکو چاہی اٹھا کہ زرد ہو کے اٹھئے
 کیسی نرم سوا چوس کر کی زرد ہو کے اٹھئے
 یہ انتہا ہوئی اوسکی کہ گرد ہو کے اٹھئے
 گرمی تھے اشک کا ماند گرد ہو کے اٹھئے
 تو حشر میں بھی سوار کی گرد ہو کے اٹھئے
 بٹھایا آنسوؤں کی ہم جو گرد ہو کے اٹھئے
 کسی کی نرم سوا ہم اہل درد ہو کے اٹھئے
 اٹھتی ہوئی ان جو اوسکی گرد ہو کے اٹھئے
 کہ بیٹی دل کی طرح اور درد ہو کے اٹھئے

مستاعری میں جو رفعت کے یاس ہم بیٹھے
 بہت سے شعر پڑی اور فرد ہو کے اٹھئے

خزان میں سیر چین کو جو وہ گھارا آئے
 شفیق و مؤنس و ہمد ہم بھی کوئی پائین
 یقین تو ہے کہ نہ پہو لا ساون تربت میں
 خزان میں بلبل نالان کا ہے ہی نالہ
 ہزار شک کہ وعدہ وفا کیا پس مرگ
 یقین ہو آئے آنکھوں میں دین جگہ اوسکو
 خسرو و خچول چڑھانا مزار بلبل پر
 یوہن کہی میر دیر انہیں ہی آئے وہ گل

ہرے درخت ہوں پہرہ ہم بہار آئے
 شب فراق میں کیونکر تجھے قرار آئے
 جو بہر فاسدہ وہ گل سر فرار آئے
 چمن میں جلد الٹی کہیں بہار آئے
 وہ ساتھ میر کو جنازے کے تافرار آئے
 جو میر کا یونہیں جھینے کو کوئی خار آئے
 خزان کے بعد جو ای باغبان بہار آئے
 کہ جیسے باغ خزان دیدہ میں بہار آئے

<p>شب زرق میں جو کچھ گزر گئی مجھ سے وہ نغمہ سنج ہوں ہرگز کہی مہیگانہ رنگ کہیں پتہ دل گم گشتہ کا نہیں ملتا</p>	<p>بیان کر نہیں اگر تھکوا اعتبار آئے چمک کے سامنے بلبل اگر نہ آئے تری گلی میں کئی بار ہم پکار آئے</p>
<p>شب زرق سے جان آگئی لبون پر یاس گلہ تو کیجیو گرد کیسے کو یا ر آئے ہاں</p>	<p>شب زرق سے جان آگئی لبون پر یاس گلہ تو کیجیو گرد کیسے کو یا ر آئے ہاں</p>
<p>مرا جو بادہ جواری کا جو گشتیں بہار آئے وہ بایں عمر کے میں کیا سبکدوشی ہوئی حال ہیا دنک تجھ کو دہونڈا ملے ہم خاکیں آخر نہیں معلوم یہ کیسی ششید یا ہوئی زمین نہ پایا چین کر رہی تو اونٹے اتھہ رہنے وصال یا میں ہونا نظر بازی کا مانع ہے سحر تک ٹھہر نہ کہلایا نہ کی اک بات بھی مجھے مگر زمین نہیں دشمن سو بھی وصفان ہاں ہو جنون کا شور ہو مہر کے دہن پر زری پر زری</p>	<p>کھلی میخانہ کا درسا کی نکلیں غدار آئے گئے تھو کو چہ قاتل میں بار اپنا اوتا آئے لحد میں پاؤں اپنا دباؤ کو فشا آئے تری کو چہ میں ہم دوڑی ہوئی بے اختیار آئے ہوا اک حشر بر پا وہ جو بالین مزار آئے وہ آنکھیں بھوٹ جانیں فیند کا نہیں آئے وہ آؤ وصل کی شب بھی تو کیسی شرمسار آئے سکالوں و لگو پہلو سو اگر اس میں غبار آئے نئے بگڑو کی بھی بن آئی اکی وہ بہار آئے</p>
<p>زرق یا زمین کو یا جس کیونکر سرنہ ملکر اون محبت جس سے ہو بے او کی دیکھ کر کیا تو آئے</p>	<p>زرق یا زمین کو یا جس کیونکر سرنہ ملکر اون محبت جس سے ہو بے او کی دیکھ کر کیا تو آئے</p>
<p>ہاں پر جب وہ مرار شک تر جاتا ہے صف عشاق سے قاتل جو گزر جاتا ہے اشک ہنوسے مراد و جگر جاتا ہے آج بھی وہ جو نہ آئے تو گئی بات تری داع پڑتے ہیں کہیں دھین کہیں مٹتے ہیں دیکھ سکتا ہے اوستے کون جو بے پردہ ہوا ملے پڑاؤ سے کچھ رات ابھی باقی ہے الفت کیسو محبوب سے نہ لیت مری اور کس طرح مرا حال ہو معلوم نہیں</p>	<p>رو کو خورشید اوستی منت او تر جاتا ہے کوئی ہو جاتا ہے لہل کوئی مر جاتا ہے زخم دل مرہم کا نور سے بھر جاتا ہے دیکھ اے دل تری نالو کھا اتر جاتا ہے کہی آتا ہے کہی ہاتھ سو زرجاتا ہے دھیان تیرا کہ ہر ایدہ تر جاتا ہے وقت اتنا ہی بھرا ہے شمع سحر جاتا ہے سرسو نہیں جاتا ہے یہ سر جاتا ہے میرا نہ مری لے لے کے خبر جاتا ہے</p>

راہ کی ہر جگہ و دلیں ہمارے کئے
 بوج کرنا ہی ہمیں اولیٰ پھری سو ظالم
 اس قدر بوج و الم گذرے ہیں میری دل پر
 اپنی حالت پہ مجھے رہنے دوا چاہ کر
 نیچان کیوں ہنوں عاشق کہ ہر کس قاتل
 اوسکے کوچہ میں ملو خاک میں اراں میرے
 وصل میں میں جو لپٹا ہوں جھپٹا ہی ڈھونڈ
 ہجر میں مجھ کو یہ سودا ہی کہ بیخ اوٹا ہوں
 سرخی آ جاتی ہے اس شمع کے خسار و
 اوسکی نعشے کی اد اونسے نہیں بچنے کی جا
 میری میت سودہ کہتی ہیں کہ کب بات تو کر

کون ہی یہ کہ ادھر سے جاو دھر جاتا ہے
 پھیر کر یار جو ہر بار منظر جاتا ہے
 عشق کا نام ہی آتا ہے تو ڈر جاتا ہے
 خیر ہے کہ کہیں یہ در و جگر جاتا ہے
 نیچہ اوٹھنے ابھی تا بہ کسر جاتا ہے
 دنگو دکیو کہ یہ بیخوف و خطر جاتا ہے
 یار کا سن جو ابھی کم ہی تو ڈر جاتا ہے
 اس طرف اکد ہر اسے لڑکھٹک کر جاتا ہے
 می جو بیتا ہی تو رنگ اور نکھر جاتا ہے
 جب بگڑتا ہی تو یار اور سنور جاتا ہے
 کوئی خاموش ہی ہنگام سفر جاتا ہے

کھیلتا ہی جو کوئی بازی دل عشق میں
 ہمنے اکثر ہی دیکھا ہے کہ ہر جاتا ہے

نالا گرم اگر تا بہ فلک جاتا ہے
 حسن محبوب کا شعلہ جو لپک جاتا ہے
 کبھی عاشق پہ توجہ ہے کبھی پیغمبری
 مانگ لیتا ہی وہن عاشق ناشاد کی
 حال دل اس سے جو کہتا ہو تو کہتا ہی وہ
 شرمین بچے ہیں گل لال پہ پڑ جاتی ہی اس
 کس قدر شمع طبعیت ہو وہ بت نام خدا
 یا غیرو نے جو کرتا ہی اشاری سر زبرم
 پیغمبر رحمت غفار سے ہے کیا وعظ
 چال اس و خرامان کی قیامت کی ہی
 غیر کا ذکر ہی آتا ہی جو صحبت میں تری
 کبھی کو ٹھکر یہ جو کہل جاتا ہے جوڑا دکھا

صاف تار و زمین شرار سا چمک جاتا ہے
 زرد ہو جاتا ہی خورشید جھپک جاتا ہے
 نشہ حسن سے خود یار بہک جاتا ہے
 یار کیسو جو تری رنجہ لٹک جاتا ہے
 تیری باتوں سے کلیجا مرا پک جاتا ہے
 میری دماغو نکالیں جبکہ لپک جاتا ہے
 جب لطیفہ کوئی کہتا ہوں ہنرک جاتا ہے
 بیچ کہوں مجھ کو تو کہیہ اور ہی شک جاتا ہے
 حال دوڑ نکال یہ رند و نسو جو کب جاتا ہے
 ساتھ چلتا ہی اگر لپک کہ تھک جاتا ہے
 ایک کا شام سے دلیں کشک جاتا ہے
 لکھنو مشک کی خوشبو ہی ہنک جاتا ہے

وکیکو بلبل دل جسکو بھڑک جاتا ہے
یار جاتا ہر لمحہ پر کہ فلک جاتا ہے
فلک پر تو دو گام میں تنہا جاتا ہے

کن اوٹگون پہ ہر اونچیت گل کا جو
کون یہ قبر میں بھی وند رہا ہے مجھ کو
ساتھ کیا دیکھا جو انوکھا جنون میں پھلا

فیض و ستاوسیسا ہوں خوش الحان کو یاس
شکے نغمے مرے ہر ایک بڑک جاتا ہے

میرے دہن کی ہوا کہا کے بہل جاتا ہے
رنگ عاشق کی طرح صاف بدل جاتا ہے
تہم کے ہر مرتبہ سینے سے اوجھل جاتا ہے
آہ کہ ساتھ ہی نالہ بھی نکل جاتا ہے
تو کہ جب آپکا کرتا ہوں بہل جاتا ہے
میرے سینے میں کوئی دلو سل جاتا ہے
ہوش آتا ہے تو انسان سنبھل جاتا ہے
قطب ہی اپنی جگہ سے کہیں ٹل جاتا ہے
جس طرح رنگ زمانے کا بدل جاتا ہے
وکیکو کب مری تقدیر کا بل جاتا ہے
دل خفا کا بھی کوئی ہاتھ سول جاتا ہے
کوچہ یار میں یہ پہلے پہل جاتا ہے
کبھی سکتا ہے تو منکا کبھی ڈھل جاتا ہے
وہو پ کی طرح ترازا رہی ڈھل جاتا ہے
بولے پہچان لو انسان بدل جاتا ہے
سنگ بھی نوم کے مانند گھل جاتا ہے
دل تڑپتا ہے تو پہلو سے نکل جاتا ہے
جب دھڑکتا ہے جگر دل بھی ڈھل جاتا ہے
تو کہ اگر یار کی رفتار کا چل جاتا ہے
زلف کا بیج تو دم بہر میں نکل جاتا ہے

طفل اشک انکھ سے گر کر جو مچل جاتا ہے
یار اقرار سے ہر روز نکل جاتا ہے
آتش عشق جو بڑکی ہے تو دل مثل سپند
فرقت یار میں ہر ضبط فغان ناممکن
یوں تو دلو لکھ نہیں ہوئی کس صورت میں
قہر کرتی ہے تری ناز کی رفتار صنم
کس نے میں ہنر خود رفتہ جو وہ کیا ڈر ہے
اوسکے پہلو سے نہ اونٹوں گا کے لاکھ ہمارے
مجھے یوں م میں بگڑ جاتا ہے وہ طفل حسین
پہنسا گیا اب تو تری زلف گرہ گیر میں دل
سرور کرتے ہیں ہوتا ہے خرامان جو وہ گل
کیا گذرتی ہے مرے دل پہ خدا خیر کرے
فرقت یار میں ہر نوع کی حالت میری
روز وعدہ کا چوٹ لگاتا ہے اسے غیرت ماہ
وقت نصرت جو او میں غور سے دیکھتا ہے
میرے نالوں میں وہ تاثیر ہے دل کو کیسا
بتیغ مری سو کتنی ہیں اسے ہیتابی
ہجر جانان کی بلاؤں کا چور تھا ہر خیال
بحث پڑ جاتی ہے ہو جاتی ہیں فتنے برپا
لاکھ بھلائیوں کو جن نہیں جاتی دل کی

کشکش رنج و الم کی ہے تو پھر جسم کہاں

رنگت کچھاتا ہو حاسد کا سر زرم اتریاں
دار جب تیغ زبان کا مری چل جاتا ہے

میں بہن یہ تیرا ابرو کہاں کس کو لیے
منعمواتی بناتے ہو سکان کس کو لیے
اس قدر سر گھینتی ہو آسمان کس کو لیے
بلبلین کی ہن کشن ہن عثمان کس کو لیے
بھیتا ہے یہ بلالین آسمان کس کو لیے
چن رہا ہو پول تو ای باغبان کس کو لیے
روز رہی ہن آج یہ پیر و جوان کس کو لیے
سیا سو باہر کروں تیغ زبان کس کو لیے
روز و تیر ہن ہوں پہر و ان کس کو لیے
عاشق اوٹھا پھر کر شرح بیان کس کو لیے
مہربان کس کے یو نامہربان کس کے لیے
بن رہی ہو کاکل عنبر نشان کس کے لیے
جام لب بہر تا ہو تو پیر میغان کس کے لیے
پہر بنا دیتی ہن تربت پر نشان کس کے لیے
ٹنگر ہو ٹنگر ہو دل ہو مثل کتان کس کے لیے
فکر ہو کہو میں انہر اتخوان کس کے لیے
تیز کرتا ہے یہ خنجر آسمان کس کے لیے
رنگی پیچھے یہ گرد و کار و ان کس کو لیے

رہت ہیں ملکین تری مثل شان کس کو لیے
پہر زمین گیر ہی ہے مثل آسمان کس کو لیے
خاکساری اپنا شیوہ نہ عرض نہوت کو کیا
کونسا گل انکل نظر و لہو نہان ہر باغ میں
جمع ہو تو ہن جو میری یاس درو بخ و نسیم
ریو رگل کونسا گل میر ہن پہنے گا آج
میر و مر نیکیا یہ ماتم ہے بہا تم پو نہیہ لو
بند ہیں لب کوئی ملکا ہی نہیں جو فشان
وصل کی شب میری گزرتی ہو کب صبح ہو
اک اشاری میں سمجھ جاتے ہن جو کچھ حال ہو
غیر پر لطاف مجھ سے زخمی داہ او ضم
کونسا دیوانہ حکایتا جائے گا زنجیر میں
کونسا میخو آریا ہے زر اہم سبھی متین
خاتمہ پڑھنے کو بھی آتا نہیں کوئی عزیز
کونسا مرد و جہلک دکھلا کر سکو چپ کیا
ہو سگ جانان کا دنت انہر بہا ہو خوشگوار
ہر مہینے کیون دکھاتا ہو مجھے روئی ہلال
چٹ گیا کیا قافلے میری کوئی ہسانا تو ان

سودا ہن سب حسین اتریاں
دل لپی جاتے ہو تم اپنا کہاں کس کے لیے

ہمنے یہ سامان کیا تھا انہر سر ٹیکے لیے
ہیان کر باز ہو ہن ہم سر نہر گزریں کے لیے

دل دیا تھا آنکھوں میں سیر گذرنے کے لیے
دبان اگر آیا ہو قاتل قتل کرنے کے لیے

زندگی اپنی ہو مشوق تو نہ مرنے کے لیے
ہم نے ہی یہ دوہرن چوڑی ہن چہنکے لیے
دل لیا تھا آپ نے ہمسے مکر نیلے لیے
ہم نہ ہن صبر کو تم ظلم کرنے کے لیے
ہم یہ بازی آپ کو کیلے تھو ہرنیکے لیے
کیا ہو ہن مرد اس عورت کے ہرنیکے لیے
ہم نے تجو زنی ہو یہ منزل اور نیلے لیے
لوگ تو ہر وقت ہن جو دہرنیکے لیے
کیا ٹپتا ہو جگر دل سے اور نیلے لیے
یہ پری خونین نہانی تھی نکرنے کے لیے
یہاں ہی ہن و آملو دلمین اور ہرنیکے لیے
قیچیاں شاخین بننے کی پر کترے کے لیے
منہ چہرے تھو یار کو دل سے اور ترے کے لیے

اُڑ ہن دنیا میں ہم جی سے گذرنیکے لیے
دیکھ سبزہ مری تربت کا کتا ہو وہ گل
جانیو قربان اس اودوست پر آپ کی
اگر پیر و عاشق و مشوق میں یہ فرق ہو
یہ بھی تھی اک بات چوسر میں جو دلویدو
ہر اگر بہت تو دنیا کی اطاعت کیوں کرن
تیرین جا کر ہنیکے جب عدم کو جانیکے
اوند کو دلمین کس طرح خالی رہو میری جگہ
بقیہ راری ہجر میں ہو کوسید آتی نہیں
سینے قابل پر غضب جو بن نظر آتا ہر آج
اونکے سینے پر نوستان کی اب ہونے کو
کیا گلونسو اور چلینگی بلبلین گلزار میں
بات تھی جو کچھ وہ بوسہ مانگنے سے شگنی

یاس لایا تھا ہن شوق شہادت پہنچا
کوچہ قاتل میں ہم آئے تھے مرنیکے لیے

عشق دہر کے چمنین گل ہو گلین خاک ہو
تیرے عاشق کفن میں گل ہو گلین خاک ہو
یار تیری آہن میں گل ہو گلین خاک ہو
دیکھنا شاخ سمن ہن گل ہو گلین خاک ہو
یار کو سینے قرن میں گل ہو گلین خاک ہو
دیکھ گلچین جس چمنین گل ہو گلین خاک ہو
دست یار گلبدن میں گل ہو گلین خاک ہو
دشمنوں کو پیر ہن میں گل ہو گلین خاک ہو

واع سودا میر تو تن میں گل ہو گلین خاک ہو
ہو دل آغی ہن مرنے پر نہی غیر دل سے غبار
غیر نے چلے کا گل کہا یا مکر رہم ہوئے
مٹی دی ہو یار نے دست خانی سے ہو
پہل ملا عاشق کو کیا خبر دواع خبر گرد ملال
روئی رنگین سے کسی کو کیا اوسو نسبت ہلا
غیر سے گل بازیاں ہوتی ہن گر ٹپتا ہو پھول
ہے تن داغی مجنون لاکھ صحرائے جبر

یاس پر و انون کو چن بہن کی ہے یہ وجہ حاص
سینے کے گل ہو گلن میں گل ہو گلین خاک ہو

ہر شکس سرخ تور و کرد کہا نہیں سکتے
 گر موٹری سہی لیکن انہیں کہ عاشق ہیں
 بتوں کے در پہ بھی کہیں پکڑے آئے
 زمین کیا ہیں پیسے کی بو ترابی ہیں
 جنون میں ہی ہیں رہتا ہر پاس سڑابی
 رقیب بھی ہیں آگاہ نہیں ڈال ہو
 یہ سوز و گم سے آغوشان دہکتے ہیں
 پھوٹی ٹوٹ بجائی جاب کی صورت
 نہ سنو دگی بد ہی او کو میری دگی لاگ
 وہ بد مزاج جنون خواب سے کہیں اٹھکر
 اشرہ جہین ہلاتی ہے عرش کو وہ آہ
 خیال ہے جو ہیں اونکی بد مزاجی کا
 نہ پوچھو کون سی خوش آگئی تمہاری دا
 یہ پاؤں ضعف کی پہلائے اونکی فرقتیں
 تدر و کبک نے چال اونکی گواہی ہے
 بدن پہ سکے داغ جنون ہزاروں ہیں
 مقام خاص ہے یہ جلوہ گاہ ہے اونکی
 ہوا ہے جلوہ محبوب سے یہ آئینہ
 عروج عشق میں کس طرح ترک عشق کریں
 مشار ہے ہیں مری حسرتوں کو حضرت دل

پر اونسے در روی رخ کو چہا نہیں سکتے
 وہ اپنی آنکھ سے نہکد گرا نہیں سکتے
 یہاں سے حضرت دل باوٹھانیں سکتے
 کہ آسمان کو بھکدو با نہیں سکتے
 سہیر لفتا ہیں پر غل مچا نہیں سکتے
 اشاری سہی وہ نہکد بکلا نہیں سکتے
 سگان کو چہ دلدار کہا نہیں سکتے
 کسیکو آبلہ دل و کہا نہیں سکتے
 رقیب میری طرف سے لگا نہیں سکتے
 ہم اس خیال سے اونکو جگا نہیں سکتے
 کسی کا دل مری مالے ہلا نہیں سکتے
 وہ ہم سے روٹھ گئے ہیں سنا نہیں سکتے
 ہمارے دلیں ہے جو کچھ بتا نہیں سکتے
 کہ اپنی جان سے بھی ہمتو جا نہیں سکتے
 خرام ناز کا انداز پا نہیں سکتے
 خدائے دی ہے یہ دولت گنا نہیں سکتے
 خیال غیر کا ہم دلیں لا نہیں سکتے
 ہم اپنی حیرت و لکدو کہا نہیں سکتے
 دل اب جو بیٹھ گیا ہے اوٹھانیں سکتے
 بتوں کا نقش محبت مٹا نہیں سکتے

چمک وہ ہر رخ پر نور یار میں اسے تیا س
 کہ جسکی شمس و قمر تاب لا نہیں سکتے

دل پر آبلہ شاید و کہا نہیں سکتے
 یہ کون کتا ہے ہم ناز اوٹھانیں سکتے
 وہ میری لاش پر انسو بہا نہیں سکتے

وہ چھٹ کر ہیں کیا خود رلا نہیں سکتے
 تن ضعیف میں طاقت ہے پہلوانوں کی
 کیا تہا خون مری دلو اس نہ است سے

کہ اونکی یاد میں ہم غم بھی کہا نہیں سکتے
 کہ میری طرزِ نفعان تک اور نہیں سکتے
 ہم اس سے اپنی محبت جتا نہیں سکتے
 کہ زخمِ تیغ کا پانی چرا نہیں سکتے
 وہ میرا قبر میں نشا نہ ہلا نہیں سکتے
 وہیں سواؤنگے دہن ہم ملا نہیں سکتے
 وہ ہاتھ دلسے ہمارے اور نہیں سکتے
 عدو کو لیکے بھی کیا آپ آ نہیں سکتے
 ہم اپنے دلکا پتا کچھ بتا نہیں سکتے
 ہمارے نام کو مانے ہی جا نہیں سکتے
 وہ شمعِ قبر پر میری جلا نہیں سکتے
 کہ دستِ شوق بھی اپنا بڑا نہیں سکتے
 لگی ہر آگ جگر میں بجھا نہیں سکتے
 خود اپنی دید کی وہ تاب لا نہیں سکتے
 وہ محبو اپنی نظر سے گرا نہیں سکتے
 کہ اپنے دلمیں ہی جاو سکو یا نہیں سکتے
 دہان چلی ہیں جہان سواپ آ نہیں سکتے

اوٹا ہر رزقِ گھبانے فراق میں ایسا
 یہ طائرانِ چین کیسے عاشق گلِ چین
 رقیب اور نہ کہدے کہ یہ خوشامد ہو
 جیسا بنگالِ صمد جاں عشقِ ابرو کیسا
 یہ خوف ہو کہ نہ کھلیا شوقِ دید میں نگہ
 یہ ہر محال کہ ہون ہستی و عدم کیجا
 سببِ نشتی دلکا ہے جذب ہی اسکا
 وہ دوستوں سے مری حال پوچھتے ہیں
 یہاں تو دل و جان جاکر ملنے ہو چکے
 پڑی ہیں ضعفِ سیرت پر ڈھونڈتے قاصد
 دل اپنا جنکے لیے عمر بھر جلا یا تھا
 عیاں ہو وصل میں بھی کو تھی مقدار کی
 کسی کے سوزِ محبت نے خشک کر دی خشک
 غش آتا ہے اور نہیں جٹ بکھتی ہیں آمینہ
 وہ اشکِ ضعف سے ہون خشک نہ کی جو ہو
 بتوں کو ڈھونڈہ کو کعبے سے کیا نکالینگے
 ہر وقت نئے ہمیں دیکھ جاؤ تم آکر

دلک نے یاس ہمیں اس طرح مٹایا ہے

کہ لوگ ڈھونڈتے ہیں اور یا نہیں سکتے

عیاں کیلی اسی محسوس سے ہوگی
 یقین ہے بے رنجی قاتل سے ہوگی
 خطا مجھے نہوگی دل سے ہوگی
 جدا تن سے مرے مشکل سے ہوگی
 مثال اس کے مہرِ کمال سے ہوگی
 سیہ بخشی عیاں اک تل سے ہوگی

پری پیدا ہمارے دل سے ہوگی
 کر گیا قتل محکو بھیس کر منھ
 میں بیتابی میں تو نگا اور بنگا بوس
 ہے میرا روح کا اک غم کا ساتھ
 جوان وہ ہو گئے نامِ حسد اب
 دکھائی شبِ فراق میں آنکھ

کسی ہر جہن پر ہونہ مسائل
پنسا کر زلفت میں مجھ کو وہ بولے
یہی جو سخت جانی ہے ہساری
کرونگا بند و ملین جلوہ یار
لیٹ جائے گا دامن سے تڑپ کر
وہ ظاہر میں تو مجھے ملگئے ہیں
وہ دم رکھا رہ العنت میں اب تو
ہم اونکا وصل چاہتے تو یہ جسے
لحد تک اور سب اجاب ہیں ساتھ
وہی ہے جسکو اچھا جانتے تھے
وہ عاے وصل ہو یا جسے کی آہ

صدایا پید اچہ بابل سے ہوگی
رہائی اب تری مشکل سے ہوگی
تو بھر شدہ مندرگی قاتل سے ہوگی
سرخسہ یہ پر نی عامل سے ہوگی
خطا اتنی ترے بسمل سے ہوگی
صفائی دیکھئے کب دل سے ہوگی
کمی مجھے نہ میرے دل سے ہوگی
اسے ضد ہے ہمو دل سے ہوگی
جدائی بس اسی منزل سے ہوگی
برائی یا رکی کس دل سے ہوگی
اثر کر جائیگی جو دل سے ہوگی

ہیں کچھ سسل جانا یا تک یا س
رسائی آپ کی شکل سے ہوگی

تازہ و کلی بنا ہے محض دم کے واسطے
صبر خالق نے بنایا میری دم کے واسطے
اب رو گیسو و شرکان قتل پر تیار ہیں
قامت موزون جانا کی ثنا لکھتا ہوں
کچھ حلی شمشیر اب وہ قتل عاشقان
دیکھنا ہے سیر دنیا کی سہیں پیکر شراب
خیر کرتا ہے جو اسنم تو دلو کو کہو لہ سے
کہیں کج تلو قاتل اک لگا ہمیں بھی ہاتھ
ہے ارادہ کو چہ جانان میں چکر بیٹھے
بہر زینت روعن مشک و عیسر و عود ہو
میرے لہر تک یار کا آنا بھلا ہو کس طرح
الفت ابر و چوڑیلے سپاہی جو کہ ہیں

ہے الم میری لیے اور میں الم کے واسطے
یار کو پید کیا ظلم و ستم کے واسطے
آفتین ہیں سو طرح کی میری دم کو واسطے
شاخ طوبی چاہیے میری قلم کے واسطے
لیس ہیں تیر فرہ ظلم و ستم کے واسطے
ساقیا اک جام دی ہو بھی جم کے واسطے
چاہیے وسعت ذرا و ست کرم کے واسطے
لے تجھو تیری ہیں شمشیر دو دم کے واسطے
لوٹنا ہر دل بہت باغ ارم کے واسطے
شانہ دلش چاہیے زلف صنم کے واسطے
منع کرتی ہر نزاکت دو قدم کے واسطے
سر کا کیا دھڑکا بھلا ثابت قدم کے واسطے

چشم دریا بار روئے کو عطا کی ہو مجھے
جو ہر کشمیر ابرو لکھ رہا ہوں آجکل
ہر سیکو ناز و غمزہ را اس کیا آئے بھلا
چہ نگے بند و نسو گنہ بخش خدا کی بھین
چشم فغان کی ثنا لکھی ہے کیسی فصاحت
میرے سر پر اتھہرکتا ہو جو تو ہر بات میں
داع عشق یار اوٹھاتا ہوں میں مرنے کیلئے
تبر تک پہنچانے لاش مجھ و لکیر کی

دل مرا حق نے بنایا تیری غم کے واسطے
ہاں روانی چاہی میرے قلم کے واسطے
قطع ہو یہ جامہ زریبا صنم کے واسطے
ہم خطا کے واسطے ہیں وہ کرم کے واسطے
معجزہ ہو خاتمہ جادو و رقم کے واسطے
ای صنم قرآن حسین ہوئی قسم کے واسطے
روشنی کچھ چاہیے راہ عدم کے واسطے
دوستوں کو ہاتھ کینچا و زخم کے واسطے

یاس و یسے عاشقانہ شعر ہم کیونکر کہیں
یہ زمین خاص مختص ہے اہل کے واسطے

دلین ہر کا سوز عشق اکاں جان کی واسطے
دل بہت تر پامرا جانے کو سو کو کرے یا
میں عروج عشق میں ترپون خیرا و نکو ہو
آہ کرتا ہوں تپ فرقت میں اوٹھتی بیٹھتی
قتل گہ میں دیکھیے ثابت قدم رہتا ہو کو
لاکھ ڈھونڈتا رہتا ہوں پایا ساقیوں کا نشان
کس سو وعدہ ہو صنم جاؤ گے بنا کر کس گھر
ہر سگ جانان بھی مائل اور ہما بھی خواہگار
ساقیا بہر دو ہمارا جام اپنے خم کی خیر
دیکھا و صورت ہماری پوچھتا ہو حال کیا
یار کی تصویر ترست میں لگا دینا ضرور
اپنے جلسے میں کوئی مستوق ہونا ہو ضرور
چھپے کیسے کیا صیاد نے جب سے اسیر
ہجر میں آہ رسا ہو نچی مری مشکل کشا

پیر گو و فرخ میں ہم جو رہاں کے واسطے
رہ گئی بلبلی ٹھہر کر بوستان کے واسطے
نارسانی اس قدر بخت جوان کے واسطے
چاہیے ایسا عصا معیہ ناتوان کو واسطے
آج آتا ہو وہ قاتل استخوان کے واسطے
رہ گئے ہم خاک اوڑا کر کاروان کے واسطے
سورہی ہو آج تیاری کہاں کے واسطے
پیر گیا جھگڑا ہماری استخوان کے واسطے
مان تو دیتیے ہیں ہم پر مغان کے واسطے
کب بیان درکار ہو صاحبان کے واسطے
چاہیے زمینت ہمارے اس مکان کو واسطے
ایک یوسف چاہیے اس کا ڈان کو واسطے
کھٹکتی منقار بلبلی کی فغان کے واسطے
نردبان درکار ہتی اک آسمان کے واسطے

جو سخن رس ہو وہی سمجھو گا اسکو خوب یاس

یہ غزل لکھی ہوئی تھی قدر دان کے واسطے

غرض ایسے گزرتی شب انتظار گزرتی
رہو دل کو دل ہی میں جو شب وصل بار گزرتی
یہ پکارا سینے میں دہلے دل کہ مری ہمار گزرتی
یہی غل جھپکیو تینو جب شب وصل بار گزرتی
یہی ناکہ جان بھگلی وہ بس یکبار گزرتی
جو بصارت آنکھ میں تھی مری شب انتظار گزرتی
مری وح نجد مری ہو کے جیت کو ہمار گزرتی
یہ نہ پوچھا مجھ کو کہ تجھے کیا امی جانہا گزرتی
یہ ادنیٰ تھی برجی گاہ کی کہ جگر کے پار گزرتی
یہ بتا دو مجھے کہ تجھے کیا دل بقیرا گزرتی

جو کچھ لکھی بار گزرتی کہیں کیا جو بار گزرتی
نہو تو فراق کے کچھ لگ نہ حجاب سے وہ گلے
ہوئی شمع زہم میں کیا جھلکے گل کو بٹھا جو صل
ہوا زار ہدایتا قریب اب یہ اذان کو دیکھا جو ب
ٹہری تختیاں تین فراق کی راجہ خوب سی مری
جو کسی محسوس نظر بھری تو گیا نگاہ کا نور بھی
کبھی حال قفس پہ تھا عجیب ہی کو کہن پہ نقیب
نہیں اس میں نام کو بھی فائزین پتھر کو گزرتی
تری سطر جو نظر ادھنی ہوئی جان ہی کی ٹہری
وہ جو سیر پاس سے اٹھ گیا مری ہوش ہی ہو گیا

تری یاد کا جو ہوا گزرتا اسے کسی کی رہی ہے
وہ بیان کیا کر یاس پر جو کچھ لکے بار گزرتی

پر اب نیاز مند ادا کو جلیب ہے
درِ دیگر فراق میں اپنا جلیب ہے
ہے یار دور وقت ہمارا قریب ہے
بولی اجل کہ واہ تر کیا نصیب ہے
دیو شب فراق غضب کا حبیب ہے
مجھے تھے جب کو دور وہ اتنا قریب ہے
کیا دیکھا تو کیسے مجھے کیا نصیب ہے
اس قافلے میں ناکہ عاشق نصیب ہے
قصہ ہمارے دل کا عجیب غریب ہے
دیوانگان عشق کی سہیت عجیب ہے
جسکا نہیں جواب وہ اپنا جلیب ہے
درِ فراق یار ہی اپنا جلیب ہے

کس ناز کا پلا یہ دل غم نصیب ہے
راحت کچھ اسکے ہاتھ سے دل کو نصیب ہے
افسوس و ملین حسرت دیدار رکھی
چھاتی یہ چڑھ کے یار نے کاٹا جو سرا
دل عاشقوں کے نام سے جسکے لرز گئے
دیکھا جو غور سے تو جگہ او کو دل میں ہی
دل لیکے میرا ناز سے کہنے لگا وہ خوش
جاری ہیں متصل شب فرقت جو شک غم
سن لو اگر تو گاہ نہ سو گاہ رو و تم با
آنکھوں میں اشک ہاتھ جگر پر لبوں پر آہ
دل کو ہمارے عشق حقیقی کا ہے مزا
رکھتا ہوں سو دوست کہ پہلو میں ہی جگہ

عاشق ملا جو خاک میں دلبر کے ہاتھ سے
ہر وقت دوڑ دوڑ کے جاتا ہوا سوکھا
آئی صدا فلک سے بڑا خوش نصیب ہے
میرا خیال ہر مہر میں میرا قیب ہے

معتوق جو ملا اسے وہ لا جواب تھا
فضل خدا سے یا سب خوش نصیب ہے

قابو میں رکھے دل جسے پروردگار دے
حکم اپنے ساتھ سونے کا مجھو نگار دے
جو سر کسی حسین سے اگر کیلتا ہونین
پیسای عمر مجھ مجھے گردون لے از زمین
تا شیر عشق زلف گر لکیر ہو اگر
کرتا ہو تو اشارے مژدہ کے جو غیر سے
ایسا کچھ آجکل ہے فلک مجھے بڑھلات
سینہ بسینہ غیر سے وہ ہیں تو سوز غم
رکھیں وہ سامنے اسے گلہ سبہ جانکر
عشق مژدہ میں جانے عاجز ہوا ہونین
گر وصل یار کا مری تقدیر میں نہیں
چلتا ہے تنکے سامنی طاؤس باغین
کیوں مضطرب ہو مجھ میں تو جاؤ سوکھا پاس
جاگے گا انجید اشت تار یک سج کون
سو نگہ تو میرے سینے پر نہ رکنے کے یار تم
مجھے یہ جسر تو نکا تقاضا ہے بار بار
مراجاؤن اس امید پہ تجھے بگاڑ کر

کوئی دیا عشق میں اتنا بیکار دے
تقدیر جسر توں کو نکلنے کی بار دے
کہتا ہوں دل یہ شوق میں مجھ کو ہی مار دے
اک شست آخوان ہوں نہ مجھ کو تار دے
دل میرا بولے ناؤ شک تار دے
امو گل نہ اس طرح دل عاشق کو خار دے
چاہوں جو اک خوشی تو یہ صد ہزار دے
دو آبلے ہمارے ہی دلیں او ہمارے
دل اغدار ہو کے کچھ ایسی ہمار دے
ای تیرا آج تو جی سے گزار دے
تو صبر مجھ کو لے مری پروردگار دے
تو بھی کچھ اپنے سینے کو اگل او ہمار دے
آرام مجھ کو اسے دل بے اختیار دے
تم نکھیں ہی دے سفید اگر انتظار دے
بوسے وفا یقین ہو دل داغدار دے
رشتا ہمیں نکلنے کا اور فلکدار دے
میٹی مجھے اگر ترے دکانخوار دے

اگر یاس عرس پر ترانہ چڑھاؤ گیت
ہر تہ کی جگہ جو وہ دل سے اوتار دے

گھر ہوا بر جو ممکن شرب ہو جائے
وہ مہر بام پہ جو مخو خواب ہو جائے
ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے
کو چاندنی رخ مہ پر نقاب ہو جائے

فراق میں ہوں اگر اشکبار ویدہ تر
 لیا ہر دل تو ملے بہکے بوسہ رنج بھی
 سافراں عدم چلکے قبر میں سرور
 اٹھاؤ ہین جو تہمارے فراق میں صدمہ
 کہی تو قبر پر عاشق کی فاسقہ پڑ ہیے
 پلک جھپکتی ہی دنیا ہو درہم و برہم
 وہ مذہبیب ہوں جاؤں گزین دریا پر
 سوال چل پہ عاشق کے یا تو ہوا قرار
 فراق سائی موش کی شنگارک سے
 یہ بات کہ نہیں ایچہ عیش میں تڑپوں
 بیان کروں عرق الودہ ابرو نکا جو صفت
 خیال رخ میں اگر سوز دل سے ٹکدین اشک
 سول اذکی طرف سے ہر لن ترانی کا

یہ جوش آب ہو کروں جناب ہو جائے
 یہ ہم سے تھے حساب و کتاب ہو جائے
 روار وی میں ابھی پا تراب ہو جائے
 جو مختصر ہی لکھوں تو کتاب ہو جائے
 کہی تو آب سے کار ثواب ہو جائے
 پھسکے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے
 یقین ہر آب مثال سرب ہو جائے
 نہیں تو اوی شہر خوبان جواب ہو جائے
 یقین ہر دل سوز ان کباب ہو جائے
 اود ہر ہی تو اثر اضطراب ہو جائے
 تو اور تیغ زبان پر لعاب ہو جائے
 تو پھر یہ آب یقین ہر گلاب ہو جائے
 اود ہر سے ہی رنی کا جواب ہو جائے

نہیں ہر اس کہ رحمت وسیع ہے تیری
 گناہ یا اس کا یارب حساب ہو جائے

جو یار کے رخ روشن کی دید ہو جائے
 جو دل کو یاد خدا کے مجید ہو جائے
 کلام اسمین نہیں تیری ذات واحد ہے
 ترے لیے ایک مہینہ فراق میں گذرا
 ترے دہن کی جسے یار فکر لاحق ہو
 ملے جو مستون کو ساقی شراب تھوڑی سی
 جو ساتھ سوئیں وہ تلواریج میں لہکر
 پھر اے آنکھ جو اپنی وہ قاتل عالم
 خوشی سے بھون جو نعت میں یار تو کو
 وہ دست ہین نہ ترنگے اطاعت اسکی ہم

یقین ہر دل عاشق کو عید ہو جائے
 بتوں کا عشق ابھی ناپید ہو جائے
 بنائے تو جسے اپنا وحید ہو جائے
 دکھا دو چاند سی صورت تو عید ہو جائے
 مگر کی طرح ابھی ناپید ہو جائے
 بلند غصہ ہل من فرید ہو جائے
 ہمارے واسطے کوہ حدید ہو جائے
 ہماری جان پہ ظلم شدید ہو جائے
 بس اس طرح مرے دلی خرید ہو جائے
 ہمارا پیر مغان خود مرید ہو جائے

کہی تو ہم سے بھی وعدہ وعید ہو جائے
تو بڑے عرش سے جل الوریہ ہو جائے
یہی علاج یقین ہے مفید ہو جائے
نہد آواز ہو عاشق شہید ہو جائے
مرے لباس کی قطع و بربد ہو جائے
عجب فرے کی یگفت و شنید ہو جائے
جواب یار جو لکے رسید ہو جائے
تو دل مقید قید شدید ہو جائے

رہو رقیب کے گہریار کیا قیامت ہو
حقیقتاً جو سیطرہ تو قریب رہے
نگاہ لطف سے کہیں وہ نہیں آوے
تم نہنی تنہا اسے اسے جو قتل کرو
ہمارے گریبان کچے بچھے دامن
کہیں کچا اپنی جو ہم اور تم ہماری سنو
چلا ہو ساتھ ہی قاصد کے شوق بھی
دلہا کے زلف جو کھل دی یار چہرے پر

اسی کا نام جہان میں جو حسن نظم اسے پاس
پُرانی بات بھی گر ہو جدید ہو جائے

لسانِ تارِ تیرے بکریں بستر میں ہم مل کے
مچا تو ہیں یہ غل ہر بار قیدی چاہ باہل کے
وہ ناحق بخیلا ہو جو دشمن میں ہو دل کے
خفا کو سبب روٹ ہی لاسکتا نہیں بلکے
شکستہ ہو گئے گل اور غنچہ رہ گئے کھلے
ہر اک ہمیں لپٹ لپٹ کر رہا ہے بل بلکے
الٹی خیر کرنا کا پتے ہیں ہاتھ قاتل کے
عدم کے جانیولے سو گئے نزدیک منزل کے
نشانِ تھکاوٹ میں گئے ہر جگہ پر کو تو قاتل کے
پہلا پہلے مقابل جامِ حم تو ہو مری دل کے
ترک دیوانے کو ملتے گئے درجِ سناں کے
ازل سے سہارے بک چکے ہیں ہاتھ قاتل کے
غبارِ قیس پر وہ دار ہو ہمارا محل کے
کسی سی ہو سکیں کیا ہیں بت یہ کام کل کے
سم دیکھو نہ ہوتا ہو ترپنے پر بھی لیل کے

گئے ضعیف سے ہم شقیں اک ماہ کا دل کے
جہان میں مشتری زہرہ جبین کے نوہر کے
جلائے ہیں ستارے ہیں اسے آزار دیوہین
ترے فرقت میں مجھ پر آجکل ضعیف طاری ہو
ہنساج ناز سے میرا ہن اندا گم شہین
نہیں معلوم انسانہیں باہر دشمن کیوں ہے
کہیں ایسا ہو توڑی سی گردن لگے رہا جو
عجب کیا راہ میں گر کاروان لہجائے ان سب کا
جو سوداؤ شہادت ہو تو چلنے میں تردد کیا
چمک کر آئے کشتہ پر اسکے رو برو آیا
بڑی جتنی ترچہ کیسویں اونٹا بڑا اسکا
یہ شمشیر ہو گئے ایک دن سب عاشق ابرو
یہ پاس عشق ہوا تک نہ دیکھے کوئی لیلی کو
ٹپنا ہجر میں سو رہی ہیں پھر ناعشق میں رہنا
کسی کی جان ہی جائے تو قاتل کو تماشا ہے

سوا کون ذات خالق کون ہر بے نقص نمایان
نہ جام جم ہر صاف ایسا نہ مرآت سیکندر
ہر پوختی ہو در جانانہ کہینا موت نے محکوب
تری زلف رسا بل کر سی پھر چہن لاکر
ہو اہر اکلی سو و عشق میں اک شہیم سیکون کے
ستم صیاد کا دکھار یا ہے طر فکریقت

مٹاؤ دتو ہین سب حسن ہر ماہ کامل کے
صفائی آگنی حصہ میں کیا آئینہ دل کے
مری کشتی ہوئی ہر غرق اگر یاس ساحل کے
ہماری گردن نازک پہ ہین جھنگ سلاسل کے
ہمارے آبلو نیکے پوست ہین انگوڑ کے جھلکے
نہ ہین باغین ہر جاچین خون عنادل کے

بجہ تک کون تم کو یاس ہونچا کے گا بولو تو
غضب کی ہر جگہ تم سو گئے نزدیک منزل کے

عدم کی راہ کو دم میں خستہ تن کاٹے
کبھی جو لون رخ رنگین یار کا بوسہ
تمہیں جو شوق ہوا نشان کچھنے کا ایام
جو دیکھ لے رخ روشن ہمارا پر دانہ
غزل کا ذکر ہر کیا شعر کسکو کہتے ہین
پہرے نہ دشت و بیابان میں رت مجنون
جو اوسکی زلف سپہ کار ہر خیال مجھے
بہرین جو ابرو قاتل کا دم تو نیکر تیغ
بچھائے دم جو صیاد و بلبلو نیکے لیے

گلا جو تیغ سے وہ ترک تیغزں کاٹے
تو شل مار مجھے زلف پر شکن کاٹے
تو مہر اپنی بہت شوق سو کرن کاٹے
تو اپنے پر سے سر شمع انجمن کاٹے
میرا ہر لفظ ہی تو صاحب سخن کاٹے
وفا کی راہ گدگد شل کو کھن کاٹے
تو سانپ بنکے شب ہر تن بدن کاٹے
گلا ہمارا اگر بیابان پیر ہن کاٹے
تو سانپ بنکر اوس سبیل حسن کاٹے

ہو چنچا باغ میں اہر یاس بو ہو گل کی طرح
نہ پاؤ نہیں کوئی خار ہر چسپن کاٹے

عجب صنعت کی صنائع ڈرتی صورت بنائی ہو
گریبان جاک صحر کو چلے جاؤ ہین یوانے
کئی را تو نسو د لکھو وہیان اون لفظ نکار تہا کر
نہ تو ذلی خبر بڑا کیو ہم تیری فرقت میں
دیا کاندہ اوس محبوب ز تابوت کو اگر
سمجھتا ہر نہیں وہ بہت حقیقت او کی بالکل

بجا ہر حقد راکو یار کچھ خود نہائی ہے
جنو نکا شور ہر گلشنیں نہر فصل گل آئی ہے
کس آفت میں ہینسا ہون کیا بلایا سیر علی کر
خدا شاہد ہر اک بہت ختم تجربے وفائی ہے
سکدوشی سو تربت تک ہمارے لاش آئی ہو
غرو چسپن ہر ایسی خودی دلیں بہائی ہے

کونین کیا تلون ہر مزاج یا مین کیسا
کبھی گجری جو پہلو نکلے ہنسا ہر وہ ہاتھین
لادو میری ہونٹوں سے زرا لب اپنی اور قاتل
کبھی ہر دفا ہر اور کبھی بے اعتنائی ہے
نشان پڑ جاؤ ہین اوس گل کی یہ نازک کلائی ہر
میں جانی کا موقع ہر لبو پر جان آئی ہے

ستان کے لیے وہ شمع ہر دم بجی کہتا ہے
تیا تو آجکل اویاس کس سے آشنائی ہے

وہ سرگرم او اہر جان دہر میری نکلتی ہر
شر اوڑھو ہین آہ گرم جب نہ نکلتی ہر
خیال برو کا اوسکے خواب میں بھی محکوت ہر
وہ بال جانچ اہر عشق گیسو کی ریشیاں کا
تصور زلف کا ہر وہ بیان یا خال سہ کاڑ
بلا سو گرد و طعن چوٹا ہو مری برباد سودو مین
خیال یا مین ہوتی ہر دشت میر گلشن سے
بنائی ہین خدانے دلفریبا صنم کی شکلیں
محبت جسکو ہوتی ہر ہمیشہ بڑھتی جاتی ہے
اگر جو لڑا سو عاشق تو یانی ہو کے بہ جائے
لو عاشق کا ملتا ہر جو قاتل یا مین اپنے
نکلکریاں سو ہنسا ہے جامہ خون عاشق کا
سو مارا اوسے نسل کیا اللہ دے چالاکی

قضا تو آجکل ہر دیکھیے کس طرح ٹپتی ہر
نہین معلوم سنو مین مری کیا جیڑ جاتی ہے
کسی دن سو چہری سی آں جگر پر میری جلتی ہر
بلایہ دیکھی کس طرح میری سرسری نکلتی ہے
بلا جب کوئی آتی ہر تو پھر شکستہ ٹپتی ہے
فضا کو دشت سو لیکن طبیعت تو بھلتی ہر
ہم اسکو لاکھ بھلا مین طبیعت کب بھلتی ہے
عجب روعن ہر ہر دینر نگہ جھیر سہلتی ہے
طبیعت آئی جب ہر کب سہل ہا لڑی سہلتی ہر
تمہاری لفت کی لڑکھیاست زہر نکلتی ہے
خاصی حال پراو سکے کف مہوس ملتی ہے
تیری تلوار او قاتل مری کپڑے بدلتی ہے
عجب سچ سے عجب سچ سچ تری تلوار طپتی ہر

جوانی جا چلی اویاس آیا وقت پیری کا
زوال شمس ہے دن کم رہا سو دھوپ ٹپکتی ہے

کھنکھریا آئیے تو سہی ہر
نکلے شاید وہ رحم فرما مین
مین ہی آہین کرونگا ٹپونگا
جاننے ہین کہ شر کریگی آپ
ہے بتوں کو غرور حسن بہت

دل مرا آڑ مائیے تو سہی
حال دکھائے مائیے تو سہی
آپ مجکو ستائیے تو سہی
خیر جو کچھ ہو آئیے تو سہی
شان اپنی دکھائیے تو سہی

حال دل مجھے سن ہی لینگے آپ
سیر اس شیشے کی ہر قابل دید
مجھ کو زندہ نہ پائے گا پھر
مجھ کو سمجھائیے گا بھرنا صح
رنگ کیا کیا نہ لائینگے عاشق
ہجکیان لیتے گا یا در ہے

پاس اپنے بٹھائیے تو سی
میرے دلیں بٹھائیے تو سی
پاس سے میری جائیے تو سی
اوسکو سمجھا کے لائیتے تو سی
آپ مہندی لگائیے تو سی
مجھ کو دل سے بٹھائیے تو سی

سہل ہے یاس کیا بتوں کا عشق
پہلے سختی او بٹھائیے تو سی

ظاہر غم دل کا یہ اثر ہے
وسا کے تو میں کا سفر ہے
ہر نام خند اشباب او نکا
اوتکتا ہے کیوں تو عاشق را
تیر کو دندان و لب کے آگے
سو او سر پر زلف کا لے
جل اوٹھے گا خود بخود مر دل
کس طرح اسے قرار آئے
سب سوئے عدم ہیں جانو آ
ایسا تو آنکھ میں کہا ہے
سب اپنی غرض کے آستان ہیں
خالی تجھے نہیں کوئی محب
تو غیر کے گھر تھا شب کو مہما
کیا دور جو برق کو جلا دے
رہتا ہوں جو بجلی پر نشان
غنجہ ہے کہان کہان گل

جب دیکھے میری چشم تر ہے
دنیا ہی ایک رہگذر ہے
نخل امید بارور ہے
چند مومین مہم عشق سر ہے
کیا خیر ہے لعل کیا گھر ہے
کس شخص کو ایسا درد سر ہے
پہنان اس شک میں شر ہے
یہ دل سیلاب ہر شر ہے
جو ہے آمادہ سفر ہے
جلو اتیرا مری نظر ہے
کسکو مرے حال کی خبر ہے
تو ایک ہوا رکھ ہر کہہ رہے
دلکو مرے شام کی خبر ہے
نالہ میرا یہ پر شر ہے
عشق گلیو کا یہ اثر ہے
تیرا وہ دہن ہے یہ مگر ہے

کیون قدر نہوترے سخن کی
اگر یاس یہ بے بہا گھر ہے

اسی کچھ حسن پائین یہ آب موتیوں کی
 یا دھنم میں پیہم آنسو ٹپک رہے ہیں
 انبار دہر بیشک ہیں قاتل برادر
 حصہ سگ و ہوا کا ان سب کے ہیں بڑا
 افلاک کو ہر گردش کیا خاک نیند آئے
 اجباب میں پاکل ماتم اوہین کا ہوگا
 پڑتی ہو چوٹ روی پر نور کی جواونکے
 یلی داک کی میرے رفتار ہے قیامت
 پل ہر میں اوستمگر پھرتی ہو آنکھ تیری
 فراد و قیس ہنسے پڑ کر گھٹی نہونکے
 تن ہے ضعیف میرا بوسیدہ آنخوان ہیں
 آنکھوں کے آگے میری شدہ لگیا سمندر
 اک گل کی چشم سیکون کہ عشق کا اثر ہو
 اوڑ جائیں ہوش ہو و دیوانہ پر ب اپنا
 مانند تاج سر پر رکے ہوئے ہما ہے
 رندوں نے آج انکا کیا حال کر دیا ہے
 وہ دیکھتے ہیں بھگو میں دیکھتا ہوں اونکو
 جاتے ہیں عرش تک یہ افلاک کو سہارا
 ہمراہ لاش کے سب اجباب کیسے خوش ہیں
 جانے ہی کو ہیں ہوئی ملک عدم جانیسے
 دیکھتے ہیں میں ہمنے دستے جو نستران کے

اللہ سے قدر تیرے بالوں کو مچھلیوں کی
 جیتا ہوں نام و سکا سمیرن یہ موتیوں کی
 یوسف سر کوئی پوچھو الفت کو ہائیوں کی
 لقمہ ہر ہی ہے شاہوں کی ٹہنیوں کی
 جب ہو بلند سر پر آواز چلیوں کی
 وہوم ج ہو رہی ہے جن خنکی شادیوں کی
 اک برق کو نڈتی ہے ہیرے کی کلبیوں کی
 مجنون بنا رہی ہے جھنکار بیڑیوں کی
 کچھ حد ہی ہے میر جان بے غنائیوں کی
 ایسی بہت سنی ہیں باتیں کہانیوں کی
 دل پڑھار رہا ہے ہونیر سلپیوں کی
 شورش کو کوئی دیکھتا ہے دنوں ندیوں کی
 ہے جوں پند ہکو صحبت شرابیوں کی
 مجنون جو شان دیکھتا ہے تیرے دشمنوں کی
 زلفت کو کوئی دیکھتے عاشق کی ٹہنیوں کی
 پگڑی اوچھل رہی ہے مخملیں قاضیوں کی
 کیا سیر ہو رہی ہے آنکھوں کی پتیلیوں کی
 نالوں کو بھی ہمارے حاجت ہو شہریوں کی
 دیکھتے تو کوئی شادی میرے برائیوں کی
 ہم راہ دیکھتے ہیں کچھ اپنے ساتھیوں کی
 تشبیہ ماتھے آئی نازک کلامیوں کی

شرمندہ ہو گئے پر اللہ مجھ سے کا
 توبہ قبول ہوگی اے یاس عاصیوں کی

بیکار و دشمنی یہ قاتل نے ہم سے کیوں کی
 راتیں وصال کی تھیں تقدیر تیری سیدھی

ناحق ہمارے دلیں برجی نگہ کی ہوئی
 ابن جو ہجر کے ہیں خوبی ہر یہ دنوں کی

مطلب کے آشنا ہیں بہر آشنا نہیں ہیں
جیسے کہ انکو دیکھا بندہ تھا دل سے انگا
بھر کر نظر گلوں کو دیکھا بھی تھا نہ مینے
مخپلین اپنی تھک و غیر دل سے بڑھ کر سمجھے

قابل ہوں دوستی کا عیار دوستوں کی
دیکھو خدا کی قدرت کیا شان ہوتی ہوگی
کیون باعین صبا کو آنکھوں میں جاک جوگی
گو یا کہ اجنبی تھے تقریر مجھے یونگی

اور مالیش جناب اوستا و جو ہوئی تھی
ای مایاس قید کی تھی ان چند قافیوں کی

چشم باران کہیں ہو جائے
نہیں لیتا ہوا دل سے وعدہ وصل
حشر ٹوٹے نہ جان شوق پر
صحبت منکر و نکیر سے قسب
چشم عاشق خیال و ذمہ
کثرت دعا ہائے سودا سے
بچپن اور نکاح پر جب تتم تو شباب
وعدہ وصل و دل سے ہوا ایدل
دور مقصد کی جستجو میں صدت
بڑھتے بڑھتے ہمارا دماغ بکھر
دوست دل کو بہت سمجھتا ہوں
بال ہنس کر نچوڑنا اور نکا
اشک برساتے جاسیو اچھم
وصل کی شب یہ دیکھو دھڑکا ہوا
عاشقوں کو نگاہ قاتل کی
بڑھتی بڑھتی منہ راق و لبر کا

اشک طوفان کہیں ہو جائے
ہر یہ ڈر بان کہیں ہو جائے
وہ حرامان کہیں ہو جائے
زرم یار ان کہیں ہو جائے
ابر نیساں کہیں ہو جائے
دل گلستان کہیں ہو جائے
آفت جان کہیں ہو جائے
اور سامان کہیں ہو جائے
دست گردان کہیں ہو جائے
مہر تابان کہیں ہو جائے
دشمن جان کہیں ہو جائے
برق و باران کہیں ہو جائے
خشک دامان کہیں ہو جائے
صبح سحران کہیں ہو جائے
سیف بران کہیں ہو جائے
کا ہر ش جان کہیں ہو جائے

نوکر در و خانے یار سے یاس

چوری دیوان کہیں نہ ہو جائے

سیحانی فزون ہر آپ کی عیسیٰ مریم سے

ہوا اسلام زندہ چید کر کر کے دم

ترا کو چہ بہلا اوی حور چوٹے کس طرح تھے
دہوان کھل نہ کیوں ہر آہ کے ہمراہ فرشتین
محبت میں تیری کیا کیا تم ہنواؤ ہٹاؤ ہین
چلن کچا اور ہی اسکا ہوا دیکھا اور ہی کیا ہے
ہوا ہی وصل اور سگ کا ہمیں فصل بہا ہین
نفس کی آمد و شد بھی وہم و تشویش ہے اسکو
ناسف ہو ملاک کو تو ہین جن بشر علیکین
کوئی غرت کا خواہاں ہو کوئی ہو جانکا طالب
نہ لین جو ہم خم گردون سو ہی لیا قی مہر
ہو جو قتل اس سے زندہ جاویدین وہ سب
محبت تیر گیسو کی بہن زندہ چھوڑی گئی
جان جلجا آؤ آتشین کینچون جو فرشتین
سنا ہو کو نہ اسر و اعظ خبر روز قیامت کی
تہمین سحر ہو مانا سیکڑون عاشق تہا رچو ہین
تیر کشتی نہشتے ہین نہ تر کو ہین کسین قاتل
جان زیر شکنجہ ہر تخم میں ہین سب پر ہی پیکر
گلوں سے پوشچہ سے پہل ہو اس ریح کو رحمت

کھنڈ کا کوئی خست سو پونچے بچ آدم سے
بہر اہو سینہ سوزان ہمارا آتش غم سے
ہو جو کام عاشق تیر سو ہو گا نہ رہ تم سے
بہلاؤ غو ملو کیا تشبیہ و لون دیناؤ در ہم سے
شگفتہ غنچہ دل ہو ہوا کو بلع عالم سے
جیسے الفت تیری و قاتل تیر ہوا بڑی پر خم سے
دو عالم ہو گئے مملو تیر و عاشق کو ماتم سے
محبت تیر کیا کی لی عداوت ایک عالم سے
نہ بد لین جام کو تیر سے کہی ہم ساغر خم سے
سیحانی ہو و قاتل تیری تلوار کے دم سے
نہین سچا کہی انسان کا واسطہ کہ تم سے
فرون ہو ہر شرارہ آہ کا نار جنم سے
خدا کے رحم کا منکر ڈر سے نار جنم سے
دکھا دو تم کوئی دو چار ہی بل فانی سے
ملی راہ عدم سید ہی نہیں تلوار کے خم سے
نشان پایا سلیمان کا تہ تیوی خاتم سے
ملا کیا کیا نہ ہو جو صنعت صنایع عالم سے

یہی ہر یاقوت ہر دم اپنی خالق سے دعا اپنی
نہ چھوٹے کر بلا کی خاک بعد مرگ بھی تھے

کہلاؤ در یاد الہی جان میں باب خیر سے
پریشان ہون بہت میں الفت لعل منیر سے
بہت خائف ہو زمین شرکان خواب تہمیر سے
ہمارا نامہ دس محبوب تک اس طرح پونچے گا
دیانا مہ ہمارا ماتھے میں اوسکے جو قاصد نے
سحر وصل صنم کی جان کو میری قیامت ہی

عدالت مستند ہر قصہ باز و کبوتر سے
یہ سودا دیکھیے کس طرح جاتا میرے سر سے
خدا ہی کہہ سچاے بجان ان تر کو نکلے لشکر سے
او دہر سے آگے خط لیا گیا غنا کبوتر سے
وہ بت بولا کہ سنئے آج بعیت لی پیر سے
صلو الفراق آنے لگی دیوار سے در سے

سجاستے میں جو تڑپا جنبش اور ہوتا قلقل
ہمارے ہاتھ آئی ناستیان اوس سی تہ
ہرین ٹھنڈی جو سالنیں فراغ دل کو گوسیر
تو نکاح عشق چھو ہو گیا ایو اسے بیدردی
گئی ہو جان اپنی چشم و عارض کی محبت میں
شب وصل پر پردہ کو رکھ کر دم و سانی
اوٹھیا اقص میں تھنڈی ہو ہیاں لپٹلی بڑی
جو سری چشم گریان حیر میں ہو جا طوفانی
عصب کرنی کچھ چشم مست میں تحریر سحر کی
ہماری سخت جانی سر مواعاری جو احوال
ہو صدف گرہ ٹھنڈی سالنیں لیکر جب شوق
تصویر لبون کے سحر میں عجاز دکھلایا
چہا یار از الفت دہین کب کثرت زد غول کی

یکایک چلنے و پیرید و فخر برابر سے
تعجب کی جگہ ہر چمنے ہل پایا صنوبر سے
ہو روشن چراغ اس گہن دیکر باد صحر
کہاں ہو کون میں سر بھٹی ہو قہر جاکھڑ
دیت میں لنگر جو جام آئینہ سکندر سے
ہمارا جام بہر دیکر راح روح پرورد
سر محفل کو ہم حال میں قاتل کی ٹوکرتے
یقین کو ہر ملا دون پاٹ دہن کا سندھ
اوی تلوار ہو ظاہر ہو یہ قاتل کے تیور سے
بہت گہو اہمیں خیر نے تیرے چشم جو ہر سے
گرا بانی سکوئی گہر تو کوئی باد صحر سے
تو انانی ہوئی ظاہر ہمارے جسم لائے
عبث ڈوبا نجا ہمارے قبر کو پہلوئی چادر سے

محل اس مصیبت کا بہت اکیاس مشکل ہے
نکھایا گدا دل بر سے چٹا پہلو جو دلبر سے

دل جیسا تے کس طرح ہم اوس جت لبر سے
کیسا حاصل ہوئی عشق کی تاثیر سے
جذب کہتو ہین کسو گہر بچے آنا کج
اس قدر کہینتی شقت پہر نہ کچھ حاصل ہوا
رات بہر ستون کی ہوجن سونہ چو نکاواہ و
سکرشی پیش رخ روشن کر ٹپی یہ اگر
پائے لہر اسطر تبت کے لکے دو گز میں
وہی کتابون سوند الفت کی و حجت ہی کی
ہجرت ہا قسمت میں کیونکو وصل ہوتا یار کا
الفت شیرین دہین مر گیا سر ہوڑ کر

زور چلتا ہر کسی کا خو اہش تقدیر سے
عاشقوں کی روز نکلت ہو فزون کیر سے
یار چو نکا بھی نہ میرے نالہ شکر سے
کیون نہ او کو کو بہن کا خون جو شیر سے
صبح کو ز اہوا وٹھا اک نعرہ تکبیر سے
نہرم میں سر شمع کا کٹ جائیگا گلگیر سے
منعونا کو بعد مردن یہ ملا تعمیر سے
اونکو قاتل کر دیا تحریر سے تقریر سے
سامن تقدیر کے کیا ہو سکے تدبیر سے
گر گئی قسمت مری فر باد کی تقدیر سے

طائر تصویر ہو جاتی ہیں شکر و حیرت
 یہاں کہ معشوقوں کی اسی سزمہ ہی بڑا ہے
 ابرو و شکرگان سے کتنے دل نشانہ کر دیتے
 یا رنج و ملال کا خط میں دیکھ کر مضمون وصل
 لخت دل تھنہ سے گرمی جیسے پڑا تیر لطف نہ
 اپنی جابجا میں پاؤں پہلو سے محبوب میں
 انگلیاں سمیع کا وہ نرم میں دیکھا کیے
 ضبط الفت میں ہوا اس قدر محکوم سکوت
 مہون وہ دیوانہ جو ہو جائے کسی جاسنا
 دیکھتا ہوں جب نظر آتی ہوا رشت کی شبیہ
 ابرو و زلف پر رونے بنایا ہے اسیر
 قید میں ہی سلسلہ جذبان ہو عشق زلف یار
 دیکھ میں تو کب کس طرح کرتا ہے دیوانگی
 خون ناحق کی مرے تاثیر ہوگی بعد قتل
 عین طعنے قاتل کی چشم ستر گین کب سرخ ہے
 قتل ہو کر پاک دنیا سے روٹتے تیرے شہید

بلبلوں کو سوشل ڈرامے میں مری تقریر
 لکھتو بھی کم نہیں کچھ کتبہ کتبہ سے
 کسی ہی کہیے ہیں وہ کمان و تیر سے
 اک نہ اک آفت بنی ہوگی مری تحریر سے
 لعل اوگلو اتا ہو وہ قاتل ہر اک کچھ سے
 ہم ذلیل و خوار میں دل عزت و توقیر سے
 حیف پر داڑنہ لیتے دوڑ لگ لگی سے
 ہون میں لب بستہ زیادہ غنچہ تصویر سے
 شرم گین تصویر میں ہوں مری تصویر سے
 دل مرا کچھ کم نہیں آئینہ تصویر سے
 عمر بہر چوٹے کہ ہم اس طق اس زنجیر سے
 دم گنا جاتا ہو میرا نا کہ زنجیر سے
 باندہ و مجنون کو مجھ دیوانے کی زنجیر سے
 اشک خون ٹپکنے چشم جو ہر شمشیر سے
 سہلو کھا خون ٹپکنا ہو دم شمشیر سے
 دھو گئے سارے گنہ اب دم شمشیر سے

کفش کن کے پاس اک تربت کی بجائے جگہ
 یاس نہ یہ الجا ہے حضرت شہید سے

لب تمہارا اور ہے برگ گل تراور ہے
 حال مجنون اور حال یاس مضطر اور ہے
 دل جگر تو ابرو و نسی ٹکڑے ٹکڑے کر چکا
 دل بھی حاضر ہے اگر آ پاستہ کو ہر شکار
 زلف نر دل لیلیا ابرو و ہوا بان جان کا
 ایک بوسہ کیا ملین بہیم تو پہر دھمے مزا
 فوجِ نعم کی ہو چڑھائی خوف کچلے کا نہیں

سبستان اور ہر زلف مضطر اور ہے
 داستان وہ اور ہی غم کا یہ دفتر اور ہے
 قتل کو میری ہی قاتل کوئی خبر اور ہے
 ایک صید ہو ترک اور بے بالی بڑا اور ہے
 قتل پر آمادہ میرے اک شکار اور ہے
 شہد خالص اور ہے قذکر اور ہے
 آشور دل لوٹ لینے والا لشکر اور ہے

تیر مر دے صاف سوا نینہ کو نسبت کہا
خاکیر سوتا ہو نہیں ہاں فرش مخمل پہ چو آ
اسمین تلخی ہے تو اوست جا نکو ہوا ناز کی
تیر یار آیا او ہر نالہ گیا اوسکی طرف
راستی پر خلد کی جیدر لگا دینکے بچھے
دونوں ابرویار کے ملکر نہ رہیں ولفقار
باعث آرام یہ ہو وہ ہے عبرت کا سبب
لیکیا جب نذر و نیز دل سرد یار میں
دولہہ دیکھو جو ساقی مجھ کو دیتا ہے شراب
دل ہار یار کا دشمن کا کیونکر ایک ہو

صنع خالق اور ہی صنع سکندر اور ہے
میرا تیر اور ہے اوس کا لکنا تیر اور ہے
باوہ عشق اور راج روح پرور اور ہے
اوس کا قاصد اور ہے میرا پیہر اور ہے
نخضر کی پردہ نہیں کہ میرا رہبر اور ہے
دیکھنا دنیا میں اک تیغ دو پیکر اور ہے
بستر گل اور ہی بھولون کی چادر اور ہے
نیکے فرمایا کہ کچھ سخت کو میرا اور ہے
جام بیکر پوچھتا ہوں کوئی ساغر اور ہے
آنند ہے اور شیشہ اور پتھر اور ہے

حصن غم تین گہ کیا ہے یا اس یا شکلا گشتا
آسے ادا کو اک باب حسیہ اور ہے

ریج و ملال اونسے جو یہ اک آڑ ہے
لمتی نہیں یہ سر سے ہمارے کی طرح
شور و زبون ہر جمع ہیں دیوانے ہشت میں
ہے روز وصل آنکہ سوا جہل شب فراق
داغ جگر سے سینہ پر داغ کا فروغ
کیا فوق ہے جو تو قد جانان سے بڑھ گیا
سوز الم سے بہنتی ہیں اوسکے وراق
جب سوا وہ ہم غل ہی نہیں بلدی سکی یا
وہ جاکھتی ہیں تیر نظر مجھ پہ چلتے ہیں
کیون اسپہ لیکن سے نہ ٹھنڈا ہوا دل مرا
جب ہو مرا کہ وصل میں تم ہی ہو بھیا ب

تقدیر ہی کا اپنے یہ سارا بگاڑ ہے
فرقت کی شب ستم ہے بلا ہی بھاڑ ہے
جنگل بسا ہے شہر و کیستی او جاڑ ہے
اب تل کی اوٹ میری نظر میں بھاڑ ہے
یہ روشن ہے حسین ایک کنول یہ وہ جھاڑ ہے
بجسے سوا بلند تو اسے سرو تاڑ ہے
گہر ہے ہمارے واسطی یا کوئی نہاڑ ہے
پہلو بسا ہوا ہے مگر گھر او جاڑ ہے
رندہ ہے یا کہ یار کے در کی ڈاڑ ہے
موج میں ہیں یا لینک کی تیرے نو آڑ ہے
منہ پر ڈوٹیا یا رقیامت کی آڑ ہے

بھی زبان درست نہیں وہ کہیں غنزل
ای یا اس فن شعر کی کیسی چھاڑ ہے

دل بیتاب جگر آہ میں تاثیر ہوتی ہے
 تمہارے روئے آشناک نے وہ دور یا یاد
 ادھر دیکھی تیرن کی شکل و زلف گویا نکل
 محبت اپنی عاشق سے ہر کہ عاشق کرتا ہو
 نکل جانے پر روج کیوں نہ کر گرتے ہیں
 لگا لیتا ہو یہ بیٹھے بٹھائے دل حسینوں سے
 لگا کر تاروں ساری آرزوئیں جس تیرن کی
 حقیقت میں گرد دیکھو تو محبتیں کچھ نہیں باقی
 وہی تار ایدل جو لکھا قسمت کا ہوتا ہے
 جنوں میں حالیہ فرما دے میں جبکہ روتا ہو
 نشان قبر جب وہ آکے ہو کر سہماتے ہیں
 پہلچایا دلی آخر کو مجھ شیدا سے کیسو کا
 بتوں کو کہنیتا ہو دل مرا اپنی محبت میں
 اوہیں منظور بعد مرگ ہو عاشق کی سولی
 قلم سے روشنائی چھٹ کے کاغذ میں لکھتی ہو
 ملائی جاتی ہیں شکلیں جو عالم کے حسینوں کی
 خوشی سو سر کا گونا محبت سو نہیں خالی
 اگر دیکھا ہو ہجر ایدل وصال پہر ہو گا
 ستر کی آرزو تقدیر کی حسرت ہو مدت سے

جو یوں سیاب آشتہ ہو تو پھر سیرت کی ہو
 جہل حسن سے مہ و خوشید کی تصویر ہو
 خدا شناس ہو انکے حسن میں تاثیر ہوتی ہے
 یہ سچ ہو عشق حصاد میں تیری تاثیر ہوتی ہو
 یہ جلا و زمین کے قتل کی تدبیر ہوتی ہے
 نہیں ہوتا بشر جب موت و انگیر ہوتی ہے
 تصور سو کسی کے کچھ عجب تقریر ہوتی ہے
 کہی گراہ کرتا ہوں تو بے تاثیر ہوتی ہے
 نہیں مٹتی جو تحریر خط و قلم پر ہوتی ہے
 رات کی نگاہوں سے جاگ اٹھتا جو شیر ہوئی ہو
 تو اوڑا کر ہماری خاک و انگیر ہوتی ہے
 طبیعت آشنا کو خانہ زنجیر ہوتی ہے
 پر نرا دلی اس شیشے میں اب شیر ہوتی ہو
 سر باز ابروی لاش جو کشیر ہوتی ہے
 اگر تاثیر خدب دلی کچھ تحریر ہوتی ہے
 مرقع میں زالی یار کی تصویر ہوتی ہے
 یہ شمع آئین بھی عاشق گلگیر ہوتی ہے
 سنا ہو خواب بد کی نیک ہی تعبیر ہوتی ہے
 تمہیں تیرن دل سو بھی اک تصویر ہوتی ہو

ترا نے جسکے میرے بلبلیں گشتن میں کہتی ہیں
 ہزار زمین زالی یاس کی تقریر ہوتی ہے

لا دوا جو ہر وہ ای یاس یہ بیماری ہے
 تیرے بیمار پہ یہ رات بہت بیماری ہے
 خواب سمجھا ہو جسے تو وہی بیماری ہے
 ولین جو زخم لگا ہو مرے وہ کاری ہے

نہیں ہوتا کبھی جو عشق کا آزاری ہے
 عشق کیسوں میں مرے کوچ کی تیاری ہے
 موت کا وہیان نہیں تجھ کو یہ کیا ہو غفلت
 کیوں نہ ترپون ترے ابروئے کیا ہو سہل

<p>صبر نہ کر صبر نہ آہ ادا نہ ہوں کب تک رنج ہر عشق میں دہی جگر و نگوہ رخت سخت جان ہی تو نہیں کیوں نہیں لگتی کرو نصف میں سلسلہ زلف نے پابند کیا لکڑنا تھا کہ اعیار اوٹھے محفل سے جاگتے ہی ہر وقت میں بسر ہوتی ہے</p>	<p>اگر فلک کو کسی یہ طرز نگاری ہے شمع خیمہ بیان مرہم نگاری ہے خجراوترک مر و قتل میں کیوں عاری ہے پاؤں کیا ادا ہو کہ نہ خیر بہت بہاری ہے خوب سمجھا میں یہ پاپ کی ہشیاری ہے نجات نصیحت یہ بہلا کو کسی بیداری ہے</p>
--	--

<p>یاس ہر کوچہ و بازار میں چلاتا ہے کون لیتا ہے کہاں دنگی خریداری ہے</p>	
---	--

<p>نہ تو نہیں اوس میں دمان ات بسر ہوتی ہے کیو نہ رنج کے تصور میں بسر ہوتی ہے ہاتھ آتی ہے نہ محسوس نظر ہوتی ہے عشق کیوں ہو گیا اوسک مینہ رو کا ٹھکرو عاشقوں سے کوئی پوچھو شب وقت کا الم چاند سی شکل کی دوزی نے دکھایا یہ رنگ کسی دہر کی عنایت ہے کسی کی غفلت جہوم کر ابر برستا ہے مجھے ہے غفلت بقیہ رسی نے کیا ہے یہ مرا حال افشا و مہم وصل کی شب ہوش و ڈراؤ ہیں</p>	<p>نالہ و آہ میں بیان شام سحر ہوتی ہے شام ہوتی ہے کہیں گاہ سحر ہوتی ہے ایسی باریک بھی دنیا میں لکھ ہوتی ہے عمر مری اسی حیرت میں بسر ہوتی ہے حال کیا قلب کا کیا شکل جگر ہوتی ہے جان جاتی ہے شب غم نہ سحر ہوتی ہے میری اوقات اس طرح بسر ہوتی ہے دیکھ ہی تری اے دیدہ تر ہوتی ہے دل دھڑکتا ہے تو لوگوں کو خبر ہوتی ہے چھپنے کو مری کہتے ہیں سحر ہوتی ہے</p>
--	--

<p>زلف کیے تین تین ہم نہیں تو کوئی ہوا کی یاس دیکھیں کس طرح ہم عشق کی سر ہوتی ہے</p>	
---	--

<p>کون کہتا ہو گناہوں کی جزا ہو نیکو ہے اوس صبر سے وصل کا وعدہ وفا ہو نیکو ہے تاکہ زلف سے اوکی رسا ہوئے کو ہے + بار بھر کاٹنے سے غیر دنگے خفا ہو نیکو ہے + پُری پُری جسم کی اصلی قبا ہو نیکو ہے</p>	<p>حال اک دم کا نہیں معلوم کیا ہو نیکو ہے آج کی شب مجھے بھی فضل خدا ہو نیکو ہے اب سر عشاق پر نازل بلا ہو نیکو ہے عاشق ناشاد پر نعت جفا ہوئے کو ہے + ہستی انسان ہو کیا اک دن فنا ہو نیکو ہے</p>
---	--

دل بھی میرا نہ کس شل در اہو نیکیو ہے
صبر تو خست ہوا دل بھی حد اہو نیکیو ہے
فرض جو سر پر ہمار کی ہوا اہو نیکیو ہے
عشق کیسوں مراد ل مبتلا ہو نیکیو ہے
دیکھ کر طبع رسا تجھے خطا ہو نیکیو ہے
اب جو ان ہو نیکیو ہیں جو بن اہو نیکیو ہے
ایک دن موج حوادث سر فنا ہو نیکیو ہے
کچھ زلون میں فتنہ محشر بپا ہو نیکیو ہے
رنگ خسار چین اکدن ہوا ہو نیکیو ہے
گوش گل تک ناک بلبل سا ہو نیکیو ہے
نرگس پیار کی بھی اب دوا ہو نیکیو ہے

کاروان اشک آنکھوں کی روان ہو جبرین
عشق میں ہدم مر مر سب تھہ چوڑی جاتیز
دست قاتل سے دم بکھیر جائیگے قتل
آج کل اسکو دلچ پڑنے کی عادت ہوئی
مشک و عنبر زلف کو بانڈی یہی سارا خیال
کسی میں نکل دے نولہا او بھوک سال
بحر عالم میں نہو انسان کی ہوش حساب
آؤ جاتے ہیں انھیں کچھ کچھ چلن فتر کے
دیکھو باغ جہان میں حیدون کی ہر ہار
آہ عاشق کا دل محبوب تک ہو گا اثر
سرہ چشم یار کا لائیگی گلشن میں حبسا

چشم تک آئے تھے گیسو بٹھانا ہو وہ شوق
پائس دیکھو دام سے دیشی رہا ہو نیکیو ہے

جس انجمن میں شمع ہے پروانہ ساتھ ہے
اپر کو چوڑی بیٹھے ہیں بیگانہ ساتھ ہے
ہر دم خیال نرگس ستانہ ساتھ ہے
ساتی چین میں جا کر تو بیگانہ ساتھ ہے
ایسا خیال مشرب زندانہ ساتھ ہے
لو آج ہی حجاب سا بیگانہ ساتھ ہے
پہلو میں میر مر دل نہیں تجانہ ساتھ ہے
مہتاب سر پر صورت پروانہ ساتھ ہے
قاصد بتا تو یہ کوئی پروانہ ساتھ ہے
جاتا ہو زمین جہان یہ پر بیگانہ ساتھ ہے
سکیش وہ ہون کہ شیشہ و چمیانہ ساتھ ہے

متم حجبیہ ہو یہ دل دیوانہ ساتھ ہے
گو دل جدا ہے الفت جانانہ ساتھ ہے
جاتا نہیں تصور چشم سیاہ یار
غنی صراحیان ہیں تو ساغر ہر ایک گل
ستون کی بڑ سمجھتا ہوں اعظی و عطا کو
عاشق سر وصل میں ہی نہیں جاتی اونکی شرم
نحالی نہیں تہوں کے تصور سے ایک دم
جاتا ہر ضبط کو تو لے شمع بزم حسن
بھگو اگر بلایا ہے اوس شاہ حسن نے
دیوانگی میں بھی ہے حسینوں کی دلمین یاد
آنکھوں میں اشک دلمین کو عشق ہی بہی

جو لوگ اسکے جلسے میں ہیں وہ ست ہیں

فضل خدا سے یاس کار نہ لے ساتھ ہے

دو قافیتیں

راز الفت اوس کی ہے نہ نہان شوار ہے
کیا کہیں اپنی ہونج ناز نگاہ شوار ہے
میرے دلوں کو آج کل نالوں کی عادت ہو گئی
اور کوئی کام عاشق کا نہیں اسکے سوا
زیست کا پہر کیا فرج ہجر برسوں کا پہر
ہم کی ہلکی باتیں کرتا ہے ہر اک میخوار ہے
زرد ہو کر گس گل با دم کو سکتا سا ہے
حال عاشق کا کوئی اوس سو اگر پریشان ہو
عشق سے کیا کیا عالم کی نفرت مولیٰ
خوشہ چین لجا بین خرمی سے جس نے نہ
راز گوئی قبل لے صیاد پر اللہ سے شوق
فتنہ بخت پر پا ہونے لگا ہر کام پر
یار کیا آیا بہار آئی شگفتہ دل ہوا
سخت جان ہون تیغ ابرو مجیر قاتل لگا
الفت کیسے جو جان کا تحمل ہے محال
لو تہمین بسمل قاتل ترے ہر وار پر
رہرو ملک عدم تیرا دھماکے جاتے ہیں
اپہ مارا جال اوس کا دل چڑا کر لے گئی
چاہتا ہوں جاؤں چوری سے مکان بکریں
ایک ہی تلوار میں عاشق کا سترن سوا وڑا
قتل کا مزدہ دیا جسکو وہ بسمل ہو گیا
بعد مردن قبر پر تپتے لگانا ہے ہضول

جو عیان ہے یاس بچ اوس کا بیان بیکار ہے
نا تو ان میں ہکو گرد کاروان یو ار ہے
نورفت محبوب میں آہ و فغان ہر بار ہے
نام تیرا ہی صنم در زبان ہر بار ہے
زندگی کی اپنی تیرا نا تو ان بیزار ہے
نشہ میں کچھ کچھ خود پیرنغان سرشار ہے
حشمت جانان دیکھ کر سب بوستان بیار ہے
سر خجکا کر یار یہ بولا کہ مان بچار ہے
شکل کیسی نام سے سارا حمان بیزار ہے
فضل خالق سے مضامین کا یہاں انبار
دیکھا وڑ جائے کو سو بوستان طیار ہے
کیا قیامت کی تری امی نو جوان فزار ہے
وصل کی شب ہو ماسا اسکان گلزار ہے
گر تری تلواری کو سنگ فسان درکار ہے
کون ادھائے سر یہ یہ بار گران بیکار ہے
کیا صفائی ہاتھ میں ہو کیا روان تلوار ہے
کوس جلتیج چکا ہو کاروان تیار ہے
کس قدر وہ کامل غنیمتشان طرار ہے
و کلو یہ و ٹہر کا لگا ہو پاسپان بیدار ہے
دست نازک کیا ترا او نو جوان تیار ہے
سج اگر پوچھو تو قاتل کی زبان تلوار ہے
لے نشان خود ہو گویا جب پریشان بیکار ہے

عشق کیو سلسلہ آہ و فغان جھنکار ہے
نا تو ان کی آہ کو بھی زرد بان و رکاو ہے

کچھ عجب سامنے دلی سیری کو ہو گئے
اتخوان سینوں کے پہنچا تو ہین نالہ تاللب

بیکرول لیگا اک یوسف لقا کو یاس محل
بکسجک سودا یہ بکتا ہو کہاں بازار ہے

وہی دنگو پر زری ہین ہی کٹر کر بیان ہے
ہجوم داغ سو سنیہ مرار شک گلستان ہے
ہمارا دل مگر ہیلو مین کوئی طفل نادان ہے
کوئی خندان ہر باغ و ہر مین امر کوئی گریان ہے
بلورین وہ کلائی دیکھو اب شاخ مرجان ہے
کمان کڑکی نہیں تجرے کبہ فار خندان ہے
ہمارا دل ہمارے پاس کچھ دن اور ہمان ہے
غزل مین شاہد مضمون چراغ زرد امان ہے
دم اسکا کیونہ گہرا کے بہت تار کیندان ہے
ہمارے تو دو دم مین یہ مجموعہ پریشان ہے
جسے کہتے ہیں سب محبوب وہ اک طفل لبان ہے
سوا ثابت کہ دست بست مین تیغ صفایان ہے
ترنہ نقش قدم سو چرخہ متاب خیران ہے
وہ محبوب ہن جنون ہی دیکھ کر حسیلو گریان ہے
ترا بیا رلفت چند ساعت ورممان ہے
ہوادار ای شہ حسن کچا تخت سلیمان ہے
یہ دہن تیرے دیوانی کا ہوا وہ گریان ہے
پٹ جاو گلو گرمی نہیں فصل رمتان ہے
یہ مجموعہ وہ ہو جسکے یو خاطر پریشان ہے
صدو تیا ہو خامہ آج تیرے ہاتھ میلان ہے

بہار لائی جنون خیر لکے خیر محبت کا سامان ہے
چمن تازہ کہلا سرائے گلگشت جانان ہے
تیز نیک مگر مطلق نہیں اسکو محبت مین
کہیں گل سکر تو ہین کسین ہر چشم تر شبنم
کیا ہو قتل عاشق کو کہو ہوتا ہے لہنی سے
ہر ف ہوتا ہو عاشق نجیلا اتر قاتل عالم
ہست گیارہ ماہ یہ کیسے پاس جاسے گا
لکھے ہین صراٹ پر دہ نشین کے وصف مین ہے
سیر زلفت ہی دل قید لفت سے بچھوئے گا
تہا رنی لہف کے سودا کی اکدن نگ لائیک
سکھا تو ہین سو ہنہ طریق عشق بازی کے
دیا سر جو اوس قاتل مگر اپنی چشم میگون مین
گری ہو چاندنی غش ہو کو جلوہ دیکھ کر ترا
بلا مین کیونہ بہا گدین عاشق زلف پر فریون
وہا دو مصحف خسار وقت نزع عاشق کو
اوٹھانکی ہوس مین قافہ پر بیان گل مین
جیسے برومہ نوا ہی پر پرد لوگ کہتے ہین
یکساں میل ہو چیکے الگ لیٹر سو نہ پھیرے
ہجوم جو دی ہو جسے دیکھیں ہار کی لہجہ مین
ترنہ کرتا ہون جبا و صاف تیغ ناز قاتل کے

صریر ملک مین نڈاز ہے صنم کے نعرے کا

نہین میرا قلمدان یاس شہر و نکاحستان ہے

مر جائیگے ہم چہر کا انجام ہی ہے
ہے گوشہ عزت مجھے مرنے کا قاتل
پہر جائے زمانہ جو پھرے آنکہ تمہاری
ہر وقت پہری رہتی ہے امین مگر الفت
اللہ می شرارت کہ وہ دیکر مجھے گالی
پاس اپنی بٹالے مجھ کو بادشہ حسن
لوگوں سے لگا کئے مجھے دیکھ کے دشمن
پیدا ہوئے ہم کو فقط مرنے کی خاطر
سینا نے مین دیکھا جو کوئی جام شکستہ
دنیا سے تعلق نہیں آپہ مسو غرض ہے
آخر کو خرابی ہے محبت میں بتوں کی

عاشق کے لیے موت کا پیغام ہی ہے
کتنے ہیں جسے وار مرابا م ہی ہے
عاشق کے لیے گردش ایام ہی ہے
سب دل جو کتنی ہیں مرا جام ہی ہے
پھر پوچھتا ہوں مجھے کہ دشنام ہی ہے
محبوب ہی اعزاز ہے اکرام ہی ہے
کیون صاحبو وہ عاشق بدنام ہی ہے
واللہ اس آغاز کا انجام ہی ہے
ہم سمجھو ہمارا دل ناکام ہی ہے
بھولین نہ نہیں ہر کوہین کام ہی ہے
آغاز تو جو کچھ ہوا انجام ہی ہے

کس طرح مجھے وصل کی امید ہو اونسے
اکتوہین جی یاس مرا نام ہی ہے

پلو مین جو ای یاس کہ کلفا نام نہیں ہے
وہ درد و دل مین کہ بیان ہو نہیں سکتا
ہنس جا نیگا یہ بلبل دل زلف رسا مین
اچھا نہیں کہتا کوئی مجھ کو کہ فراد
مین نزع مین ہوں اور ٹھہر جا یو دم بہر
کس طرح چلے آئیں وہ عاشق کو مکان تک
اک زلف اوہر ہو اک اوہر مصحف رو کے
مین کہتا ہوں دل زلف تو آزاد کریں آپ
دیتا ہوں صراحی کہ مین چلو سی پیون سے
کہتا ہوں مین ترسار کو تیرے میر کامل

دل سینے مین ہر پر نہیں آرام نہیں ہے
یہ مین ہیں رحمت نہیں آرام نہیں ہے
صبا و تری یاس جو گلہ ام نہیں ہے
عاشق نہیں جو عشق مین بدنام نہیں ہے
یہ آپکے جانے کا تو ہنگام نہیں ہے
حکم اونچی نرا کت کا تو دو گام نہیں ہے
اس لام مین شک لا کر تو سلام نہیں ہے
فرما تو ہیں کچھ بندہ بسے دم نہیں ہے
ساتی تری سینا نے مین کیا جام نہیں ہے
ناقص ہی یہ تشبیہ مگر نام نہیں ہے

ہم جو جیسے جاہن کہیں یاس روا ہی

دیوانے پہ کچھ شرع کا الزام نہیں ہے

شب سحران کو کلمتی پر مصیبت بڑھتی جاتی ہو
بہا راتی ہو جو میری ہشت بڑھتی جاتی ہو
او نہیں پر وہ نہیں کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہو
جہان تک صرف ہوتی ہو یہ دوست بڑھتی جاتی ہو
خدا یا خیر کرنا محبت بڑھتی جاتی ہے
چہا جاتا ہو خوشید او ظلمت بڑھتی جاتی ہو
غضب کی جا ہو اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہو
غریبوں کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہو
واقعہ یہ وہ کہ حسین کہ وقت بڑھتی جاتی ہو
وہ کم کرتے ہیں اور میری محبت بڑھتی جاتی ہو

فراق یا زمین مجھ کو بیت بڑھتی جاتی ہو
عروج حسن ہو اور نکاح محبت بڑھتی جاتی ہو
مجھے منظور ہو دم بھرنے وہ اہل ہون نکھو ہو
خدا ز علم کو وہ مرتبہ تجنا ہے دنیا میں
نبی کی کسطح او نیکی طبیعت میں ملکون ہو
بڑا اندھیر ہو زلفین میں ہی حسیو تکا آمین
غم و رخ و الم کی ہجر میں دل پر چڑھائی ہو
متر و گیسو کے سودی میں نگہ میں ملن ہو
دہن کی مح میں فکر ساہی اندون کم ہو
نباہ اسکا بہت دشوار ہو اب دیکھ لیا ہو

دکھایا پاس کو شوق سخن نے رنگ یہ اپنا
خدا کی فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

وہ اب بھی تو آئی مجھے غم ہو تو یہ غم ہے
اک ہاتھ او ہر ہی تجھے برو کی تم ہے
ہے ناز کی جا آج کی شب وصل غم ہے
ہستی جسے کتر ہیں کمر کی وہ عدم ہے
قاتل تری تلوار آبیوچ سے غم ہے
حم میری کمر کا نہیں تلوار کا غم ہے
نبرہ ترے گلزار کا عشاق کو غم ہے
لیلی ترے دیوانی کا کیا جاہ و شتم ہے
ساتی مرافیاض ہو دریا کی کرم ہے
ویدار کی حسرت ہو فقط آنکھوں میں غم ہے

مرتا ہوں میں جاننا ہ جدائی کا الم ہے
قاتل یہ مرے قتل میں ناخیر ستم ہے
کیونکر نہ خدائی میں کروں خضر و مہا بات
ہونا دہن تنگ کا ہے عین نہونا
جہک جہک کے گلے مجھ پر ملی ہو جو دم دج
پیری میں جبکامین تو یہ جو ہر کیے پیدا
مر جائینگے دیکھینگے جو موئے خطا خسار
پہر لیے اطفال جہان ساتھ ہیں او سکو
دیگا ہو کوثر کے مجھے حشر میں ساعشر
سب جسم کی جان ہجر غم میں نکل آئی

واغوجا جو مخزن ہے تو کچھ نہ الفت
دل یا بس مرے پاس نہیں ایک رتم ہے

دل غمگین تر کپڑا لب فریاد آتا ہے
یہ ہر سوشور ہوتا ہے کہ لو جلاؤ آتا ہے
دل بتیاب اپنا صاف بھکویا آتا ہے
مر مر ہر شعر پر ہو کر دالنے صدا آتا ہے
کبھی مانی خجل ہو کر کبھی بھنر آتا ہے
اوشکار جو کہ برسوں عشق کی افتاد آتا ہے
مر مر در پر یہ کیوں کرتا ہوا فریاد آتا ہے
کبھی مجنون کبھی مرنے کی فریاد آتا ہے
بڑی تیور سے میرے قتل کو جلاؤ آتا ہے
لیے زنجیر کسکے واسطے صدا آتا ہے
کہا مجنون نے لیلیٰ سے مرا اوستاد آتا ہے
زرا دیکھو ہمارا عاشق ناشاد آتا ہے
یہ میری چھڑے کو شتر فساد آتا ہے
گریبان چاک سوئی گلشن ایجاد آتا ہے
ہماری خاک شو کو کرتا ہوا ابر باد آتا ہے
گرفتاری بلبل کے لیے صیاد آتا ہے
ہر گل کو سمجھ بلبل کہ یہ صیاد آتا ہے

شبِ فرقت مجھ کو ہے پر فریاد آتا ہے
سو مقتل جو وہ ترک ستم ایجاد آتا ہے
شریتا دیکھتا ہوں میں کہیں جو منہ بھلکا
غزل جب بھیجتا ہوں لکھ کر صفِ چشم میں لکھ
نہیں نصویر کچھ سبکی مر مر خوشی طلعت کی
ترک کو چھین دے یہی شوگرین کہاں آتا ہے
وہ نالوں کے عاشق کو یہ فرماؤ میں گو گو لے
ہر اک کرتا ہوں میری پیر دی صحرایِ لخت میں
چڑھی ہے استینا رو پہ بل تڑخ کینے پر
نیا یہ سلسلہ کسکو ہو اکیسویں جانان کا
اڑتا خاک صحرائین جو میں دیوانہ جانشلا
مجھے وہ دیکھ کر شتر میں فرماؤ میں گو گو لے
فزون ہو جاں کا سودا شتر کا نصیب کھانے کو
عدم میں ہی رواج اکثر ہو دی کا کہ جو ہر گل
نہیں اکیسویں کی چال چلتا ہو دھنشن کا
مر مر لکھ نہیں سیکو وہ رفیقین نہ پھوٹتے ہیں
گرفتاری محبت کی اسیری ہی رہی زائد ہے

کہوں کیا مجھ سے تین یا سب دیکھ گزرتی ہے
دعائی وصل کرتا ہوں خدا ہی یاد آتا ہے

بتوں کا عشق ہوا کس طرح خدا جانے
جو میرے دل پہ گزرتی ہے کوئی کیا جانے
تو کس نے کہا مانی سے بولے مری بلا جانے
بہلا اسی میں ہے وہ بت اسی پر جانے
قصا جو آئے تو اسکو بھی اک ادا جانے
خدا کرے وہ مرے خون کو حنا جانے

دل بول مرا عاشقی کو کیا جانے
غمِ فراق کو میں جانوں یا خدا جانے
جو بیٹے اونسے یہ پوچھا کہ وصل کب ہو گا
خدا کرے کہ جیسے سختیوں سے دل میرا
بشر کے واسطے اک روز فرض ہے مرنا
کسی طرح تو مجھے سرخرو کر دے الفت

وہ باوقاف مجھے جانے کہ بیوفا جانے
سوا مری کوئی اس غم کا کیا فرما جانے
میں اوسکا شکر کروں وہ غم کلا جانے
یہ چاہیے کہ اسو عاریت سر جانے

نہا نہیں تو دل جانے اس شکر پر
فراق میں رہتا ہے وصل و لبر کا
مرے نصیبوں کی لالہ دیکھنا خوبی
جہاں میں رہنے کا کیا اعتبار غافل

موجہست حیدر مست ہوں امیاس
یہ نشہ مجھ کو ہوا کس طرح خدا جاسنے +

ہیں نفس میں سب کو دہری تلیان فولادی
اگر صبا تو زہری خاک کیون باو کی
بلبل تصویر ہوں عادت نہیں فریادی
کس قدر بے آب یہ تلو ارہے جلاو کی
مجھے یہ کڑیاں نہ اوٹھینگی کہی حد کی
باغبان میں ہو گئی خواجک صبا کی
رہتی ہی مجھ پر عنایت اندون صبا کی
رہی دل تہام کردہ منہ جب فریادی
خاک میں بچا نیکی یہ قد کشی شمشاد کی
یکسو کس شکایت اس ستم ایجاد کی
جان شیریں مفت ضایع ہو گئی فریادی
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ فریادی
کیا کرو میں مجھ کو عادت ہو گئی فریادی
تیکھتے سکی مدد ہی یہ گسٹری امداد کی

تو گرفتاروں پر ایسی قید ہے صبا کی
اوسکے کوچہ سوا اور کرے گئی بیدا کی
چپ ہوں کیونکر نہ میں بیدا و صبا کی
تشہ جام شہادت ہے پیاسے رہنے
فصل گل ہی میں یہ پہناتا ہر محبو بڑیاں
جسگہ دیکھا او جاڑا آشیان اسے مرا
روز رکھتا ہے نفس میں لاکے گھامی چین
نالہ عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا
باغبان ہو گا خرامان جبکہ وہ سرو سی
سیاروں تہیرین کرتا ہو جانے کی مری
شکے شیریں کی خبر بچھوڑ کر وہ مر گیا
اوسنے کی صحرا نور دی یہ پہاڑ و مین ہا
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہوں مگر کتا نہیں
یاس پر بنخ و الم ہی یا علی جلد آئیے

ہر ایک بزم سے ہر لمحہ سحر دور رہے
کہاں رہی جو تری انجن سحر دور رہے
ہر اریف کہ بلبل چین سحر دور رہے
ذرا یہ شک سحر کہہ دو ختن سحر دور رہے
نہ آشیانہ بلبل چین سے دور رہے

شراب خانے سے ہر گھنٹہ سحر دور رہے
وطن میں اپنی رہی یا وطن سحر دور رہے
نہ پاسے جاوہ تری بزم میں جو عاشق ہو
اوہر بھی لانی کو ہے بو کو زلف یا رصبا
تری ہی کو چوچ میں عاشق رہی تو بہتر ہے

نہ نکلے خط تری رخسار تو ہو عجیب بہار
 پکارتا ہے یہ فصل بہار میں صیاد
 خدا کے فضل سے عشق صدمہ ہوا نہیں
 تھکھاری چشم کی شوخی کہی نہ جاسکی
 نہ بعد مرگ بھی مجھ کو کسی سے عبا
 وہ آدمی ہمیں بسا و فراق شعر نہیں

یہ خارزار جو سیبِ ذوقن سے دور رہے
 اس میں خیر ہر بابلِ حین سے دور رہے
 ہزار شکر کہ رنج و محن سے دور رہے
 یہ کس طرح ہو کہ وحشت ہرن سے دور رہے
 مرے کریم یہ دہیا کفن سے دور رہے
 وہ بے خرد ہو جو اہل سخن سے دور رہے

ہیتر تھے الفت کیوین جگہ کیو یاس
 خدا کے فضل سے قید رس سے دور رہے

ہیں پیش نظر ابرو و کمر کی دن سے
 ہر یاد تری زلفِ معنبر کی دن سے
 ہر یاد مری اوں کو مقرر کی دن سے
 کہ یاد خدا ہے تو کہی ذکر بتوں کا
 بے قتل کیے مجھ کو چوڑے گا وہ خبر
 سودا کسی کیو کا مجھے ہو کا ہست
 آنکھوں میں مری تیرہ و تار یک جہاں
 ہر قص کا شوق آجکل دس شکامی کو
 دوری ہو جو اس آئندہ خسار سے مجھ کو
 یاد رخ و کیو میں دل صاف ہوا پنا
 عل ہو کہ کسی عاشق بکس نے قضا کی
 نوقت ہے جو اس ساتی گلنامہ سے مجھ کو
 مشتاق ہو دل کو چہ کیو سے صدمہ کا

آنکھوں میں ہر اکرتے ہیں خبر کئی دن سے
 رہتی ہو بلا یہ مرے سر پر کئی دن سے
 ہجلی مجھ کو آتی ہے برابر کئی دن سے
 جگر سے میں پڑا ہوں مضطر کئی دن سے
 ہر تاک میں ابرو کو شکر کئی دن سے
 دل کو خفاں رہتا ہوں شب بہ کئی دن سے
 دیکھا جو نہیں وہ رخ انور کئی دن سے
 رہتا ہوں بیاقتہ معشر کئی دن سے
 رہتا ہوں دل صاف مکر کئی دن سے
 حیران و پریشان و مکر کئی دن سے
 ماتم ہو مرے مرنے کا گھر کئی دن سے
 آنکھوں کے چمک پڑتی ہیں غم کئی دن سے
 ظلمات کا جو یا ہو سکندرخانی دن سے

اویاس جنون ہے مجھ کو ترکانِ صدمہ کا
 ڈوبا ہو مرے دلیں یہ شتر کئی دن سے

اول عشق نے دکھلائے یہ انجام مجھے
 رنج دیتا ہے وہ گل و سحر و شام مجھے

قیس کی طرح کیا خلق میں نام مجھے
 نفقت اس دل کو کیا موردِ آلام مجھے

<p>عشق گیسو و صنم میں ہوا سرشام مجھے سیر گلشن میں جو بہا کر گئی ناکو نکاح خیال نصل جل آئی ہو آبا در ہے بیخا نہ عشق اک قاتل عالم کا جو اور اے نصیب بہج متا بہ ہر ای رشک قمر مت با بی دل دکھا دیتا ہے کیفیت عالم محکوم زلف کے ذکر میں یاد آئی صبا رخ کی دن ہو فرقت کا و ہلا غیر ہو حال مرا</p>	<p>یاس شدت ہوئی سوئی سرشام مجھے حیرت اعلیٰ نظر آیا محل بادام مجھے ساقیا دیوئے گل رنگ کا اک جام مجھے دوستو آگیا لو موت کا پیغام مجھے بام گردون نظر آتا ہو ترابام مجھے ملکیا بخت سے جمید کا یہ جام مجھے وہیان اس صبح کا آیا ہو سرشام مجھے لوگ کہہ لگے خورشید لب بام مجھے</p>
--	--

یاس کہنے لگا جھون کوئی فرما کوئی
یوں کیا الفت محبوب نہ یہ نام مجھے

<p>توجہ ادنیٰ جو عشاق پر نہیں نہ سہی فراق یار میں اگر چشم تر نہیں نہ سہی بڑی ہلکی شب فرقت گزر رہی جا نیکی فراق میں یہ اکیلا ہوں لگی کو بہت دہن تو باتوں سے ظاہر ہو سو لینے کو اونہوں نے پھیر دیا دل ہم اور کو دینے تھنس ہو چڑھو دیو صیا و نصل گل آئی کیسی سا تو لی صورت سو دل لگا لٹیکے بکر کے مجھے چلو یا رہی کے پاس ہے عبث نظر میں عزیز و نکی میں ٹٹلتا ہوں یہ دل تو روز فرسے لوٹتا ہے جا جا کر نصو ر لب و دندان یار رہتا ہے نسیم ہے مری تربت پر آہیں بھرنے کو ہمارا دل تو بہلتا ہے شعر گوئی سے</p>	<p>خدا کا خوف ہوں کو اگر نہیں نہ سہی ہمارے نعل شرہ میں ٹر نہیں نہ سہی ہمارے حال کی اونکو خبر نہیں نہ سہی جو ساتھ اشک و بخت جگر نہیں نہ سہی کمر جو آپ کی پیش نظر نہیں نہ سہی یہ نذر اونکو جو نہ لفظ نہیں نہ سہی پہونچ ہی جائیگے تاباغ پر نہیں نہ سہی کوئی حسین جو رشک قمر نہیں نہ سہی او دہر تو ہو جو مراد دل اوہ نہیں نہ سہی لحد تو ہو جو بیان میرا گھر نہیں نہ سہی جو نرم یار میں اپنا گھر نہیں نہ سہی ہمارے پاس جو لعل و گھر نہیں نہ سہی جو دل جلانے کو شمع بخور نہیں نہ سہی جو اس زمانہ میں قدر نہیں نہیں نہ سہی</p>
---	---

اونہیں یہاں کش عشق پہنچ لائیں گی

جو میری آہ میں آریاں اتر نہیں ہی

راز کلبا بیگا الفت کا ہی ہو جائیگی
ہجر میں ہر دم ہماری بکسی ہو جائیگی
تو جو آئیگا تو میری زندگی ہو جائیگی
یہ جگہ وہ ہر کہ ٹیکوں میں ہی ہو جائیگی
چاک گلشن میں ہر اک گل کی کلی ہو جائیگی
جو خفی ہو بات وہ اک دن جلی ہو جائیگی
یاد دہر سو طبیعت کو خوشی ہو جائیگی
وہ نگہ بھیر گیا مجھ کو جو وی ہو جائیگی
بچ ہو گا غیر تو میری خوشی ہو جائیگی
دیکھنا یہ شاخ ہی اک دن ہری ہو جائیگی
رفتہ رفتہ دختر زر بھی پری ہو جائیگی
زلزلہ اگر کھری جان میں پہنچ جائیگی
ہجر میں داغ جگر سے دل ہی ہو جائیگی
راہن میری مقدر کی بدی ہو جائیگی
برگ گل بلب کی گردن پر ہی ہو جائیگی

یاس مہر تو آؤ گی دل لگی ہو جائیگی
حسرتوں کا ذکر ہو گا دل لگی ہو جائیگی
اے میری شہر بہتہ دیدار ہو میری دوا
عشق میں ناصح ہو اعظا بھی کر نیلے دہنی
تو اگر آجائے تیری قبا تو تنگ کا
وصل میں عاشق پہ بھی کلبا بیگا راز مگر
ہچکیاں آئیں جو فرتین سنبھل جائیگا دل
مہربان ہو یا تو قابو میں ہو دل ہی مرا
آپم ہر کو چلے آئیں اگر کیا بات ہو
خشکی زاہد بھی سٹھائے گی آئند و بہار
شکستوں مے اتو شیشے میں تار ہو اسے
یار کے جوڑے دوستہ ہیں کون عالم کے دل
وقت بد میں چاہیے ہمارے کوئی شریک
میرے گہرا کو اور سکا غم ہی ہو گا اگر
دیکھنا صبا و خون اسکا دکھائیگا بہار

مہربان ہیں وہ اگر کہنا نہ اسکا اعتبار

یاس یہ بھی چار دن کی چاندنی جوانگی

اس آئینے نے یار کی تصویر دکھائی
سودائیوں کے قید کی تہ ہر دکھائی
سہر جگہ گیا قاتل نے جو شمشیر دکھائی
دشت نے مری گردن تقدیر دکھائی
ہر روز نئی اک مجھے تصویر دکھائی
بہل نے یہ رنگینی تصویر دکھائی
دیتا نہیں کیا اسے فلک پر دکھائی

دل نے رخ محبوب کی تصویر دکھائی
اون کیوں کے عشق نے زنجیر دکھائی
کہتے ہیں رضا جوئی اسے عشق ہی ہے
سودے نے ہٹے نہ یا ایک جگہ پر ہے
پاتا ہوں تصویر میں ہی ہندو کا رنگ
گل بوٹے مضامین کو جو شعر و مین رکھے
پامال جوانوں کو جو کو کرتا ہے ظالم

پہلے وہ کسی اور ہی کا سمجھا تھا قاصد
دل لگیا پہلے کسی مہر کی گلی میں
بے نامہ و پیغام وہ خود آج چلا آئے
کب وصل میں سونیا ہونے لگی تھیں جاگوں

آزاد وہ ہوا جب مری تحریک کمائی
پھر آنکھ نے اک نور کی تصویر کمائی
کہ وہ گلی کشش نے مجھے تاثیر کمائی
کیونکہ آنکھ مجھے اسی فلک پر دکھائی

محبت میں لکھو خد جو اشعار یہ تو لے
ای یاس مگر تو بی تحریک کمائی

یاس یہ آزار الفت کی نشانی رہی
دیکھنا ہونگے تواضع طاقت و صبر قرار
عاشقوں کو خوب ترسایا نہ دکھایا جال
صورت تصویر ہوں خاموش گویا بی نہیں
کہو چکے عشق تباہ میں طاقت تباہ توں
نکے جو ہر خون لپٹا دہن شیر میں
باغبان زہر پور توڑی جو لیاں بہر کو جب
آنسو و نکاح تار بند ہو سڑا سوداؤ زلف
وصل میں بھی ہر گز ہی رہتا ہو دھڑکا ہوا
ساقیا یہ کیا چپکے کچھ لوگ کچھ مہر میں
دیکھو ہی کو کبھی آجائے شاید وہ سیح
گھٹو گھٹے عشق کے آزار میں مر جائیگے
ہجر کا سامان ہوا تھا پر خدائے خیر کی

جسم سے میرے لٹکارتا تو انی رہی
چند دن و لین جو غم کی سیماں رہی
کچھ دنوں کی عبت تری ہی تنہائی رہی
میرے حصے کی جان میں بوز بانی رہی
اب ہمارے پاس کہنے کو جوانی رہی
پاس قاتل کے ہماری یہ نشانی رہی
کیا پھر کمر غنایب بوستانی رہی
دل تو خالی ہو گیا سمن گرائی رہی
نیکے غم و لین ہمارے تشادمانی رہی
آگے دور میں شراب ازخوانی رہی
اس بہر سے پر ہماری زندگانی رہی
چند دن کی اب ہماری زندگانی رہی
آتے آتے یہ بلائے ناگہانی رہی

کامیون کے تار بند ہجائے ہیں کس تار پر
یاس مشقون کی اب یہ خوشبائی نہ رہی

کچھ بہن عباہ عشق میں کچھ مر کے گز گئے
کیا تفرقے یہ اسی فلک سپرد گئے
وہ بخود می سے باغین لپٹا جو سرو سے
شاید خیال غیر کا بھڑکا گیا اوسے

آباد کتنے گھر ہوئے کتنے او جڑ گئے
وہ ہم سے روضہ بیٹی ہم اوسے بڑ گئے
ہم دیکھ کر یہ حال نجات سے گڑ گئے
خلوت میں بھی جویا کے تیور بگڑ گئے

بڑھنے سے قہر کے ہو گئے عقل سارو سر
روزانہ ایک سچ ہو چکا عشق میں
کچھ نیک و بد کو حضرت دل سناتی نہیں
مڑ جہاں پہول نوچر گئے بلبلوں کے پر
دل بھی دیا جگر بھی بس اک جان رہی
کہ اندرون حضور سی تنہا نہیں تھا
اک سخت جان بہن تھو کہ زندہ ہیں جب تک
ہم اپنے دکھ کو آپ پہنساتے نہ زلف میں
ثابت قدم بہن رہی میدان عشق میں
و کیا وہ بہن کہ ظلم تھارو اٹھاتے ہیں
بلبل کے حق میں تھری بادی میں

خوشنقد نظر ٹراچو کوئی اور اگر گئے
سرم و نسو دل نکا کو مصیبت میں نہ گئے
جتنا بنایا انکو یہ اوتنے بگڑ گئے
نصیل خزان کو آتھی گلشن اوچر گئے
نروائشون میں یار کی ہم تو اوچر گئے
ہم سے نصیب ہی تو ہمارے بگڑ گئے
کوچر میں تیرو ایڑیاں کتنے رگڑ گئے
تقدیر کا تھیل کہ جو یہ بیچ پڑ گئے
اس معرکے سے پاؤں عدو کو اوچر گئے
تم اک زرہی بات پہ ہم سے بگڑ گئے
دنیا ہوئی اوچر جو دو پہول جگر گئے

وہ منہ چڑھا رہی بہن تو میں کہ رہا ہوں پاگل
افسوس کیسی لوگوں کے چہرے بگڑ گئے

موت کا پیغام ہو گیا ڈرامی آپ کی
کیجئے سامان فصلت کیجئے جلدی جب
بے گنہ مارا مجھے اور پھر نہیں پروا زرا
چڑیوں کے ساتھ بہن ہیں چڑاؤ پڑیاں
ہر اشارہ میں دراز عاشقوں کے ولین تیر
رنگ زلفوں میں پسند کی نہ پہلو میں جاہ
دیکھئے دنیا میں جسکو اچکا عاشق وہ ہے
پایتھے ہاتھوں میں لیکر یوں یہ چلیں ناز سے
نور دیاں خود کا دانی کی بی بین اسے
حسین میں اک نیا جلوہ نظر آیا مجھے
اچلی شب غیر کے پہلو میں بیشک آپ تھے
آفتاب شہر کو دیکھا جو سینے حشر میں

جسم و جان میں فرق کر دیگی جدائی اکیلی
ہجر کے صدیوں کو مارا سہو دہائی آچھی
بل نہیں ابرو پر اللہ رہی صفائی آچھی
کیا بہلی معلوم ہوتی ہے کلائی آپ کی
خون ہر اپکان ہر انگشت خانی آپ کی
حضرت دل کیوں سی تھی سہو سائی آپ کی
اگر صنم اب ہو گئی ساری خدائی آپ کی
دیکھئے بے کل ہو جائے کلائی آپ کی
چادر مہتاب ہے گویا دولائی آپ کی
دیکھتا ہوں ہر جگہ قدرت نمائی آپ کی
دل نے مجھ کو یہ خبر ساری سنائی آپ کی
یاد آئی صاف وہ رنگت طلائی آپ کی

عاشق کو قتل کر کے مجھے قاتل بنے کہا
آپ کو پہلے پہل دیکھا کیا دل میں پیش
سید ہر ہو جائینگے عاشق دیکھا تری نظر
آئیں سر نہ بجھے اب باز آئی آپ کی
اس سر پر بکرا اور کیا دین و نہانی آپ کی
دل نکالی کی ہر اک کالج ادائی آپ کی

دیکھو ہی اوس سین کو کیوں خود در قہم ہو رہا
یاس کیو اب کہاں ہو پارہائی آپ کی

اگر پری رہو کو تیرے شیشے دل چاہیے
صبح سے تا شام سیر قص سہل چاہیے
تغ ابرو دے سراپا مج کو زخمی کرو یا
آستخان قاتل کر دی رکھ دینکے زہر تیغ صبر
ملکین جب دونوں ملکین تم کیا طوفان
زندگی سے ہاتھ دھو کر کسی شہ نیتہ
سیکڑوں معشوقے ہوئے لہ دماغ اور شہ گاہ
ساتھ نعل قیس کے دیو انجان عشق ہو
جوشش سودا سرتن میں اونٹنا ہر ایلو
میرے دلیں ہو تصور صحت رخ کار سے
ہم کرینگے آہ وہ دورینگے دل پکڑ کر ہوئے

یا علی کہ یاس جب کوئی مہر درخشاں ہو
نام حضرت کا زبان پر وقت شغل چاہیے

یاس کو جب اثر عصیانہ وقت آگئی
دلین الفت کا فراہیں طبیعت آگئی
عشق چشم ستر لکین سے جب ہو کر زار و حوت
عشق میں صد فوہین یاد ہوا الم سے بچا ہوا
کر دیا یا مال سیر کے کی طرح اوس فوخ لے
ملے دلیں ہمار کی کسی ہی رنجش ہوئی
شر میں جسم وہ خوش قاست خراماں گیا
عیب پوشی کے یو خالق کی رحمت آگئی
سامنے جدت کوئی آہی صورت آگئی
بوسہ سیب و قن سے دلین طاقت آگئی
آگیا جب دل کسی پر اک قیامت آگئی
پاؤن کے نچو اگر عاشق کی تربت آگئی
جب فکر سے آؤ وہ پلٹے محبت آگئی
عاشقوں پر اک قیامت میں قیامت آگئی

بولے وہ بجا کر مینے بوسہ رخ جب لیا
 بے بلا کو میرے گہر وہ بادشاہ حسن آئے
 و میکہ رلف پریشان ہو کو سودا ہو گیا
 مرد جو ہن اک در رہی بات ہوا کو بہت
 لیلی و مجنون کی تصویریں ہون کینچن ست
 ہو گیا تصویر گر یہ مین فراق یار سے
 ساری دنیا ہو گئی ویران ہمارو سائے
 ہجر مین دکا تر نیا ہمہ تھا گویا غدا
 خون تیرا لکے قاتل نے کہا ہر ایک سے
 پہلے تو رو مری بت پہ چپ ہو گئے
 گھر سے جب اسکو نکالا گردش افلاک نے
 دفن کر کے جب مجھو احباب سب جانے لگے

استدر گستاخیان کچھ تیر می شامت آگئی
 یہ مثل سج ہو گئی اہر بیٹے دولت آگئی
 آنکھ ملتو ہی کسی سہو دین حقشت آگئی
 غیر سے وہ ہنسک بول ہو کو غیرت آگئی
 یاد ہو کو اونکی صدمت ابی سیرت آگئی
 جسے دیکھی میری صورت او کو قوت آگئی
 یاد او رشک پر سی جب تیر صحت آگئی
 ایسے صفتوں سے چٹو مرنے سورت آگئی
 خوب میرو ماتھے مین مندی کی لکت آگئی
 یاد او کو اپن عاشق کی وصیت آگئی
 ساتھ دیکو تری خوشی کا غربت آگئی
 یا سبانی قمر کی کرنے کو حسرت آگئی

جوٹ سج کے یار جو کرنے لگا مجھے گلے
 یا اس پھر میری زبان پر ہی شکایت آگئی

یہ چاہیے تھا بسک یہاں سو ہم گذر کرتے
 جو کچھ دنون ہی توجہ یہ بت او ہر کرتے
 ٹپ ٹپ کے ضرور آپ ہی بسر کرتے
 یقین تھا کہ جنم بھی سو ہو جاتا
 کوئی کسی کا بُرے وقت مین سرکینین
 اوٹھ آئے نرم سو سکر رقیب کی تہین
 یقین ہو کہ عدم کا نشان مل جاتا
 شرط بال سے باریک ہے یہ سنتے ہین

مثال ہو کر گل اس باغ سے سفر کرتے
 تو او تنی عمر تعیش مین ہم بسر کرتے
 ہمارے ناکہ دلکش جو کچھ اثر کرتے
 ہم اشک شرم سو دامن جو اپنا تر کرتے
 پڑی تھی نالون کو کیا جو اوہین خبر کرتے
 تمہاری خیر نہ تھی اہین ہم جو شہر کرتے
 جو لوگ میرے تن زار پر نظر کرتے
 پڑی تھی کیا ہین جو الفت کر کرتے

وہ رشک بدر کسی شب اگر ہیان آتا
 تو منہ ہی دیکھ لے او یا اس ہم سحر کرتے

ہوا تھا خلق یہ کونین کی بنیاد سے پہلے

بنانور محمد عالم ایجا د سے پہلے

خوار ہو تھے ہم اپنی دل ناسا دوسرے پہلے
یہی کہتے تھے ہم اپنی دل ناسا دوسرے پہلے
مرحمت آئی استقبال کو جلا دوسرے پہلے
مرا سر کاٹ لے تو خنجر فولاد دوسرے پہلے
اثر پھر میں یہاں پیدا ہوا فریاد دوسرے پہلے
مری گفتیر تھی اس ناگ میں صیاد دوسرے پہلے
کوئی پوچھو تو اتنا بلبل ناسا دوسرے پہلے
تو نکلے یاد ہوتی ہو خدا کی یاد دوسرے پہلے
گری تھے چاہ میں یوسف مری افتاد دوسرے پہلے
گھر کو اب پیریاں وہری کو خدا دوسرے پہلے
کیسے لطف و کرم کیوں اسے تو پیدا دوسرے پہلے
سر اپنا پوڑنا شیریں کو تہا فرما دوسرے پہلے
مرا تھا خود وہ ملتا عاشق ناسا دوسرے پہلے
لیٹتا ہے جا کر باغ میں شمشاد سے پہلے
ہمیں آنے لگی بچکی کسی کی یاد دوسرے پہلے

اوجھتی تھی طبیعت ہجر میں فریاد دوسرے پہلے
نہ ان جگہ زون میں پڑ باز محبت حنیف
خبر پائی جو انہر قتل کی دہشت سودم غلا
وہ عاشق ہو نہیں قاتل امتحان کا نام لہنا
کہا تھا قصد ناز کا کہ وہ بت خود چلا آیا
کہ تمہاری جو محبت میں بنوئی کیوں میں پہنچا تا
محبت میں گلوں کی گریہ و شیون سے کیا پایا
مجازی حقیقت تک پہنچ جا رہی خرو
بلا میں پڑو ہر مشوق ہی ماندا عاشق کے
جنون ہو گا مجھ پر آمد فضل بہاری پر
اوٹھائیں ظلم کیا عاشق تو راحت کو گزرتا
یہ تھا لطف محبت عشق صادق کو یہی تھے
رہا کیا لطف جب ہم یار کو جا کر مٹا لائے
لو کہیں میں غضب اس قدر تو کی شوخ تہین
ہمارا ذکر وہاں ہو نہ کو ہر دیدی خبر دلنے

سراپا لکھ کے غم کوں میں کہایا اہل محفل کو
تری تصویر کینچی یاس نہ زاد دوسرے پہلے

بنی چراغ محمد یاس بی کسی اپنی
جگہ تر تپا ہے ہوتی ہو دل لگی اپنی
کر گیا خود دل گم گشتہ رہبری اپنی
لگی ہوتی ہے جہاں میں رواروی اپنی
خواص ہو پکارا کہتی ہو روشنی اپنی
گلے پہ پھیر دے قاتل ابھی چہری اپنی
کر لگی وصل میں مست او کو جو خودی اپنی
کہو کہ بچکے باقی تھی زندگی اپنی

رفیق ہو کے رہی بعد مرگ بھی اپنی
نئی طرح تری فرقت میں جی بہلتا ہو
طریق معرفت یار کوئی کیا جانے
جو آج رہ گئے کل جائینگے عدم کی طرف
جگر کے داغ جو چمکے ہمیں عرق آیا
دکھا کے ابرو خدا رسیا ڈرتا ہے
گلے سے آپ وہ پلینگے ہم جو چھڑینگے
ہم اپنی مری چکے تھے فراق دلبر میں

ہمارے چاہنے سے اور ہی ہوئے مائل
وہ گھر پر آگئے اتنا اثر ہی کافی ہے
نہ وصل یا رہو اجڑی میں غسری
اسی طریق پہ تھے قیس و اہق و افراد
ہم اپنی بات کر نیلے جو صند پر آئینگے
سحر کے ہوتے ہی یہ وصل میں تڑپا ہو
شراب پی چلیا بے سیکہ سو جاتے ہیں
سرٹیکے نالو نہ کہنچین تو آئیں وہ کیونکر
وہ غم نصیب ہیں ہستے ہی ہم لہو روئے
لگائے دل جوتی سے ہی ہر او کی سزا

اونہیں بنا گئی معشوق عاشقی اپنی
ہی تڑپنے سے دل کو مراد تھی اپنی
ہونی نہ چار گھڑی ہی کہی خوشی اپنی
یہ راہ عشق میں کرتے تو پیروی اپنی
وہ کیا دکھا بیٹکے ہم کو ہا بھی اپنی
سمجھتے ہیں دل بیتاب کو گھڑی اپنی
سلام ستون کو ساقی کو بندلی اپنی
اثر کرین جو نہ آہن تو ہے کمی اپنی
دہان زخم کے مانند ہے نہیں اپنی
یہ شور کرتی ہے تربت پہ بکسی اپنی

خدا کا شکر ہو اس مایوس وہ ہر دم قائل
ہرک سو کرتے ہیں نیکی تری بدی اپنی

یاد سب کیفیت و درشتاب آجائیلی
چوم لو گنا خط شبگون کو قسم قرآن کی
میں یہ سمجھو گنا کہ جلتا ہو دل فرقت زدہ
تیغ ابرو سے نہ ہرگز قتل ہونے پائینگے
یاد آجائیلی میری خود بلال لیکنا مجھے
پانی پانی شرم سے ہو جائے گا ابر بہار
ہو یقین کی شیخ کو کچھ اور ہی لایگا رنگ
دیکھنا زلفونکے پھندے میں تو پڑ جائیگا
ملکے گیسو سے منہ سے اگر آئی صبا
میری چشم اشکافشان ڈولیا بند خراج
سمجھینگے عاشق کہ دکھنا آفتاب حشر کو
ہم یہ سمجھینگے کہ یہ شیشو پانی تری ہر پری
دل جو تڑپ گیا خیال یار تڑپا لے گا اور

سائے جب عہد پیری میں سرگ جاگی
سامو صبوت اوس رکھی کتاب باہمی
وقت کو نوشی اگر بوئے کباب جاگی
عاشقان زار کو آڑے نقاب آجائیلی
کوئی ہچکلی یار کو گرد وقت خواب آجائیلی
جوش پر جہدم مری چشم پر آب آجائیلی
ریش پر تیری جو سرخی خضاب آجائیلی
تیری شامت اودل خانہ خراب آجائیلی
تیرے سودا کی کو بونہی شکنا آجائیلی
سب سے می دولت زمین میں اس کا جاگی
سامو جب وہ جہن پر عتاب آجائیلی
سائے صبوت بوتل میں شراب آجائیلی
خاک تسکین مجھ کو وقت اضطراب آجائیلی

سرخ و کرتے بین شوق و نکو عاشق مرگ بھی
میر و خون سو خنجر قاتل پر آب آجائیگی

بسم خاکی پر مر کے کیا قبر میں ہو گا فشار
جب باد کو یاس روح بو تر آب آجائیگی

وحشت الفت گیسو ورسا کیا کم تھی
شبتین وصل کی کیون یار سے کرتا جا کر
انے دیوانے کو زنجیر عبت پہنائی
چاندنی کی مین شب وصل ہو س کیا کرتا
باد پر جو سوار آتے ہیں سو مزار
قتل میں میرے ہونا زہی اگر جو شریک
بیچ میں آ کے نسیم اور در انداز ہوتی
چشم فغان میں جو قاتل نے دیا کوسر
روح کو واسطے کیون آپ نے خنجر کہینچا
کیلیو جبرین میں سیر حن کو جاتا
وصل کا اک ادب عشق ہی مانع نہ ہوا
ساقیا مے کے جو دو جام بلائے مجھ کو
کوچہ یار میں لائی کشش عشق مجھے
ست پہلو ہی سوچ میں موی ہو س کیا بھون
کیون بہری آ کے مری سر میں ہو اسو موی

تیرے دیوانہ کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
کہینچ لانے کو مری آہ رسا کیا کم تھی
قید کرنے کو تیری زلف و دیا کیا کم تھی
تیری تنویر رخ اسے ماہ لقا کیا کم تھی
خاک عاشق کی اوڑا کو ہوا کیا کم تھی
ایک قتال جان اونکی ادا کیا کم تھی
رنگ بلب کے اوڑا کو صبا کیا کم تھی
خون عاشق کے بہانے کو خاک کیا کم تھی
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی
وانعماے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی
باز اس امر سے کہنے کو حیا کیا کم تھی
ایک تیری نگہ ہوش زبا کیا کم تھی
درغہ عالم میں مری رہنے کو جا کیا کم تھی
نشہ کو آمد ساقی کی ہو اکب کیا کم تھی
چاک ہونے کو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ابنی رحمت سے گنہ یاس کو نشہ شے
عدل کرتا تو اگر ایک خطا کیا کم تھی

برم میں ہم جو بھری او کی نظر دیکھینگے
یاون اپنا رہ الفت میں ہی دہر دیکھینگے
ہونگے دو چار کو دل تیر نظر سے زخمی
آپ کے دلیں نہ پائینگے اگر اپنی جگہ
تن پر دناغ ہمارا انہیں یاد آئے گا
انے نالوں کا پھر اس وقت اثر دیکھینگے
زندگی ہو تو ہم ایسا وہ پردہ دیکھینگے
وہ جو ہر بار ادھر اور ادھر دیکھینگے
پھر شکایت نہونم ہی کوئی گھر دیکھینگے
کوئی پھولا جو دہ گلشن میں شجر دیکھینگے

قمر ڈھانگی یہ دزدیدہ نگاہیں اونکی
 آبرو خاک میں بلجائے گی اور بہار
 صاف جائینگے کہ ہر مال کسی مسک کا
 جو یہ سوہوم وہ اور و نکو ہی کو دیتا ہر
 ہم کہی کوچہ الفت میں نہ کھینکے قدم
 اولسے ہم وصل کے اس وقت چلاؤنگو
 چونک اڑتے ہیں وہ آہو کس کو ان ہو کونو
 نقص مجھیں جو کوئی ہو تو یہ ہوا کا کمال
 سکھ دے جنون نذر کریں گے بڑ بکر
 راہ پھول وہ وہ قبر کی سونی منزل
 اب زمانے کا یہ رنگ عیاذاً بالشد
 داغ پر داغ پڑینگے دل عہدہ میں
 اپنے سینے سے لگائینگے وہ سر کا تڑپی
 ضعف بڑ بکر ہیں ان دوسری سب کا مطلب
 یاد آجائے فرقت کی شبون کا رونا
 جائینگے سینہ پر داغ کسی عاشق کا
 ہو تمہارے لب رنگین سے محبت جھو
 نظر آئے گا بتوں میں بھی خدا کا جلوہ
 ہم یہ جائینگے کہ دو لوٹ رہیں سب
 شریک ہیں وہ مری جھلکی گستاخی سے
 حشر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے تھکو

دل چرائینگے چوہہ ایک نظر دیکھینگے
 جوش تیرا جو مرے دیدہ تر دیکھینگے
 ہم کسی غنیمت کی منٹھی میں جو زرد کھینکے
 ہوش گم ہونگے جو اوس گل کی کمر دیکھینگے
 کچھ ہی اس آہ میں لرزوں و خطر دیکھینگے
 اپنی آہوں میں اگر کچھ بھی اثر دیکھینگے
 گریبان تیری ہم آہو باد سحر دیکھینگے
 پھول جائینگے اگر داغ جگر دیکھینگے
 تیری آہ جو ہم اسے رشک تر دیکھینگے
 الحمد للہ یہ قیامت کا سفر دیکھینگے
 سب شائیں کہ جسے اہل ہنر دیکھینگے
 جب تری شکل ہم اور رشک تر دیکھینگے
 ایلدن ہم یہ محبت کا شہر دیکھینگے
 یاد ہیں دیکھیں گے ہم یا تو کمر دیکھیں گے
 تجھے گریبان جو ہم اس شمع سحر دیکھینگے
 ہم یہ سخت جو دنیا میں سپرد دیکھینگے
 وہ نہ ہوئے سو ہی برگ گل تر دیکھینگے
 ہر جگہ عشق حقیقی کا اثر دیکھیں گے
 جب تڑپتے ہوئے دل اور جگر دیکھینگے
 چار آنکھیں نہ کرینگے نہ اوہر دیکھینگے
 ہم نہیں ماننے کے ایک نظر دیکھینگے

قتل ہوئے کاہیں شوق بڑا ہے ایسا
 نیاس جب دیکھیں گے ہم اونکی کردیکھینگے

اور جو رستم اس شوخی عادت ٹہری
 میری پہلی نہ سحر تک شب فرقت ٹہری

کیا نہو طبع مری خوگر راحت ٹہری
 یا محبوب کوئی جان کی آفت ٹہری

منہ لگانے سے رقیبوں کے معلوم ہوا
 اثر جذب محبت سے چلے آئے جو وہ
 حبکو دیکھو وہ ہوس پی میں ہوا جاتا ہوا
 حشر کے دن کہیں دیکھینگے تمہارا وید
 مجھے دل لے لیا گھر اپنے بلا کر اوسنے
 ہر اوکا یہ اشارا ہے کہ دوسے دو حبکو
 قیدی زلف رما کرتا ہے فصل گل تک
 غش غش آتے رہ صد دوری ہو مجھے
 آمد و شد کا نہ ٹھرا کوئی مانع جب اور
 کہی نا لکھتے مینے کہی وصلت کی دعا
 حور آئی ہے جناب سے یہی سمجھا عشق
 وہ مرے پاس سو جائینگے تو پہر جان کہاں
 مر گیا ہجر میں مین لی نہ خبر ظالم نے
 وصل میں مجھے لپٹ کر وہ یہ فرماؤ لگے
 جب خرامان وہ ہوا حشر بپا ہونے لگا
 آنکہ اگر بند ہوئی خواب میں بھی رو یا
 حشر کے دن مری آنکھوں سے نکل آنا تو
 دیکھے وہ اک نظر لطف سے ہم مذکرین
 جیتے جی چین نہ آیا مجھو فرقت میں کہی
 جب تصور کیا آغوش میں پایا اور کو
 سچ ہے سب بہا گئے ہیں پاس سے دیو نیلے
 جب خیال آتا ہے تنہا کو میں ہیں با تہوں
 وصل محبوب میں کام آگئی مینائی دل

اب انہیں نہ نظر مری اذیت ٹھری
 اور تو کیا ہے یہ عاشق کی کمرٹ ٹھری
 اوسکا ویدار نہ ٹھرا کوئی دولت ٹھری
 قبر کی رات نہ ٹھری شب فرقت ٹھری
 حبکو سمجھا تھا میں عورت وہ اوت ٹھری
 جان ٹھری نہ مری اونکی امانت ٹھری
 دل وحشی کی اسیری کی یہ مدت ٹھری
 وہ گلے آکے جو لپٹے تو طبیعت ٹھری
 ضعف ٹھرا مرا اوس گلگی نزاکت ٹھری
 نہ زبان میری سحر تک شب فرقت ٹھری
 آکے جب اونکی سوار می سرتربت ٹھری
 وصل کی صبح جان سے مری رحمت ٹھری
 تیغ حلا دموی یار کی غفلت ٹھری
 اب تو سکین ہوئی دل کو طبیعت ٹھری
 یار کی ناز کی رفتار قیامت ٹھری
 الفت چشم میں اک بل بھی نہ رقت ٹھری
 تجھ بخش مری ای ایشک نہایت ٹھری
 یار سے دل کی ہمار کی قیمت ٹھری
 دم مرا تن سے جو نکلا تو طبیعت ٹھری
 ہجر میں بھی یہ ملاقات کی صورت ٹھری
 دل وحشی میں نہ میری کوئی ستر ٹھری
 دل مرا کا ہے کو ٹھرا تری خلوت ٹھری
 کوئی دم بھی نہ نکلتی ہوئی حسرت ٹھری

شکوہ یار و تنگدلی کا ایسا نہیں کہیں دن
 بکیسی بھی تو نہ آکر سرتربت ٹھری

محسن غزل و سدا کل جناب شیخ امام حسن ثامن مہرم

اوس گلی کے آگے بچانہ برہمن چوڑو سے	بالیقین ہوسنی بجلی گاہ آہن چوڑو سے
سکھن اپنا فائنٹہ بلبل نشین چوڑو سے	کو کو جانان دیکھہ پاؤ گل تو گلشن چوڑو سے

ہفت گل بھی صبا کا بلکہ دہن چوڑو سے	کس طرح سسر کا پاتری تیغ فگن چوڑو سے
ہاتھ میر کس طرح قائل کا دہن چوڑو سے	خجبر سفاک کو کیا میری گردن چوڑو سے

دربابی کی جو لہر لے تجھو اسے بحر حسن	جگہ ہو آہن تر با کس طرح آہن چوڑو سے
آشنائی کی جو لہر لے تجھو اسے بحر حسن	خوش ادائی کی جو لہر لے تجھے اسی بحر حسن

کچہ نہیں پروا کو مال دولت عالم نہیں	صاف گنگا کی پرستش ہر برہمن چوڑو سے
یادگار دسکا بلہی میں شک پر سیر کم نہیں	کرتے ہیں خواہان نقد جا بھی کب نہیں

دھیان کرتی ہیں تجھ کو زلف پریشانے عبت	پڑن شانی کا جو جھلا ہر سورہن چوڑو سے
پیش چشم اندہ ہر ہین گردن گردانے عبت	داع تو کہتا ہو عشق رو کو جانے عبت

مذہب تو کسی شکست میں نہن کراب خوف خدا	بس مل نادان خیال دی روشن چوڑو سے
طاہر روح اس نفس سے جلد چھٹ جائے مرا	استیغنیہ قیدی پر توجہ کی نظر کر تو زرا

دنقا ہو جاوے سب گشن اوس بیت الحزن	کر کے بسمل مکتوب ابھی صید فگن چوڑو سے
نہار ہو جائیں نظریں کیا سمن کیا سترن	ہو بجاؤ تم صغیر فگن ابھی سب نہیں

پاس جو اوسکے طرحی اور ساغر دیکھلے	ہو یقین کی باغبان شاخ نشین چوڑو سے
اک قیامت جانہر ہو موت ابھی گھر دیکھلے	اور اور ترے خلق سے صبا کی عمر دیکھلے

ہاتھ سے ساتی ابھی شیشی کی گردن چوڑو سے	گردن ایسی دس تہمیش کی ہو گرد دیکھلے
--	-------------------------------------

کونسی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے	کونسی شل پاتو شل سر کوئی گردش میں ہے
شکوہ خوش میں کوئی دن بہر کوئی گردش میں ہے	رشتہ طول امل سے ہر کوئی گردش میں ہے
یاسے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چوڑے	
کب ہ ہو زور اور دھن سے جانوں سے جوڑے	کام تیر دھن سے نہ نکلے ان کمانوں سے جوڑے
نامور سچا میں دھن میں نشانوں سے جوڑے	پہلو تو لے تھو ہم ناتوا نون سے جوڑے
عشق کا وہ معرکہ ہر جی تھمن چوڑے	
کیونکر و سکی زکلی کہو سپر اجائے نہ پیار	صاف نہ دکھلائی ہن بیز کس کے غنچوں کی بہار
اونچی بڑی ہی نہیں نظر میں کوئی نہرار	اوس جی کی شرمگین تلکین میں کیونکر ہونچا
دیکھ کر محکوم نہ کیوں کیونکر کی طین چوڑے	
زنگ دکھلائی ہن کیا کیا گنبد دار نے	کیا تیا ہے کسی کے عشق کو آزار نے
تنگ کر کہا ہے مجھ کو اس دل بیار نے	اندھوں چوڑا مرے کمر کا جو انیا ر نے
تو ہی امی روح روان خانہ تن چوڑے	
کب ہستی و بندہ کی کا سے خوف و خطر	قصہ رکھتا ہر فلک کا یہ ہی مانند نظر
رہت باز می آگئی حصے میں اسکے سرسبز	ہو گیا اوس وقامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بہلا کیا اوس کا تون چوڑے	
ہے روانی میں ہماری شکباری کا اثر	بیقراری میں ہو دلی بقیہ ساری کا اثر
چال میں گلگون کی ہے باو بہاری کا اثر	ہو گیا اوس سر وقامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بہلا کیا اوس کا تون چوڑے	
چوہر کی بات ہو کب مانتے ہن عقلمند	ہی بہت نازک کہیں لگو نہ پہونچ کر کچھ گزند
گنڈے یون رہنا نہ اسکا آئے گا مجھ کو پسند	ہی سے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کونسی تو دلی نظر باری کو روزن چوڑے	
کیونکہ انہیں کرتا ہو تو ایسے ہن جراح بند	رہ نہیں سکتی ہن دم بہر ایسے در جراح بند
زخہ پڑ جائیگا یہ ہونے اگر جراح بند	سیرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کونسی تو دلی نظر باری کو روزن چوڑے	
دوستی کا پہلے مجھ وحشی کی دم بہر نے لگا	دیکھ کر انداز وحشت پر وہ کچھ ڈرنے لگا

منتہین کر کے سر کو یا دہر دہر نے لگا	جب میں چاکل پو گیا بکلی طرح کرنے لگا
تیس چلا یا مرے صحر اکا دمن چوڑ دے	
کب سلیقہ ظلم کا ہو چرخ میں کار کو	اک غریب آزادی آئی اس غریب آزار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم عتدار کو	رحم آئے غمیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجھ کو قتل کر ڈالو جو دشمن چوڑ دو	
یاس ز سوز و دل کی سر قد بالا کھنٹ	وصف ترس کے ہیں شہ شوق بڑا کھنٹ
ہر جگہ باندھیں گلزار رخ زیبائے کھنٹ	یکلوم لکھی ہیں تاسخ اوس گل غنا کھنٹ
جو مراد یوان دیئے سیر کشن چوڑ دے	
تمہیں غزل جناب خواجہ حیدر علی آتش مغفور	
فکر میں تیری ہی تھا جو عاشق بیچارہ تھا	وصل کا خواہاں کبھی گہ در پر نظارہ تھا
دیدہ تھا خیرت زدہ خود گم دل صد بارہ تھا	نقظر تھا وہ تو حبت و جوین یہ وارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا	
اک تمنا ہے تو اٹھ اٹھ آنسو روئیں ہمیں	بس ہوس ہو آجڑ سہ ماہہ دہوئیں ہمیں
آرزو ہو بیان دل حیرانگو کوئی ہمیں	ہر جو حسرت تو سراپا حشیم ہونے کی ہمیں
حاصل اس آئینہ حازرین فقط نظارہ تھا	
تھا کبھی مشتوق اپنا بھی کوئی مہر و صنم	کیون نہ یاد آئیں وہ باین کیون ہو دکھ و کالم
دیکھ کر یہ حال بڑھ جاتا ہے اپنا اور غم	جب شب مہم میں چوڑا وڑتا ہر مر جاوین
سیلیو کا اسپے ہی مارہ کوئی رخسارہ تھا	
جی جو بھرا آتا تھا میرا دور می دلدارین	جوش زن تھا خون دل کیا دیکھو بنائین
تھا سان منہ کی جبری کا آنسو و سکے تارین	کو لکر دل جب میں روتا تھا فراق یارین
چشم تر متع ہی ہر سوئے شرہ قوارہ تھا	
کسکی چشم تر نے دی دریا کو اخضر کوکست	خون دل کے قطر و نسو ہر ایک کو ہر کوکست
آنسو وں کی فوج سو جو بکلی لٹکا کوکست	سیل گرہ نے یہ کسکی دی ہنڈر کوکست
جو جناب آیا نظر اک وار گون نقارہ تھا	

ہر جگہ ہوتی ہو انسان کی تو اضع امر فلک	ہو گد اکی یا کہ سلطان کی تو اضع امر فلک
سب ہی کو لازم ہو مہمان کی تو اضع امر فلک	ایک شب تو وصل خانہ کی تو اضع امر فلک
چار دن مہمان تیرے کہ میں بن چارہ تھا	
ہوش اور یاسیہ کاری کا اپنی ہیاں ب	مسلک تیرا ہی ہو امین رند کب
بزم غم کس دن نہیں بھگو ہوئی بزم طرب	روز و شب کی حال کا لکھتا تھا پرچہ و زو
کاتب اعمال میری ٹیوڑ ہی کا ہر کارہ تھا	
ہیں ہو معلوم سارے عشق بازی کو طریق	میں ہو اپید محبت کا پے جام حریق
ابتدا ہی ہو مری سودا و خوشت میں خرق	عہد طفلی سے جنون عشق کا مل نہ شفق
سلخ نخل سے بیجنون سے مرا گوارہ تھا	
دشست و دکا بیان کرنا کسی سے میں تو کیا	کلفت و دکا بیان کرنا کسی سے میں تو کیا
صورت و دکا بیان کرنا کسی سے میں تو کیا	حالت و دکا بیان کرنا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مصحف خسار کی سی پارہ تھا	
گو تعارف تھا بہت پر قیس محزون سے میں	اگلی تھی خوب دس شید او مفتول سے میں
لیکن اب پایا گیا حال و گر گونہ ہمیں	یہ ہو اظاہر انا لیلیٰ مجنون سے میں
اینا دیوانہ تھا اپنے واسطے ادارہ تھا	
رات دن کو رنج و غم اپنی جدائی میں نہ پونچھ	شدت درد و الم اپنی جدائی میں نہ پونچھ
ہمیشہ جو گندہ و ستم اپنی جدائی میں نہ پونچھ	حال اپنا و صنم اپنی جدائی میں نہ پونچھ
سینہ دسرتہا ہمارا اور سنگ خارہ تھا	
اوس طرف ناگہ جو سودا و محبت کے گیا	اشتیاق قتل مجھ کو بعد مدت کے گیا
جتنے تھے جانا زب پر گو گو سبقت لیگیا	کوچہ قاتل میں جب شوق شہادت لیگیا
سر نہ تھا گردن پر اپنی بار صد نشیوارہ تھا	
مزد و کا شور گلہ کا وہ غل ہر بار کا	جمع ہمیں فوجین کی تو جین قت تھا دربار کا
شادمانی کی خبر دیتا تھا غم محراب کا	بیٹنا سر سرے ماتم میں غزنیو یار کا
قلعہ کنج محسوس کی فتح کا نقارہ تھا	
درپے آزار ہی میری رہے یہ اہل کین	جسکو پہلو میں جاہ و می چکیان ہی دین

یاس نے راحت کسی کو تھہری پائی نہیں	اہل عالم سو ہیشہ آتش اندھین ہوئیں
مردم دنیا تک تھے میں دل صد پارہ تھا	
محسوس غزل و ستاوی جناب حکیم میرضامن علی صنا جلال لکنوی طلعہ العا	
گو مسیحا ہیں وہ بن بکینے کھرنے والے	میٹھی باتوں سوہن زخم و کچھ بھی بہرنے والے
جو کتبہ ہی ہیں کہیں جی سو گزرنے والے	اونکے سب ناز ہیں گوزندہ ہی کرنے والے
	وہ ہوندہ لیتو ہیں بہانہ کوئی مرتے والے
گزری سفر کی محبت میں گزرنے والے	تو عجیب رنج میں دن رات کبہرنے والے
قتل ہونے سے جیسے عشق میں مرتے والے	مرحبا قتل نہیں کر کے مکر نے والے
	منہ سے کہتے نہیں حسان و کرنے والے
اوسکے ابرو و سرہ سے میں بھلا کیا ڈرتا	یا تو جنتا میں اسل میڈ پہ اور یا مرتا
ابجگہ مرہم کا فور اثر کیا کرتا	کون قاتل کی طرف سے مرے دلوں کو ہرتا
	اوسکے تیردن ہی کو کچھ زخم تو بھرنے والے
تہنے ایسا تو زمانے میں نہ دیکھا جو بن	مار ہی ڈالیکا دوامک کو اونکا جو بن
میر کو نوخیز کا کیا حسن ہے اور کیا جو بن	یہی کرتا ہوا اشارے کوئی اونٹن جو بن
	یون ادبہرتے ہیں قتل کے ادبہرتے
اس نصیحت کو زرا کان لگا کر سن لو	قتل کرتا نہیں قاتل تو چلو جانے دو
باریہ سر سے اتر جائے سبکدوشی ہو	کتنی ہی خواہش قتل اپنا گلا خود کا ٹو
	جی کو یون مار نہیں رکھتے ہیں مرے والے
ہے یقین آپ کے کہنو کا قسم کھاتا ہوں	اپنے قابو میں مگر دلوں میں پاتا ہوں
یہ نہیں مانتا جو جواسے سمجھاتا ہوں	بتیہ راز در میں اوسوقت ہوا جاتا ہوں
	کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے
ایسا دل سخت ہے اوسکا کہ نہیں جھمرا	کوئی جی جاگو کہ مر جائے نہیں کچھ پروا
دل ہے نو ہے کا تو پتھر کا کلچا اوسکا	یہ ہمارے ہی ترپ تھی کہ وہ چین ہوا
	اور بھی کہتے ہیں اس کام کے کرنے والے

نکلا لاکھوں میں نہ کوئی بھی نگار لیا اور کچھ بن نہ پڑی تہ جو خوشی کے سوا	حسب تہرانے لگا خوف کو مارے اپنا لاکھ پریش ہوئی ہم چپ ہی تہ درخشا
نیک ہو گا نہ کہی ظلم کا انجام الیو خ خود ہی پاؤ نہیں شکل فلک را الیو خ	نیک ہو گا نہ کہی ظلم کا انجام الیو خ خود ہی پاؤ نہیں شکل فلک را الیو خ
آسمان ناہ مظلوم کا ہی با م الیو خ آہ سے خاک تسنو کلی نہ ڈر نیوالے	آہ سے خاک تسنو کلی نہ ڈر نیوالے آہ سے خاک تسنو کلی نہ ڈر نیوالے
امر و خواہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں کس کٹی ایہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں	عشق میں چاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں اتھا نگاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
میرا لہو کسی کے لیو ہا نسی سے سوا کوئی ابرو پہ گلا کاٹ کے مرجائے گا	زہر دیکا کسی عاشق کو یہ سبرہ رخ کا ہر او کو تری بتلائی گئے انداز قصا
ہم نگار دنگی گوئے کو آئے ہو یہ ہوش نہیں معلوم یہ کس بات پر آیا نہیں ہوش	غل مجائے تے تمہاری کیا ہم سکو خوش زاہد دتے ہی کرنے لگو سید میں خروش
گوئیں جو رہ مائل تری طبع عالی خیر بات بھی ہو جائے گی خیر حالی	بے سبب غصہ ہو رہی نہیں رخ پر لالی کیجہ ہوا ہر مے کینے سے ترا دل خالی
کب ہی تیری کرسی سے قاتل خالی نہیگی کہی مہمان سے یہ منزل خالی	میںے کیلی سونہ دیکھا کہی محل خالی کیجہ ہوا ہر مے کینے سے ترا دل خالی
وائی ہوتا ہو کب لطف و کرم تجسے فلک جانتے ہیں کہ خوشی ملتی ہو کم تجسے فلک	ہاں اگر ہو تو ہر امید تم تجسے فلک وائی وصل کو خواہاں نہیں ہم تجسے فلک
چارون وہ بھی بہت جلد گزرنے والے مجھ لائے گا قیامت ترا فتر د بھو	چارون وہ بھی بہت جلد گزرنے والے بعد مرے کے نہ دیکو داغ مجھ اے مہر د

چین لو نگانہ تری دیکھ کے بکھرے گیسو	کہو لکڑیاں پریشان نہ کر روح کو تو
او مرے سوگ کو پر دی سن سونو نیوالے	
باہم اس بات کا چرچا مرنے والے کرین	بام تک یار کے رستا مرنے والے کرین
میرے ہی قلب کو ٹھنڈا مرنے والے کرین	پیلے تا شیر تو پیدا مرنے والے کرین
عرش پر چڑھتے ہیں کیا دلسر او تر نیوالے	
تاہ تا بان پہ عجبے وہ تہا کیر و زو وصال	ہجر جانان نے دی اے کہیں سچ کمال
یاس کو آنجی شب تہا اہنیں باتو نکاحیا	چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال
پہر رہتے وہ نگاہوں میں مگر نیوالے	
دیکھو ایضا	
ہم سمجھتے تھے بخوف ہوڑتا ہی نہیں ہے	یہ چین ہو ماتھے اسکا ٹھرتا ہی نہیں ہے
حد سے مگر اپنی یہ گذرتا ہی نہیں ہے	دل دست درازی کہیں کرتا ہی نہیں ہے
کجکشت و بہاری سے ادبہرتا ہی نہیں ہے	
کیا چاہتو والا کوئی مرنے ہی نہیں ہے	دل بچ والے سے کہی بہرتا ہی نہیں ہے
کیا زلف میں شانہ کوئی کرتا ہی نہیں ہے	کیا غمزدہ معشوق سنوڑتا ہی نہیں ہے
عاشق کا کہی سوک اورتا ہی نہیں ہے	
ہم دیکھتو ہیں روز تمہارا یہی نقش	ہر دور تمہارا ہمیں حیران بنانا
حاض او سپہ محبت کی نظریہ نہیں نہ بیا	جب آئے تم دیکھ چکے غیر کو دیکھا
پیار اور کوئی کیا نہیں کرتا ہی نہیں ہے	
کچھ ذہن میں یہ بات سنا تی نہیں یارب	موت انکو کہی شکل دکھائی نہیں یارب
جان انکی وہ پتھر ہے کہ جاتی نہیں یارب	کیا عشق تباہ ہیں اجل تی نہیں یارب
مرتا ہو جو انیر کہی مرنے ہی نہیں ہے	
اجا نہیں ہوتا کسی ہم سے یہ کمال +	بستر پہ پڑتا ہے پڑا صورت بسمل
اس بات کا دیتا ہے پتا عاشقوں کا دل	بہرتا ہو جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل
اوس زخم کو دیکھا ہو کہ بہرتا ہی نہیں ہے	

سو تو میں جو یہ چاند صبح رست نظر آئی	سڑپا کیا تا صبح یہ نیند اوڑ گئی میری
بچپن میں رہتا ہوں نہیں یہاں نہیں کیا	ہم خواب میں راؤ میں اک شخص کی شکلی
اسکا تو خیال اور نگہزتا ہی نہیں ہے	
مشتاق شہادت کراہن جویت پر پرو	وہم کا تو ہو دکھلا کے غصہ سب بار پرو
اوسکی تو تمنا ہے کہ ہو سینے پر راؤ	کیا اوسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو
مرنے سے محبت میں جوڑتا ہی نہیں ہے	
عشاق کرا چاہے کمر غوص خون	ہوتا نہیں ایسے سے میسر غوص خون
دسے شاید نہیں واوشر غوص خون	لیتا ہو کوئی دیکھ میں تو کیونکر غوص خون
قابل ہے جو اپنا وہ مگر تا ہی نہیں ہے	
بیکہ کہیں رہے تو ایسے نہیں دیکھے	دریافت کیا تھا یہ میں بڑھن وہ دیکھے
قربان جیٹوئی بس اس اولیٰ سوجھ کے	پوچھا کہ کہاں جا کر ہو سمان تو بوسے
کیا کہن کوئی رکھے مگر تا ہی نہیں ہے	
گوہن نو مگر قریب کو ہو کچھ دخل نہ	یا اور کسی قلب کے اند کو ہو کچھ دخل
یا شوق دل عاشق شیدا کو ہو کچھ دخل	جب تک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھ دخل
یہ یاد رہے سینہ اوہ نہ تا ہی نہیں ہے	
معتوق جو ہوئے ہیں یہی کام ہے اونکا	منہ پھیر لیا جیسے واسے کو جو دیکھا
اہا ہے جو لب پر رہے نفرت ہی کلام	جیتے رہو یہ دیکھے عاشق کو یہ کہنا
کیا جان غصہ میں تو کہ مگر تا ہی نہیں ہے	
بوسے کا سوال ایسی یہ قصیر نہیں ہی	اس بات کے سنتو ہی خفا ہو گیا کوئی
بل پڑ گیا ابرو میں نگہ ہو گئی تر جی	اتنا جو کہا چوم لون منہ چڑھائی تیوری
غصہ مرے بانے کا اور تا ہی نہیں ہے	
مانا کہ وہی ہیں تم و ظلم کے باقی	لکھی تھی جو کچھ حیرین تکلیف اٹھانی
ایدا ہی دقت ہے میں اویا سن گزری	کیون شغل جو رشب و صل ہو کوئی
کچھ شکوہ جلال اسکا تو کر تا ہی نہیں ہے	

محسّس غزل اوستادی جناب میرزا ابصاحب نس مغفور لکنوی اعلیٰ اللہ مقامہ

کوئی کھغام جلائے دل ناشاد آیا
قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا
سنہ میں تیرکا تھا کہ گلچین کے بیدا آیا
کیا سمجھکہ میں سو گاشن ایسا د آیا

آستیان ہی نہ بنایا تھا کہ صتیاد آیا

ہوئی وحشت تو سوباع میں ناشاد آیا
نظر اکاموں کو نہ یہاں بھی ڈیرزا د آیا
دم اوچھنے لگا دل برسر فریاد آیا
سلسلہ گیسو جاناں کا بچھے یاد آیا

دوش پر دم جو ڈالے ہو کر صتیاد آیا

کیا تباہ دل بنیاب لے صدر ما جو ہا
کوئی پامال ہو انوں کسی عاشق کا ہا
دنگ بلبل بھی ہوئی کبک بھی حیرتیں ہا
وہ خرامان جو ہوا باغین بننے یہ کہا

دیکھو طافوس چمن نیکے پر فراد آیا

نزع میں ہونین یہ کاہیکو اوس ہوگی خبر
اور سنا بھی تو وہ بیدرد نہ آسکا اور
کیا عجب نالہ جانناہ دکھ سین جو
اسے اجل بہرہ اور شرجا دم خبر

ہچکچان آتی ہیں شاید میں اوس یاد آیا

سلسلہ زلف کمر سودمین ہوا اس وحشت کا
عشق زخماں ہوا بکوسبب حیرت کا
زندگی خاک ہو جب ہوئے جنون آفت کا
قتل ہی خوب ہے سودازدہ آفت کا

ثرہ باداوی سرشوریدہ کہ جلا د آیا

ہجر کی تاب ہے عاشق کو نہ ہر تابصال
عشق لیلیٰ میں ہوا قیس خیرین کا کیا حال
یاد کیا ہوا سے جہیر یہ کرے کوہ دلاں
تلخی مرگ پہلا دیتی ہر جانان کا خیال

خوب میں بھی بھی شیریں لے نہ فراد آیا

کیں تم مصالح قدرت نے محبت تصویرین
اُسی کہینچین کسی نقاش لے کب تصویرین
خوب رویوں کی ملائی کین جب تصویرین
ہو کین زد تر سے سانس سب تصویرین

جب حینو نکا مرقع سے جھنرا د آیا

ہم صغیر کی ان یاد بھی کی بلبل نے
باغبان کی طلب یاد بھی کی بلبل نے
زندگی شاد بھی ناشاد بھی کی بلبل نے
چھپے ہی کیے فریاد بھی کی بلبل نے

پر ترے دلیں کہی رسم نہ صیا دیا	
سکے زمان تھا اوسے آمد فصل گل کا نہ ریاحین کا رہا ہوش نہ چھ سنبھل کا	مست اس طرح ہوئی نشہ ہو جسے مل کا تفس تنگ میں خون ہو گیا دل بلب کا
ہاتھ میں دستہ گل لیکے جو صیت دیا	
ہوش آیا تو اوٹھا کر ستم ورنج و محن محباسہ تہ زد ہو گا نہ کوئی منع چین	آکھ کھٹکتے ہی تفس ہو گیا بسا بنا وطن کیون نہ جاری ہو زبا نیر مری ہر دم چین
شاخ گل تک بھی پہنچا تھا کہ صیت دیا	
کبھی ہوتا نہیں برباد خموشی ہے جسے غمسے ہر جا ہر وہ آزاد خموشی ہے جسے	وہ بیان رہتا ہر آباد خموشی ہے جسے اس چین ہر وہی شاو خموشی ہے جسے
کی نغان باغ میں بسنے کو صیا دیا	
کبھی بھوک و فراغت نہیں مجھ وحشی کو دشت غربت میں بھی احت نہیں مجھ وحشی کو	کس جگہ رنج مصیبت نہیں مجھ وحشی کو کو نسا دن ہر کہ دشت نہیں مجھ وحشی کو
اسے سارے کو سمجھتا ہوں کہ صیت دیا	
کین مطلق نہ کہانی دیا سایا مونس بو تو پانی مگر اوس گل کو نیا یا مونس	نہیں معلوم کہ کس طرح وہ آیا مونس یاس نے شہرہ رجتہ سنا یا مونس
باغ میں تخت ہوا پر وہ پر نر زاد آیا	
دیکر ایضا	
نہ دکھارا زکھلا یار کی مگر کی طرح شہید عشق ہوئے قیس نامور کی طرح	پھر کھڑا نہ ہم آہ لے اتر کی طرح تمام ہو گئے فراد پر جب گھر کی طرح
جہان میں عیب بھی مٹنے کیا نہر کی طرح	
مری نظر میں ہر اک نجم ہے شہر کی طرح کچھ آج شام تو چہرہ ہر فن کی طرح	یہ چرخ پیر ہے مجھ کو لحد کے گھر کی طرح زوال مجھ کو ہے یہاں بدم قمر کی طرح
اڈھلا ہی جاتا ہوں نرفت میں دیکر کی طرح	
برس کے ابرجالت بہت اڈھلائے گا	جو مجھ دیدہ زریرا جو شس کھائے گا

سرسکال شک سوطوفان سنا ایک آنے کا	ہنسو نہ رونے پہ تم شہر ڈوب جائے گا
برس پڑو گنگا کسی دن جو ابر تر کی طرح	
یہ شوق ہے کہ مکر رہیاں کا بوسہ لین	نہاں جو ہو تو ہلکا کیا دہان کا بوسہ لین
پتا کہین نہیں ملتا جان کا بوسہ لین	بتا تو دیجئے صاحب کہاں کا بوسہ لین
دہن ہی آپ کا ملتا نہیں کر کی طرح	
ہرک کو کج روشی سونہ دی ملال کی طرح	جتائے دیکھو ہین انجی نہیں یہ چال کی طرح
خاک کی طرح اگر انکو روند ڈال کی طرح	سیاہ بختوں کو یوں باغسے نکال کی طرح
کہ چار پہول تو دہن میں ہون کر کی طرح	
کب آنے یا رکھنا دیکھیے خدا جانے	دیا عشق کا کیا کوئی راستا جانے
خلاف وضع اسے سمجھے یا برا جانے	یہ ہے معاملہ عشق کوئی کیا جانے
میں آپ جاؤ گنا خط لیکے نامہ کر کی طرح	
تجھے ثبوت ہے جو کچھ ہے آرزو یا رب	ہمیں الم تجھے حافظ اگر ہے تو یا رب
ہمیشہ ہے در مقصد کی جستجو یا رب	تمام خلق ہے خواہاں ابرو یا رب
چہاں تجھے صدف قبر میں کر کی طرح	
ہمارے شونما کیا اس آسمان کے تلے	تجھے خوشی رہے ہم گاہ غم سے ماتھے تلے
مثال سرو نہ باغ جانیں بھولے پہلے	نخیف دزار میں کیا باغبان سے زور چلے
جہاں مہا دیا دہان روکے بکھر کی طرح	
تجھے جنون جو ہو دیکھی ہو کیا کوئی کا گل	کہ بیچ میں تجھے لایا ہو باغ میں سب گل
چمبے ہین خاصیت یا کہ نشتر تر گ گل	یہ بے سبب نہیں نا تو نہیں دہاں کی گل
ترا جگر ہی ہے زخمی مری جگر کی طرح	
وہ آف بھی کرتے نہیں جو ہیں دہاں کی گل	جودل دگو تو بھرے آہ سرداں کی گل
یو نہیں نہیں یہ ترارنگ زرداں کی گل	یہ بے سبب نہیں نا تو نہیں دہاں کی گل
ترا جگر ہی ہے زخمی مری جگر کی طرح	
ابھی تو مرو تو جبین انہی منہ ستر جو کھو	جنون کی جان تو ابرو کا اک اشار میں لو
تہا رہے کہنے میں پر یاں میں جو کھو	تم اس جہاں میں وہ بقیں ہو کہ خط جو کھو

تو سر پہ رکھو سلیمان ہمارے پر کی طرح	
یہ سچ بات ہویدل جو کہے اس کو بات کہاں یہ آہیں تھیں کہاں آہیں صفا یہ بوسہ لب شیریں کی ہے تلخ حیات	دو آنہی ہر بنے بجائو عجب کی یہ بات
کہ بند بند کو باندھے ہوں تیرے کی طرح	
یہ چاہتو ہیں طن سوسہیں ہی ہو تیرے خط آگے آپکا ایجاں خبر ملے ہمیں ٹھیک بلا تو بھیجئے دوری ہر آپ کے نزدیک	وہاں کے جلسوں میں ہم ہی تھیں یا راکھ
ابھی ہو چو تھیں ہم ڈاک میں خبر کی طرح	
کہیں وہ کیا جوا دھماکی ہمارے تھیں پہننے زرا ابھی جو اک دن تو روئے صورت بار خدا رکھے تجھ کو آباد خلق میں اسے قبر	ہیا نکے آنے سو کچھ دلو آگیا ہے صبر
کہ سوئے پاؤں کو پیلا کے اپنی لہر کی طرح	
نہ کی کسی نے بھی ابد خلق میں اسے قبر ہوا یہ دل نہ کہی شاہ خلق میں اسے قبر خدا رکھے تجھے آباد خلق میں اسے قبر	ہمیشہ ہم رہے بر باد خلق میں اسے قبر
کہ سوئے پاؤں کو پیلا کے اپنی لہر کی طرح	
مجھے دکھانہ محبت میں بار بار آنکھیں یہ شوق دید میں رہی ہیں بغیر آنکھیں تجہی کو دیکھو کھا جیتک ہیں برقرار آنکھیں	جو میرے جسم میں بچا جان نہرا آنکھیں
مری نظر نہ پھر مکی ترنی نظر کی طرح	
چمن کے جتنے حسین ہیں غور و گل کو جواب دینے کی عادت نہیں کسی گل کو نفاں سے فائدہ کیا عشق گل میں بیل کو	پند کرتے ہیں اہل وفا تجھ کو
اوٹھائے داغ تو دلیر مرے جگر کی طرح	
وہ کم ہیں صدمہ ڈاکم خونوں اسکو ہوا تھا عشق کی کیا کہی نہ یوں اسکو یہ جو عشق ہو مونس کہ اندھوں اسکو	بہلا نہ بخیر ہی پر ہو یاس کیوں اسکو
خبر کسی کی نہیں طفل بے خبر کی طرح	
محمسن لہو اب کا علی خان بہادر الی یاست	
کہ میرے سینے سے دل ہر جستجو نکلتے	ہکاہ آنکھ سے لے یا رہا ہر دھنکے

تربی تلاش میں جو چاہی چاروں نکلے	ہجوم شوق میں جب لکی آرزو نکلے
کہ پروہ کبے کا لٹون بان ہی تو نکلے	
مناہی لوگوں سے سودیکی میرے شدت کو	خود اپنی آنکھ سے دیکھینگے آکے صورت کو
خدا ہی رکھو گا پوشیدہ راز الفت کو	وہ آتی ہیں مر مر گزراستحانِ حشت کو
خدا نکرہ کہیں جیب میں رہو نکلے	
تجھی کو دیکھو نغمہ نزع آہ ہر تے وقت	تو ہی ہو پیش نظر جائے گذرتے وقت
تو ہی ہو سامنہ تر تہین ہی اوترتے وقت	یہی ہو خواہش دل ہر گزری کہ مرتے وقت
تربیت تربیت کے یہ دم تیری رو برو نکلے	
یہ آرزو کہ رو ہو ترا مرے رو پر	جبین جبین پر ابرو ہو یا ر ابرو پر
کہاں نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر	چلکے ستر حق کہی رکھ دے میری زانو پر
کہ کچھ تو اس ترمی بکس کی آرزو نکلے	
زرا ملک مری اسے خالق صمد کرنا	کوئی عدد ہو اگر راہ میں تو رد کرنا
کچھ اسکے ساتھ ہی سے آہ تو ہی کہ کرنا	چلا ہوں اوسط آغضب دل و کرنا
کہ گھر سے وہ ہی زرا ہر جستجو نکلے	
بجا ہو غصہ مرا اپنے قلب مضطرب پر	یہ لایا چاہتا ہے مفت کی بلا سر پر
کہیں یہ راز نہ کہلجائے میرے دلبر پر	خدا سے حور کی خواہش ہو یا رکے در پر
ستم ہی ہوا اگر اس دم وہ نہ خو نکلے	
بحال نیا دکھائے گا کون بت آکر	دلون کو کر دیا بھل سمجھون کے تڑپا کر
انوان کے پردہ میں کرتے ہیں نالے چلا کر	حرم میں کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرتے کو زما دے وضو نکلے	
فراق دوست میں جی کہو نیوالون کو دنیا	غم و ملال میں خوش ہونے والو کو دنیا
ضرور اشکو سے منہ وہو نیوالون کو دنیا	زرا زرا سا سبھی رونے والون کو دنیا
جو میری آنکھوں سے دل کا کہی ہو نکلے	
زرب کھلکھ حضرت کے سب خدائی پر	غور تہا بس سی زہد و پارسائی پر
ہنسے تھے یاس کی ہی طاعتِ ریائی پر	تہمین تو ناز تھے تو آپ پارسائی پر

تمہارے گہرین تو مجھے لگی سبوں کے

مخمس غزل منشی مرتضیٰ خان پرویز مرحوم لکھنوی

ہم جو دشت میں لیلِ فوار ہیں
اگر یہاں چند تیرے تار ہیں
دشت میں کہ جانبِ کسا ہیں
کب یہاں دستِ جنوں بکا رہیں

ایک ماحقون در پہ آزار ہیں

عشق میں اوسل برو خدا کے
مر گیا گھر میں اوس یار کے
ہوں ترین میں نزلِ شوار کے
دروغِ تم رنجِ و الم مجھ زار کے

بس یہی دو چار ماتم دار ہیں

گو نہیں راحت مکانِ دہرین
بیٹھے ہیں ہم تباہ دہرین
گلِ بہن کی بجائے گستاخ دہرین
آبرو سے عاشقانِ دہرین

آئیے آگے ڈیسلِ فوار ہیں

ہیں گلوں کے پائینِ دشنِ چراغ
چرخِ پرہیز کا پہونچا داغ
جلتے ہیں لالچے کے دلوں سار داغ
کون شعلہ رو چلا ہی سوئی داغ

جو مثالِ شمعِ روشن خار ہیں

آہ آتش کی سوزش یہ ہے
ان دلِ بیمار کی سوزش یہ ہے
عشق کو آزار کی سوزش یہ ہے
وانعِ ہجر یار کی سوزش یہ ہے

حشمتِ سانِ جگرِ کفن کے تار ہیں

ہر جگہ دستِ طلبِ پیکار ہیں
اور سخاوتِ کبھی دیکھا نہیں
صاف کہی تو ہیں کچھ پرواہ ہیں
بکھو ای ساقی تری پرواہ ہیں

ہم کو الفت سے یہاں سرشار ہیں

عشق ابرو کا نہ منہ سے نام لو
اک اشار میں جگر پر پہونچو جو
ان نہ ان تیغِ نگاہِ گزوم بہو
کیون لی عاشق نہ لکڑی ٹکڑی ہو

نہیے یہ ابرو خدا ر ہیں

کیون نہ میری نام کا لانا نہیں
کیون نہ میرا منہ کو ٹھہر نام ہیں

ساتھ لیکر کھینچتے ہیں	قیس فرما دھرمین اس عشق میں
دل سے میرے غامضیہ بردا رہیں	
ہر ہمارا کونسا صحرانچہ	کس قدر یہ حال غمشت کا پنچہ
ہم کو یہ کیا اجل سودا پنچہ	اگر خون کی حال ست و بانچہ
ست ہیں درکار خود ہشیار ہیں	
ایک ہیں پیش قضا شاہ و گدا	اس سحر میں آپ نہیں سکن روا
ہر جس کی رات دن آتی صدا	خافوا و ہوجاؤ بیٹے ہو کیا
رہبر و ملک عدم تیار ہیں	
موسم گل آرزو سے یار میں	شیم نرگس جس جو سے یار میں
عالم گلشن ہو کو سے یار میں	انتظار گفتگو سے یار میں
بہلین کو کے لب منقار میں	
زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا	پہر لبون کی یاد سے چپ کر دیا
ولمیں ہو در دابہ کے عشق کا	اگر سچا پوچھا ہے حال کیا
تیری آنکھوں کی قسم مبارک ہیں	
اسکو اندیشا نہیں پرویز کی	مرنے سے ڈرتا نہیں پرویز کی
یاس کو دہر کا نہیں پرویز کی	خوف بربخ کا نہیں پرویز کی
ہم غلام حیدر کرکار ہیں	

قطع تاریخ

چکیدہ کلک گہر سلاک محقق بمیال جناب تسادنی ملاذنی حکیم صہر من علیقا

جلال لکھنوی ام طلبہ العالی

طبع گردید چہ محسوسہ اشعار انیک
مصرع سال رقم کر چنین کلک جلال
بسخن شروہ بار باب سخن بہت نوید
یاس دار و بہ قبول سخن از حق امید
۱۳۰۶ھ

قطعات تاریخ

از تراوش قلم اعجاز رقم اوستا و عدیم نظیر جناب منشی امیر محمد صاحب
لکهنوی اوستا و نواب امیر خلد خان

دیوان سارا پرچین مصرع ہن کسر من
درخواست جببہ ہندی تاریخ امیر اسکی کہی
کس گارمین مین ہر کہین گل کوئی سون بہار کا
کیا بلو بدل دیوان ہر داکر حسین یاس کا

ایضا

۱۱۱۱ ای یاس تری فکر کی نگینی سے
ہر کلی باعین کہتی ہے چک کر تاریخ
وہن شوق کو کیا کیا گل مقصود سے
شجر یاس مین اب بھول تنہا کے کیلے

از نتائج افکار دربار سخوردیشرف منشی شرف علی صاحب اشرف لکهنوی

کیا ہی چھپا ہے یاس کا دیوان اندون
کئی فکر بھر سال تو آئی صدائے عیب
ہے فیضیاب لطف مضامین ہر کوئی
آشرف کلام شاعر روشن بیان ہی

از نتیجہ فکر نقاد شاعر و الاشان جناب اب سید بہادر حسین خالصناجم

لکهنوی شاگرد رشید جناب منشی مظفر علی خان بہادر امیر مرحوم شاگرد سابق

میر تونس مغفور

چھپا حضرت یاس کا جب کلام
لکھی مینے آنجس یہ تاریخ طبع
تو بر آئی امیر برنا و پیہ
یہ دیوان اول چھپا ہے نظیر

از رنجیہ کلک معنی سلک ادرم جناب میر محمد زکی صاحب الم لکهنوی

شاگرد رشید حضرت تونس مغفور اعلیٰ اللہ مقامہ

<p>ذکر دیوانگی قیس کہیں نورِ عمر و نکاحِ حینو نکہ کہیں ساراد یوان خدا کی قدرت فکر تاریخ جو تھی مجھ کو آشیر</p>	<p>ہے کہیں ذکرِ ادا سے لیلی ہے کسی جا پر بسان شوخی طبع نازک کی ہین فکرین ہی لیلی نظمیں دل آرا لکھی</p>
<p>از نتیجہ فکر سید انور حسین مج فی سید ممدی بہادر امید سلیم لکھنوی خلف حضرت مصنف شاگرد حضرت جلال مدظلہ</p>	
<p>شد طبع عجب کلام رنگین امید نوشت عیسوی سال</p>	<p>در گاشن عالم است شہرت شاد و ادب گلے زبان افست</p>
<p>از نتائج طبع سلیم جناب لایت حسین خا نصاحب حبیب لکھنوی میرفتی ناب فخر الملک بہادر شاگرد رشید حضرت نفیس دام برکاتہ</p>	
<p>ہنایت ہی چسپ بحرِ نظم یاس یہ ہین دوست اور پیر بہانی مرے تکذہ تھا مونس سے پہلے ہمیں جلالِ مخدوم سے شورہ ہوا اب خبر طبع کی جب ہوئی مشہر ہی وہ بیان آیات کی فکر گر لکھا سال تاریخ برجیس نے</p>	<p>زبان ہے کفیل سخن کی کلید از لے ہین یہ نیکبخت و سعید فنِ شاعری میں یہ ہین اب و حید ہین تلمذ انکے ہی اکثر رشید تو بس ہو گئی قدر دانوں کو عید تو بیشک محبت سے ہی بعید چہا نسخہ عشق افسرِ اجدید</p>
<p>از نتائج فکر سلیم جناب مفتی محمد امیر اللہ صاحب سلیم لکھنوی ڈپٹی اسپیکر مدارس ریاست رامپور</p>	
<p>زہے زلفت و فکر و اگر حسین بلاغت فصاحت میں کیتا تودہ بہت خوب دیوان اردو چھپا</p>	<p>زمین سخن جس سے بحرِ آسمان ربانداں و باریک بین نکتہ دان پکارا وٹے حسنت شیریں بان</p>

<p>سرایا پسند دل شاعران کلام سخن نغم شیوا بیان</p>	<p>ہر اک بہت نشتر زن اہل در کسی نہ تہیہ تسلیم تاریخ سال</p>
<p>از چکیدہ کلاب گوہر ملک جنابت علی عبدالقادر شمس القادری عرف شاہ رشید علی صاحب جمال عاصی حنفی البغدوی صلاً والیدنی فوری لدا شاگرد رشید حضرت جلال مدظلہ</p>	
<p>جلوہ انگن ہو جلال آسا و کافضیان آج دیکھنا ڈاکر حسین یاس کا دیوان آج</p>	<p>دیکھیں اہل طبع حسن طبع نظم در دمنہ خوشنما کلبہ طبع کا سال و جمال خوشبیاں</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>ہو گیا جس سوز باندانی کا شہرہ چار سو کیا ہی مضمون کیا ہی مٹی کیا ہی طرز گفتار کیا بیان نظم زیر کیا زبان لکھنؤ</p>	<p>طبع یاس لکھنوی نے کی وہ نظم در دمنہ روزمرہ کیا ہی عمدہ کیا ہی آہنی لہجہ اے جمال خوشبیاں یوں مصرع تاریخ لکھ</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>حضرت ذاکر حسین یاس کی بے شائبہ آیہ لا تقنطون رحمۃ اللہ ست گواہ یاس کی امید نکلی اب چہ پی یہ نظم واہ</p>	<p>بہلا دیوان نام ہے جس کا کہ نظم در دمنہ طبع سے اسکی طبیعت دار و نکلی آئی مراد عاصی حسرت زدہ لکھنوی یوں سال طبع</p>
<p>از نتائج افکار گہر بار سخنور ہنر پرور سید محمد صاحب ہر لکھنوی شاگرد حضرت</p>	
<p>ہر ادیب جہان نودب شد کہ دلش نون شد و مرکب شد جام امید او لبالب شد بچہ نادر زبان مرتب شد</p>	<p>گشت دیوان یاس چون مطبوع حاصل از رشک آنچنان بگذاشت تکثر تاریخ کرد چون چوہر سال طبعش نوشت بے سرحد</p>

<p>ہو گیا یاس کا بول بالا نظم عمدہ ہے دیوان اعلیٰ ۱۳۰۶ھ</p>	<p>چھپ چکا جب یہ دیوان ناور لکھی تاریخ اوسکی آلم نے</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>غضب کا ہر شعر دستان ہے - ستم کی رنگینی بیان ہے یہ بندش صاف سے عیان ہے - کلام خوش فکر و نکتہ دان ہے کہیں یہ ہرطر و شاعرانہ کسی جگہ لطیف عاشقانہ ہے وہ ہر غزل ناور زمانہ - ثنائیں عاجز مری زبان ہے زہے درآبد ارمضون - خیمے عروج و وقار مضمون ہم حسین بہار مضمون - یہی وہ گلزارِ بنجران ہے خیال تاریخ تھا جو ہر آن - آلم نے بساختہ کہاں جناب یاس خیرین یہ دیوان - مرتب یاس عاشقان ہے ۱۳۰۶ھ</p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>شاداب و شگفتہ گل مضمون کا چین ہے دل بول اوٹھا جلوہ خورشید سخن ہے ۱۸۰۹ھ</p>	<p>دیوان عجیب نگہ کا امی یاس کیا نظم کی عیسوی تاریخ کی جب فکر آلم نے</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>محو اک اک شعر پر کیونکر ہو ہر شیخ و شاب سال بہت لکھ سخن ہے بنظیر و لاجواب ۱۹۰۱ھ</p>	<p>نظم فرمایا عجیب دیوان جناب یاس نے طبع کی تاریخ کی ہر فکر اگر تج کو آلم</p>
<p>از تہ تیغ افکارِ محمود و مستندان جناب حسام علی خان اصحابِ حسان شاہ پوری شاگرد حضرت جمال مدظلہ</p>	
<p>زوق افزا موی جان مژگون ہے چیت بندش ہر شیخ مضمون ہے</p>	<p>ہو گیا طبع یاس کا دیوان اوج فخر سخن کا کیا کتنا</p>

<p>معنی و تفسیر میں نہان استعارہ محاورہ تشبیہ سکاک گوہر کیوں نہ ہر مصرع عاشقانہ خیال نازک پر لکھ دو آجسان مصرع آئین</p>	<p>ہر غزل سحر ہے کہ مہزون ہے آپ خوبی پر اپنی مفتون ہے لفظ لفظ اسکا در مکنون ہے یہی حسن طبع مفتون ہے کیا کلام انتخاب موزون ہے</p>
<p>از تراوش طبع نقاد و جناب سید اعجاز حسین صاحب انجمن لکھنوی شاعر و محقق</p>	
<p>تعالی اللہ چہ دیوان یاس گفتند دلش گنج جواہر از مضامین پے تاریخ سال طبع آجماز</p>	<p>کہ در اشعار او اشعار نیست بیانیش گوہر اسرار نیست بگفتا نغمہ گلزار نیست</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>بشد کلام چو در دفتر جهان مطبوع برآمد آرزو خوشہ چین بزرع دہر بماند نقش سہم او بصفہ عالم نوشت بے سرا کہام سال او آجماز</p>	<p>پراز جواہر اسید گشت دامن یاس نہ بگشت جمع بصد تازگی چو خرمن یاس بدشت فکر چو جولان نمود تو سن یاس گل مرا تو گفشتہ چہ شد بہ گلشن یاس</p>
<p>از نیتچہ طبع بے نظیر منشی محمد سعید صاحب شیر محبلی شہری شاعر و مصنف</p>	
<p>شدہ طبع دیوان استاد من بسے جستجو آسمان کردہ هست ترہمست اگر فکر سالش اشیر</p>	<p>بشاستہ عنوان بطرز نکو نیابد چنین شاعر از غزو سراپا مضامین نامی بگو</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>چسپ کیا خوب کلام است ہر غزل میں ہو ادبندی خوب</p>	<p>کیون نہواہل جان کو خوشی اللہ اللہ وہ حسن معنی</p>

ایضاً

وہ کہا دیوان کہ میں تسخیر کیے دی کہان
سحر ہو ہر ایک مصرع شعر ہے انون جمال
ہوا اثر سے جسکے سحر سامری کو انفعال
سحر سے بیٹے کیا تار سحر کا اسکی سوال
یاس کا دیوان نہیں ہر دفتر سحر جلال

۱۳۰۶ھ

اللہ اللہ یاس کیا سحر البیان کی ہستیال
لفظ ہر ایک جادو حرف ہر ایک طلسم
اے ہر صفو کے سننے سوتن بجان میں جان
ہو چکا مطبوع جہدم یہ طلسم دلفریب
ہو گئے بیدل سحر نے دی یہ صدا کی سحر قرار

ایضاً

کہ ہر میرزا کر حسین او کھانام
کہ صد ہا کہ مرثیے او سلام
کہ ہر شعر ہے دلفریب انام
جو کی فکر میںے بشوق تمام
کہ دیوان ہر مقبول ہر حاصل تمام

یہ دیوان لکش ہو جب کا کلام
ثنا خوان سرور تخلص ہے یاس
فصیح زمان شاعر خوش بیان
سن طبع دیوان کی ہر سحر قرار
صد دی یہ ہاقت نے از رو قرار

از تاج افکار و بار شفیق جناب سید جعفر حسین خان عرف سنی مرزا صاحب
سخی لکھنوی شاگرد رشید جناب عشق مغفور و میر نفیس صاحب ام ہر کاتہ

دل سے ہیں ذاکر حسین و حسن
حوب حاصل ہے شاعر دی کا فن
شہر دن شہر دن میں نام ہر روشن
کب گئے ولیمین حاسد بدظن
ہوا سر سبز شاعری کا چمن
ہر غزل سے تجل ہو گلشن
ہے سخی بس یہ بوستان سخن

شاعر خوش کلام آغا یاس
مرثیے ہی کے ہیں غنہ لین بھی
ہے ضیا بخش انکی ہر تصنیف
ہے ہر اک عیب سے جو پاک کلام
پہلا دیوان یہ جو چھپ پوایا
کل مضمون نے وہ دکھائی ہمارے
سن ہجری میں کی رستم تاریخ

از نیتہ فکر ہمز و میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد و شفیق

بلند ہے ہمز و نام یاس حق آگاہ
ہو شان نظم سو اور سو اجلال و جاہ

ہزار شکر ہو اچھپ کے رستم یہ کلام
دعائے کہی تاریخ منجمہ یہ سحر

۱۳۰۶ھ

ایضاً

<p>کلام یاس کا ہر کیون نہ جا بجا شہرہ بگوش ہوش سن اور لکھ یہ اتنی خوش تاریخ از نیچہ فکر زنجین منشی محمد رشید صاحب سہیل برادر علیہ السلام شہری شاکر دہ</p>	<p>خدا کے فضل سے دیوان پسند چہا ندانی غیب ہے اب نظم در دین چہا</p>
<p>چہا بیا س کا دیوان ہوا طبع کئے دیتا ہے ہر مصرع غزل کا ہر ہین لاکھوں چھپیدہ پڑ ہے گا جو کوئی مسرور ہو گا سہیل اب تم بھی لکھو تو تکلف از سراج فکر نقاد و سخنور رشید و ازبان خباب محمد سہا و علیہا انصاحب ضبط لکھنؤ سلامہ خاندان نواب لارچنگ بہاؤ وغفور</p>	<p>لیگا اب مذاق نکلتے نیچی نیچال نازک اچھا مسکراچی کون کیونکر نینج سن و سنی کلی کہلایگی افسردہ دل کی کلام رنجیت تاریخ اسکی</p>
<p>چہا جب یہ دیوان بصد زہب و زرین ہوئی ضبط محکوبی اذ حد خوشی اوٹھا یاس سے دل لکھا سال طبع از نیچہ فکر شاعر ذمی مہریت کرم الدین صاحب عشرت مدرسہ اول مدرسہ چار سہ و ضلع پٹا ور شاکر و مصنف</p>	<p>ہوا شاد قلب پر ارمان یاس جو سر سبز و یکما یہ بتان یاس چہا دفتہ عشق دیوان یاس</p>
<p>چہا بیا س کا دیوان ہوا طبع کئے دیتا ہے ہر مصرع غزل کا ہر ہین لاکھوں چھپیدہ پڑ ہے گا جو کوئی مسرور ہو گا سہیل اب تم بھی لکھو تو تکلف از سراج فکر نقاد و سخنور رشید و ازبان خباب محمد سہا و علیہا انصاحب ضبط لکھنؤ سلامہ خاندان نواب لارچنگ بہاؤ وغفور</p>	<p>ہر کہ بشنید شد بہر خواہان با عجیب و غریب سائن دان</p>
<p>چہا بیا س کا دیوان ہوا طبع کئے دیتا ہے ہر مصرع غزل کا ہر ہین لاکھوں چھپیدہ پڑ ہے گا جو کوئی مسرور ہو گا سہیل اب تم بھی لکھو تو تکلف از سراج فکر نقاد و سخنور رشید و ازبان خباب محمد سہا و علیہا انصاحب ضبط لکھنؤ سلامہ خاندان نواب لارچنگ بہاؤ وغفور</p>	<p>چہا بیا س کا دیوان ہوا طبع کئے دیتا ہے ہر مصرع غزل کا ہر ہین لاکھوں چھپیدہ پڑ ہے گا جو کوئی مسرور ہو گا سہیل اب تم بھی لکھو تو تکلف از سراج فکر نقاد و سخنور رشید و ازبان خباب محمد سہا و علیہا انصاحب ضبط لکھنؤ سلامہ خاندان نواب لارچنگ بہاؤ وغفور</p>
<p>چہا بیا س کا دیوان ہوا طبع کئے دیتا ہے ہر مصرع غزل کا ہر ہین لاکھوں چھپیدہ پڑ ہے گا جو کوئی مسرور ہو گا سہیل اب تم بھی لکھو تو تکلف از سراج فکر نقاد و سخنور رشید و ازبان خباب محمد سہا و علیہا انصاحب ضبط لکھنؤ سلامہ خاندان نواب لارچنگ بہاؤ وغفور</p>	<p>بعد حمد خدا و محبت رسول ہے یہ دیوان عشق کا مبع</p>

از نتیجہ فکر نفیس منشی محمد بدین صاحب جلسہ محلی شہری لکبہا شہنشاہ صفت

مبارک مبارک بعد استقامت
خوشا وقت باد سرت وزید
زمانہ ندیدہ چنین پاکسان
زبان دانا و خوش فکر و ناز کنیا
نثار و نظیر سے بہکات سخن
بہ مدح رخ دوست و دشمن بیان
معانی او لطف بخش جهان
ہر فکر و تدویر عالی مانع
خوشا سلوب و سخن مرصع کلام
خیالات نازک معانی بلند
فلک سرفرو کرد از انفعال
جهان مست از نعمہ و پسند
جلسہ از پے سال کردم چون فکر

شدہ طبع دیوان استاد
گل باغ معنی شگفت از ہوا
اویں و صفو بفضل خدا
تفصیح اللسان ہر سوچ و وفا
ہمینست کافی برائے ثنا
بوصف لب یار بسمتہ نما
مضامین او دلکش و دلربا
مضمون غم شمع ہر دم غما
تکلف کند نعرہ مرصع
ز بہر صفہ روشن کہ ہر سہا
ز ہی اوج شکر متین در سا
خوشا بلبل طبع رنگین نوا
گرامی نہ لطمہ آمد ندا
۱۳۰۶ھ

ایضا

چہ استاد من میرزا کر حسین
پے سال تاریخ ہاتف جلسہ

بسک غنہ دل و معنی لبقت
زہے عالم آرا مضامین گفت
۱۳۰۶ھ

از نتیجہ طبع سلیم حیات حسین جان صاحب جہیں سلمہ حلف جناب

ولایت حسینا صاحب جہیں

بے جو دیوان یاس موزن عشق
سال تاریخ چاہے کہتا
سیرت ہو لکدے اے جہیں

جمع خوبی و اداسے طبع
کہ مصنف نے خود کیا ہے طبع
نغمہ عاشقی ہوا ہے طبع
۱۳۰۶ھ

از نستاج احوال گہر بارخیز نکتہ دان جناب امجد مرزا خان صاحب حشم لکھنوی
شاگرد رشید حضرت جلال مدظلہ

اے خوشاد دیوان کہ داؤ نام نظم دروند
شد زبان و کام شیرین از مذاق لفظ با
سال طبع آن چو پرسیدہ چشم گفتار و سرش
جملہ مضمونش دوا می در دیو سواش
وز معانی فرحت افزون فی صدر الناس
گو مراد شعر پیدا از کلام یاس شد

ایضا

دیوان لا جواب چو کردید زیریب طبع
ارباب علم و اہل خرد و مع خوان چنین
ہر حرف و لفظ چون منہ خور نقطہ کو کب است
این مصراع آخر چشم پے تاریخ کن رقم
از نتیجہ فکر سخند ان سلطان علیخان صاحب حشم لکھنوی شاگرد حضرت جلال مدظلہ

ہو چکا طبع یاس کا جو کلام
کیا ہی تاریخ حشر نے یہ کہی

از تراوش فکر سخور عالی طبیعت نواب مرزا احمد بخشینا صاحب وقت لکھنوی
شاگرد حضرت جلال مدظلہ

واہ کیا برد رویہ دیوان لکھا یاس نے
کیا ہی رفعت نے سنین طبع برجستہ کہ
چھبہ قلم جاوور تم شاوے ہما جناب نواب بندہ علیخان صاحب مال لکھنوی
شاگرد رشید نواب محمد حنفی صاحب شیدہ معفور

جب کلام جناب یاس صبح
لکھا یہ سال طبع زہیا نے

رحمت کلات گہر سلک جناب نواب سید مرزا عزیز علیخان بہادر مرزا رئیس
وکن شاگرد رشید حضرت انس دام برکاتہم

اگر مرقع ہے یاس کا دیوان
تسرفراز اسکے طبع کی تاریخ

کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے
لکھد وہ مخزن فصاحت ہے

بعد ازان لکھ لکھ بطرز تو تاریخ حضرت یاس کے بموجب حکم گر مسلسل عدد لکھیں اسکے	کہ کہیں اہل فہم حاصل علی کسی تاریخ میں اسکی دلا سال ہوا انطباع کا پیدا
آزیتچہ طبع شاعر معجز بیان جناب نشی محمد فیروز شاہ خاں صاحب فیروز راپوری اڈیٹر رسالہ خود ہون صدی	
آج فیروز وہ کلام چپا ہے یہ تاریخ اوسکے چپنے کی	کہ ہے شائق جسکا ایک جہا دلر باشوخ یاس کا دیوان
آزیتچہ فکر سید یوسف حسین عرف علی بہادر قیاس سیکلہ خلف اکبر مصنف و شاگرد حضرت جلال مدظلہ	
چپ کیا دیوان والد شکر ہے بہر سال طبع لکھدی اسی قیاس	دیکھو کا ہے ہر اک کو شتیاق کیا ہے یہ دیوان رنگین باذوق
	ایضا
وہ چپا دیوان یاس بالکمال فکر سال عیسوی گرتی قیاس	ہو گیا نام نکو جس سے بلند لکھدے ہر پیش نظم و رسمند
آزیتچہ فکر شاعر ہمایاں جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال لکھنوی خلف حضرت جلال مدظلہ	
اولین دیوان جناب یاس کا شوق سب کو اوسکے جلوہ کا ہوا نوب و ہونڈا مصرع سال کمال	چپکے بر لایا امید خاص عام دید کے طالب ہوئی شاعر تمام ہر سخنور کا ہے دیکھو یہ کلام
آزیتچہ فکر شاعر عالیخاندان جناب ابوب سید علیخاں صاحب کاشف طباطبائی لکھنوی شاگرد ابوب یوسف حسین خاں صاحب یوسف	
و چپ دولا و فیروز یہ یاس کا دیوان ہر مطلع پر سوز میں آتش کا اثر ہے ہر شعر ہے دشمن کے لیے شیر نیتان مصرع کوئی کم شیر کے ناخن سے نہیں ہے	ہرین غنچہ صفت جس سے شگفتہ دل احباب سیاب صفت جس سے کہ دل ہوتا ہر بیتاب اس ہشتہ میں پر زہرہ حاسد ہونہ کیوں ب انخیا رجو دیکھیں تو ہو چشم سے خوناب

تایخ قلم نے لکھی حدیث کا شف
 قلم جو اہر رقم عالیشان والا دو دمان جناب نواب محمد عباس علی خان
 بہادر محمد لکھنوی خلاصہ خاندان شاہی

طبع شد دیوان یاس خوشبیاں بہت ہر مصرع چو تہ ہوشان ہمسر فردوسی در شک کیم از رماح نطق و شمشیر زبان در درم ملک محمد سال طبع	باہر زبان کوشش و تاسد حق صفیہ تصویر گشتہ ہر درق یادگار شاعران باہن کردہ در ملک سخن نظم و نسق بحر نواج مضامین ادق
---	--

ایضاً

طبع شد دیوان یاس با کمال
 اہی محمد سال چون حتم ز عقل
 از تراوش ملک معنی سلک عالیشان جناب نواب محمد باقر علی خان بہادر
 لکھنوی سلامہ دو دمان نواب سالار جناب بہادر مغفور

ان یاس کہ شاعرانہ و خوش فکر و فصیح خوش ساختہ اند یک جلد از شعر آن سکن شاہد ان صن معنی است عشاق چو خواستیم سال طبعش بہر ذخر و نقش برد ہا دل صائب	مار اچھاں شفیق ہستند و حبیب ہر مصرع ادب ست فکر است جریب ہر بیت مگر کیے اطاق است غریب از غیب رسید انجہ بودیم نصیب تصویر فراق و وصل محبوب و حبیب
---	--

از تہاج افکار بہر باخویشاق جناب خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب مذاق
 آثریری مجہریت و تعلقہ ارب ریاست پریانوان

حضرت یاس کا کلام حبیب منکر تائیل ہے مذاق اگر	ہے یہ دیوان یا مین نادر لکھد کیا شاہد سخن نادر
---	---

از تہاج افکار بہر باخویشاق جناب خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب مذاق
 مرزا محمد تادی صاحب مرزا لکھنوی تفسیر سالہ اشراق ویر فیہ عربی و فارسی تشکر لکھنؤ
 سید ہمارے حضرت نوکر حسین یاس

<p>دیوان او نکاحیکه بود او چو شسته تاریخ طبع خانه قمری زانے یہ لکھی</p>		<p>ہر سو جو بلند صدائے صد آفرین دیوان یاس مطلع شہار و نشین</p>						
<p>از تباہی آثار بلاغت انسانی جناب فنی و نہایت رامی صاحب محقق مختار کلام ابد قرار نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا احمدی حسینی خان بہادر اسد جنگ ام قبالہ</p>		<p>در صنعت بنیات</p>						
<p>از کلام یاس حسن دیوان اول طبع شد سال طبعش شد محقق پھری اندر بنیات</p>		<p>کوست و لطیف بلاغت بوسید خاص عام گوہر افشان طبع شد دیوان یاس شگام</p>						
<p>ایضاً در صنعت زبر و بتیات</p>								
<p>گشت این نسیم نایاب و عجایب طبع سالمش اندر زبر و بتیہ جستم زین وجه اے محقق بچے تاریخ سیخی ناگاہ</p>		<p>مژدہ برخواست کہ مرغوب کلام یاس است کہ دل افزا و خوش اسلوب کلام یاس است گفت دل بربدل خوب کلام یاس است</p>						
<p>ایضاً در صنعت نادر</p>								
<p>دیوان بلع یاس مطبوع چو گشت در صنعت نادر اے محقق سبب</p>		<p>در وصف و شناسی اوز باغم قاصد گفتم کہ - کلام بے نظیر و نادر</p>						
<p>۱۹۳۶</p>	ک	ل	ا	م	ب	ے	ن	ظ
	بت	سی	یک	چل	دو	دہ	پنجاہ	ہند
	۶۶۲	۷۰	۳۰	۳۸	۱۰	۹	۶۱	۱۴۹
	ی	ر	و	ن	ا	د	ر	+
	دہ	دو صد	شش	پنجاہ	یک	چار	دو صد	+
	۹	۱۰۴	۶۰۰	۶۱	۳۰	۲۰۹	۱۰۴	+
<p>ایضاً بقاعدہ محل</p>								
<p>چو شد طبع این کلام عمدہ یاس محقق در محل نوشت سبب</p>					<p>کہ توصیف و شناسی بوقیاس است لطیف و خوشتر دیوان یاس است</p>			

از نیتہ فکر شاعر ناز کیاں جنابت محمد نظیر صاحب مقال شاگرد و خویش
حضرت جلال مدظلہ

دیوان جناب یاس نامی پڑھنے سے ہو دلیں عشق پیدا یوں لکھدی مقال طبع کا سا	ہی مجمع حسن منظر عشق ہر شعر ہے اسکار ہر عشق کیا ہے یہ کلام و فتنہ عشق
از تاج افکار سخندان نواب سید کاظم حسین خان بہادر مجنون ساکن قصبہ نکھاری شاگرد مصنف	

میرزا کریم صاحب نے مرے اُستاد کا چہا تھا کلام یاس میں تھا مراد دل مضطر ہر تاریخ طبع اسے مجنون	پہلا دیوان اپنا چھپوایا کیون نہ تاریخ اسکی میں لکنا ہاتھ غیب نے جو دی یہ ندا لکھدے دیوان ہی بنطیر کیا
--	--

از گہر زری قلم اعجاز رقم عالم علوم معقول و منقول سخنور معنی پرور جناب
مولوی میر علی حیدر صاحب انظم لکھنوی طباطبائی پروفیسر عربی نظام کالج

ہر شعر سے حسن خوشنویانی نکلے انظم چھپے نہیں یہ اشعار تمام	ہر لفظ سے لطف مکنتہ ذاتی نکلے پتخت سے چشمہ معانی نکلے
چکیدہ کلک گوہر سنگ جناب سید اصغر حسین صاحب تاجی حیدر آبادی ملازم سرکار نواب فخر الملک بہادر	

ہی رشک چمن آج دیوان یاس اسکا طبع تاجی نے یہ سال طبع	سب بہتر و خوب چھاپا اسے بظرو خوش اسلوب چھاپا اسے
--	---

چھپ گیا وہ دفتر دلکش جناب یاس کا جب ہوئی تاجی کو پید افکار سال طبع کی	جسکی ہر ہر اک غزل غیرت وہ بدر منیر دی ندا ہاتھ نے چھاپا کیا کلام بظیر
ایضاً	

جب کلام یاس صاحب چھپ چکا فکر تاجی نے جو کی تاریخ کی	دیکھا کہ سب نے کہا کیا خوب ہی بولا ہاتھ - واہ کیا مرعوب ہی
--	---

	ایضاً	
شدہ طبع منطوم یاس مخمور گلستا بگو۔ وقت روح پرور ۱۳۰۶ھ		بین عنایت خلاق عالم زبانق چو پرسید تاریخ ناجی
	ایضاً	
ہو خوش و یکسر اجاب کیا کیا لکھی ناجی نے باغ روح افزا ۱۳۰۶ھ		ہو مطبوع دیوان یاس کا جب قلم سے شاخ گل کی اوکی تاریخ
	ایضاً	
عجب دلکش است و عجب دلربا رقم کرو بتان نغمہ سرائے ۱۳۰۶ھ		زینتِ لغت یاس خوشخو چو آن طبع شد عیسوی سال ناجی
از نتیجہ فکر شاعر معنی پرور زمینی محمد عبدالرحمن خاں صاحب میر وکیل سرہلی ضلع ساگر شاگرد مصنف		
دل تو کیا جبکہ شکے پھر کی وج سخن استا و کا چپا مدوح ۱۳۰۶ھ		حضرت یاس کا چھپا وہ کلام لکھدے تاریخ طبع لے نیر
	ایضاً	
عرفی کی طرح جو کہ ہن مشور زمانہ استاد کا دیوان ہی ہر منظوم زمانہ ۱۳۰۶ھ		جتنا ہو کلام اجل استا و کا میر نیر لکھو طبع کی تاریخ مسیحی
از نتائج افکار شاعر نازک خیال جناب مرزا مرتضیٰ حسین صاحب وصال لکھنوی شاگرد حضرت جلال ظلمہ		
سخن ان سخن فہم معنی شناس یہ دیوان ہر ہر مخمور کے پاس چپا دلستان خوب دیوان یاس ۱۳۰۶ھ		مرے مہربان ہن جو ذرا حسین کلام استا مشور ہے دور و دور ملا طبع دیوان کا سال محو وصال
	ایضاً	
دور اشک گرم و آہ سر و عشق ناکہ عشاق خرن و در و عشق ۱۳۰۶ھ		کیون ہو دلکش و دیوان حسین ہو ہے یہ اس دیوان کو چپنے کا سال

از نتیجہ فکر ماہر رموز سخن سید عاشق حسن صاحب وصل لکھنوی شاگرد جناب

شاد منیر دیر پیر و تمبر

مضامین خوش انشیش یہ از گلہائے زمیندہ
نہار نوشت صد شاد و نہ اجرائے زمیندہ

زہی دیوان یاس و وصل مطبوع جہان ان
بصنوی معنوی سال سچی زور قسم کلیم

از نساج افکار سخنندان و مخور نواب مرزا علیخان نظام حب ہنر لکھنوی
شاگرد حضرت مشاق

اونکے مضبوط ہیں ارکان سخن
ہے بجا اگر کون سلطان سخن
روح سبحان ہوئی قربان سخن
آسمان سے ہے سوا شان سخن
یا یہ ہے ایک نیکدان سخن
ہے یہ تاج سہر شامان سخن
ہر یہ تازہ گل بستان سخن
ہے ہی خنجر بران سخن
بس یہ ہے لعل بدخشان سخن

حضرت یاس جو ہیں عالم بین
اونکے قضاے میں ہر ملک مضمون
جب ہوا طبع یہ دیوان اونکا
پایہ ہے اسکے مضامین کا بند
بافرہ ہے یہ کلام مسکین
قدر کرتے ہیں سب باکیاں
قابل دیدہ کیونکر ہو مجھلا
دل حاسد ہو نہ کیونکر زخمی
اسے ہنر مصرع تاتخ یہ لکھ

حاکسار احقر التماس نو اگر حسین یاس لکھنوی مصنف دیوان ہدا

ہوا اسکے پہننے کا اب نظام
لکھا۔ نذر احباب میرا کلام

مرا چلا دیوان ہل جو حق
ہوئی فکر تاریخ کی جو مجھ

الضیاء

شکر خدائے دو المثنیٰ۔ چھپکیا کچھ مرا سخن
ہے یہ بہار پرچمن۔ لطف اوٹھائیں قدر و ن
نکدین سال طبع کی۔ زمرہ پنج یون ہر یاس
نہر ہے ایک بوستان۔ قابل دیدہ بوستان

۱۳۰۶ھ

فطامہ دیوان یاس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۲۰	مرکز	مرکز	۱۳۴	۱۲	ناقہ پر	ناقہ پر
۱۰	۳	حسن بر	حسن بر	۱۳۵	۲۴	ضراحتیون	ضراحتیون
۱۱	۱۵	لیچچ	لیچچ	۱۳۶	۲	ہنگر لون	ہنگر لون
۱۵	۱	لین	لین	۱۳۷	۴	ہوکی	ہوکی
۱۶	۲	مین ہی	مین ہی	۱۳۸	۱	لالی	لالی
۲۰	۱۴	روان	روان	۱۳۹	۱۳	دورین	دورین
۲۱	۴	مرے	مرے	۱۴۰	۸	بیانک	بیانک
۲۲	۸	لیلی کا	لیلی کا	۱۴۱	۱۱	ابرو ونگا	ابرو ونگا
۲۴	۲	بنی	بنی	۱۴۲	۱۱	ملاو ویرے ہونگو	ملاو ویرے ہونگو
۲۵	۹	مرا	مرا	۱۴۳	۳	سرین	سرین
۵۲	۲	ابرو ونگے	ابرو ونگے	۱۴۴	۱۳	گاہو کے	گاہو کے
۵۳	۵	کرو	کرو	۲۰۰	۲۰	یارون ہی کا	یارون ہی کا
۵۴	۲۳	دکو ہی	دکو ہی	۲۰۳	۲۴	۱۰۳	۲۰۳
۵۹	۱	ابرو ونگا	ابرو ونگا	۲۰۴	+	۱۰۴	۲۰۴
۶۱	۸	دوڑون	دوڑون	۲۰۵	+	۱۰۵	۲۰۵
۶۲	۱	حاجان	حاجان	۲۰۶	+	۱۰۶	۲۰۶
۶۳	۲۳	تربا	تربا	۲۰۷	+	۱۰۷	۲۰۷
۶۴	۴	چیرتے ہی شہر	چیرتے ہی شہر	۲۰۸	+	۱۰۸	۲۰۸
۶۵	۱	تے	تے	۲۰۹	+	۱۰۹	۲۰۹
۹۰	۴	جبتین	جبتین	۲۱۰	+	۱۱۰	۲۱۰
۹۱	۳	بس	بس	۲۱۱	+	۱۱۱	۲۱۱
۹۵	۱۱	ہو کوئی صا	ہو کوئی صا	۲۱۲	+	۱۱۲	۲۱۲
۹۶	۲۴	سم	سم	۲۱۳	+	۱۱۳	۲۱۳
۱۰۹	۱۹	کرلی	کرلی	۲۱۴	+	۱۱۴	۲۱۴
۱۱۱	۱۳	مری سینہ پر	مری سینہ پر	۲۱۵	+	۱۱۵	۲۱۵
۱۲۲	۱۷	دامخ آفتہ	دامخ آفتہ	۲۱۶	+	۱۱۶	۲۱۶
۱۲۸	۶	گون	گون	۲۱۷	+	۱۱۷	۲۱۷
۱۳۱	۴	آئینے	آئینے	۲۱۸	+	۱۱۸	۲۱۸
۱۳۲	۸	ترسی زلفون	ترسی زلفون	۲۱۹	+	۱۱۹	۲۱۹
۱۳۳	۱۲	مرا سینہ	مرا سینہ	۲۲۰	+	۱۲۰	۲۲۰
۱۳۴	۱۵	کوسون	کوسون	۲۲۱	+	۱۲۱	۲۲۱
۱۳۵	۱۹	پرگی	پرگی	۲۲۲	+	۱۲۲	۲۲۲
۱۳۶	۳			۲۲۳	+	۱۲۳	۲۲۳

سنا طرہ میں مذہبی فکر کے مطابق اس خطا کے ساتھ دیوان درست فرمائیں۔ خطا کے سبب دیوان کی ترمیم کی ضرورت ہے۔ اس کی ترمیم کی ضرورت ہے۔

عہدہ اور جدید کتابیں

آئینہ ایمان

جناب مفتی طالب حسن مرحوم برادر خاں شیخ اسیر احمد صاحب اسیر کاشوی نے یہ سلاسل ایمان اور سائل افتقاد میں نہایت
تصویر و ترقی سے لکھا تھا۔ اب اذیت کا انتقال کے بعد چھپا ہے۔ نہایت آسان اور سلیس اور دین ہے۔ ہر مسلمان پر ضروری
کے اس سلسلے کو پیش نظر رکھئے۔ قیمت فی جلد

دیوان صغیر

یہ دیوان حضرت شاہ صغیر مرحوم لکھنوی کا ہے۔ حضرت خیر تنکس مرحوم کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ مرحوم نے اپنی بابرکت اور
طولانی زندگی میں صرف تھوڑے عرصے کے تذکرہ دی تھی۔ اردو نظم کے لیے غالب اس سے زیادہ مفید کہلی کر سیتے ہیں کہ اگلے
سین دیوان کا کلام سے طبع آزمائی کرنے والے اذیت کی مدد کے لیے شائع کیا جائے۔ قیمت فی جلد

خیالات ناوہ

فصیح فارسی میں تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ اور قابل دیدن۔ قیمت فی جلد

البرٹ بل

یہ ڈراما جو اصل ہندوستان کی پہلی پولیٹیکل اردو تصنیف ہے۔ فردا اس قابل ہے کہ ہر مہذب مانتھ میں اور ہر شخص کی
میز پر اس کی ایک کاپی ہو۔ قیمت فی جلد

صبح امید

موجودہ اسلام کی دلور تصویر دیکھنا ہو تو تھوڑی سی مصنفہ مولوی شعیب صاحب نعمانی پر وفیسر درستم علوم مسلمانان دیکھیے۔
خیال نظم میں اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے۔ عام لکھنے سے اس تھوڑی کو بڑے شوق سے یاد اور پڑ کیا کر۔ قیمت فی جلد

صبح خندان

ایشیائی شعاری۔ عاشقانہ تصدیق حسن و عشق کا چھکڑہ۔ میر حسن کی بحر مصنفہ جناب محمد امیر احمد صاحب تسلیم لکھنوی۔ اس کی تعریف
لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی مصنفہ ہندوستان میں خاتمہ تھوڑی لکھنے میں فردا میں قیمت فی جلد
حیرت انگیز کی درخواست اس صبح قیمت بابا جازت دیو پے ایل۔ دیو پے ایل کی حالت میں درخواست کی ساتھ ٹکٹ ۲ فیض نہیں
ساتھ لکھا گیا کہ دیکھیں مئی آرڈر پہلے دینا ہوتی ہے۔ المشرق محمد شاعر حسین شاعر مستم قومی پریس پیام یار۔ لکھنؤ چوک

پیام یار

جذبات کا دیباچہ خیالات کا چشمہ عشان کا قاتل معشوقانہ آوازوں کا مرقع۔ وہ چوسا چہرہ جسکو ملک نے زبان اور دل کی حسن خوبی
کے پچانے کاظمی پایہ تسلیم کر لیا ہے۔ وہی جسے پیام مارکتے ہیں۔ قیمت عام ہے۔ ایک روپیہ سالانہ محصول ڈاک۔
روسیا یا پھر پیس سالانہ۔ بغیر وصول قیمت سالانہ بیگلی ہرگز کسی کے نام جاری نہیں ہوتا۔ ایک غیر بطور نمبر نہ
ڈھائی آنے وصول ہوتے پر قومی پریس لکھنؤ چوک ماہوار نہایت حسن و خوبی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔
درخواستیں مع قیمت بذریعہ منی آرڈر یا باجازت دیو پے ایل محمد شاعر حسین شاعر مالک قومی پریس و کارخانہ مطبع
و مستم پیام یار کے نام آنا چاہئیں۔

